کالج اور سکولوں کی تقریبات کیلئے
دینی، علمی، قومی موضوعات پر منتخب تقاریر

نفیس تقریریں

آصف رضا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذخیرہ
لاہور پاکستان

نفیس تقریریں

Marfat.com

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر، اُردو بازار لاہور 7355743
مکتبہ العلم 17 اُردو بازار لاہور 7211788
اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ لاہور 7223506
مشتاق بک کارنر لاہور 7230350
علم و عرفان پبلی کیشنز لاہور 7232336
منیر برادرز، مین بازار جہلم ، سعید بک بنک اسلام آباد۔
احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ راولپنڈی
بخش بک ڈپو، اُردو بازار سیالکوٹ
چوہدری بک ڈپو، مین بازار، دینہ عثمان بک ڈپو لالہ موسیٰ
ضیاء القرآن پبلشرز، گنج بخش روڈ لاہور
کتاب گھر، علامہ اقبال روڈ راولپنڈی
نیو الیاس کتب محل کچہری بازار، جڑانوالہ
ادریس کتاب محل، مین بازار، منڈی سمندری
عمر بک سنٹر جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر 653057
چغتائی بک ڈپو ڈڈیال آزاد کشمیر اتفاق بک ڈپو بھلوال
کوالٹی ڈیپارٹمنٹل سٹور کالج روڈ بوریوالا 3355889
شاہین بک ہاؤس منڈی بہاؤالدین
مختار سنز قصہ خوانی بازار، پشاور، بلال بک ڈپو، گجرات
الفضل کتاب گھر میرپور آزاد کشمیر۔
مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد 2278843-5
جہانگیر بک ڈپو لاہور 7220897
سعد پبلی کیشنز فسٹ فلور میاں مارکیٹ لاہور 7122943
مسلم بک لینڈ، بینک روڈ، مظفر آباد 44021-058810
یونائیٹڈ بک ہاؤس کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین
نیو وہاڑی کتاب گھر جناح روڈ، وہاڑی 62310
الکریم نیوز ایجنسی گول چوک، اوکاڑہ
سالمہ بک ایجنسی، بخشہ چوہدری پارک ٹوبہ ٹیک سنگھ
ذار برادرز تحصیل بازار، جہلم فضلی سنز اُردو بازار کراچی
کھوکھر بک سٹال مسلم بازار، گجرات
مکتبہ رشیدیہ، چکوال شیر ربانی کتب خانہ وہاڑی
مشتاق بک ڈپو گوجر خان شاہین بک ڈپو وہاڑی
ہلال کاپی ہاؤس، لیاقت روڈ میاں چنوں 662650
میاں برادرز، مین بازار، جہلم 621126-0544
دارالادب تلمبہ روڈ میاں چنوں، الرحمت سٹیشنری ڈسکہ

اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی
شمع بک ایجنسی، فیصل آباد رضا لائبریری شاہ کوٹ
ہاشمی برادرز کتب و رسائل گوردت سنگھ روڈ، کوئٹہ
الیاس بک ڈپو جلال پور جٹاں کاروان بک سنٹر، بہاولپور
الاخوان القادری، سندی کارنر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
اسلامی کتب خانہ، حافظ آباد خان بک ڈپو، حافظ آباد
نظامی کتب خانہ پاکپتن شریف شکیل بک ڈپو، سمندری
خالد کتاب محل اوگی سیالکوٹ روڈ اقبال بک اسٹال بورےوالا
لاثانی لائبریری ربوہ زمان لائبریری ربوہ
سلیمی بک ڈپو، احمد پور شرقیہ جالندھر بک ڈپو، ڈسکہ
بک ٹاؤن F-10 مرکز اسلام آباد 2299604
پاکستان بک ڈپو مین بازار جلال پور جٹاں
کارنر سٹیشنری مارٹ مین بازار کھاریاں 510274
کتاب گھر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ 510444-061
صابر بک سٹال نسبت روڈ لاہور 7230780
کارواں بک سنٹر، ملتان کینٹ مرزا بک ایجنسی شیخوپورہ
گل قریش پبلی کیشنز، لاہور 7320318
علمی بک ہاؤس، لاہور عثمان بک ڈپو، لالہ موسیٰ
عزیز سٹیشنری مارٹ مین بازار کھاریاں
کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ اُردو بازار لاہور
سلطان بک پیلس، گجرات پنجاب بک ڈپو سرکلر روڈ، گجرات
حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ کوثر بک ڈپو، لالہ موسیٰ
وارث سنز بک ڈپو صرافہ بازار پنڈدادن خان
مکتبہ الحسن، لالہ موسیٰ مکتبہ دارالحسان، لالہ موسیٰ
کاروں بک سنٹر، بہاولپور کمال بک ڈپو کمیٹی چوک گجرات
مکتبہ کشمیر، لالہ موسیٰ اشفاق بک ڈپو بھمبر روڈ گجرات
رائل بک سنٹر چوک نواب گجرات پرنس سٹیشنرز، لالہ موسیٰ
علی سٹیشنرز بک سیلرز لالہ موسیٰ جہانگیر بک ڈپو کراچی
الاشہاب بک سٹال مانوالہ الملک جلال پور جٹاں
خالد بک سٹال، گجرات شانی برادرز، جہلم
فرینڈز بک ڈپو، گجرات مہر بک سٹال، گجرات
ماورا بک سنٹر، مال روڈ لاہور احسن لائبریری ڈہرانوالہ
کشمیر بک ڈپو، چکوال دعا پبلی کیشنز لاہور
سیون تھ سکائے لاہور نور بک ڈپو لالہ موسیٰ نیو گجرات بکس گجرات

Marfat.com

کالج اور سکولوں کی تقریبات کیلئے
دینی، علمی، قومی موضوعات پر منتخب تقاریر

نفیس تقریریں

آصف رضا

ذخیرہ

خزینہ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اردو بازار - لاہور ۷۲۱۴۱۶۹

Marfat.com

دیدہ زیب اور
خوبصورت کتب کا
واحد مرکز

تزئین واہتمام

نذیر محمد طاہر نذیر

84087

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب	--------	نفیس تقریریں
مرتب	--------	آصف رضا
ناشر	--------	خزینہ علم وادب' لاہور
اہتمام	--------	نذیر محمد' سعد نذیر
کمپوزنگ	--------	فراز کمپوزنگ سنٹر

ریاض شہباز پریس لاہور۔

Marfat.com

فہرست

-1	ظہورِ اقدس (میلاد نبی ﷺ)	9
-2	میں نہیں جانتا	12
-3	حضور ﷺ کی حیات طیبہ	15
-4	پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ	21
-5	روح قائداعظمؒ سے	26
-6	آزادی اور قائداعظم	30
-7	حصول پاکستان کے مقاصد	33
-8	مغربی تہذیب اور علامہ اقبال	37
-9	نظریہ پاکستان	41
-10	حضرت علی المرتضیٰؓ	45
-11	مارچ تجدید عہد کا دن	49
-12	وطن عزیز کے پچاس سال	51
-13	صحت پر اطمینان اور اختلاف	53
-14	خان لیاقت علی خان	57
-15	آزادی کے تقاضے	59
-16	کشمیر بنے گا پاکستان	64
-17	یہ میرا پاکستان	72
-18	میجر عزیز بھٹی	75
-19	ہادی رہنما مصطفیٰ ﷺ	78

Marfat.com

-20	ہمارے اسلاف اور ہم	82
-21	ہم کہاں کھڑے ہیں	87
-22	ماحول کی آلودگی	91
-23	آنحضور ﷺ اور مسئلہ ختم نبوت	95
-24	انسان اور انسانیت	97
-25	سائنسی ترقی اور ہم	101
-26	جنگ ستمبر 1965ء	104
-27	اسلامی اخوت	107
-28	میرا نصب العین	112
-29	نظریہ اور صاحب نظریہ	115
-30	مقناطیسی شخصیت	117
-31	سیرت نبی ﷺ	119
-32	عظمت قرآن مجید	125
-33	موضوع کا علم ہونا	132
-34	زبان کی نیکیاں اور برائیاں	135
-35	ٹی۔وی معاشرہ کی تعمیر میں مثبت کردار	141
-36	حضور ﷺ بحیثیت رحمۃ للعالمین	144
-37	ہم اور ہمارا ماحول	147
-38	سائنس انسان کے لیے رحمت ہے	150
-39	اتحاد بین المسلمین	152
-40	مسلمان قوم موت کے دروازے میں	155
-41	کسان کی زندگی	158
-42	درد و دل کے واسطے پیدا کیا انسان	164
-43	حفاظت زبان	168
-44	حضور ﷺ کی حیات مقدسہ	174

Marfat.com

45-	اہل عالم میں حضور ﷺ کے احسانات	176
46-	ہم اور ہماری قومی زبان	179
47-	میں کیا بننا چاہتا ہوں	185
48-	نقل ایک لعنت ہے	189
49-	امام محمد غزالیؒ	193
50-	جشن بہاراں گلگت	195
51-	شمشیر و نسیاں اول طاؤس و رباب آخر	197
52-	مادیت نسل نو کی کردار کشی کی ذمہ داری	200
53-	آسائشوں نے زیست کو مشکل بنا دیا	203
54-	دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام	206
55-	رحمت دو عالم ﷺ کا عالمگیر پیغام	210
56-	حضور اکرم ﷺ بحیثیت قانون داں	215
57-	اسلام مذاکرہ	220
58-	اسلام میں عورت کا رتبہ	225
59-	ہم جمہوریت کے قابل نہیں	232
60-	احتساب کی ضرورت	236
61-	بھارت کی ثقافتی یلغار	242
62-	پاکستان کے لیے ایٹمی توانائی ضروری ہے	247
63-	نوجوان اور پاکستان	252
64-	حضرت عمر فاروقؓ کا خطاب	257
65-	اسلامی معاشرے میں سماجی کارکنوں کا کردار	260
66-	آلودگی ایک عذاب	[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

ظہور قدسی (میلاد نبوی ﷺ)

پندرہ سو سال پہلے جب سرزمین عرب جہالت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی اور وہاں علوم و فنون۔ تہذیب و تمدن اور شائستگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ قبائل برس ہا برس تک ایک دوسرے کے خلاف بر سرپیکار رہتے تھے۔ کسی کی عزت اور آبرو محفوظ نہ تھی۔ باپ اپنی بیٹیوں کو خود ہی زندہ درگور کر دیتے تھے۔ شرک اور بت پرستی خون عرب میں رچ بس گئی تھی۔ ان حالات میں انسانیت کے پھلنے۔ پھولنے اور پنپنے کی کوئی امید نہ تھی۔ اس تباہ حال۔ مایوس کن اور دل شکن فضا میں فخر انسانیت۔ سلطان موجودات۔ شہنشاہ دو جہاں۔ تاجدار مدینہ۔ آقائے نامدار۔ مرکز مہر و وفا۔ رحمت مجسم۔ باعث تکوین کائنات۔ محبوب خدا۔ احمد مجتبے ﷺ کا ظہور ہوا۔ اس صبح بابرکت کو شبلی نعمانی نے کچھ یوں بیاں فرمایا ''چمنستان دہر میں بار ہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں'' چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سرو ساماں سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال نے کروڑوں برس صرف کئے۔ سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیاں۔ عناصر کی جدت طرازیاں۔ ماہ و خورشید کی فروغ انگزیزیاں۔ ابرو باد کی تردستیاں۔ عالم قدس کے انفاس پاک۔ توحید ابراہیم۔ جمال یوسفؑ معجز طرازی موسیٰؑ۔ جان نوازی مسیحؑ سب اس لیے تھے کہ متاع گراں ارز شہنشاہ کونین ﷺ کے دربار میں کام آئیں گے۔ آج کی صبح وہی صبح جان نواز۔ وہی ساعت ہمایوں۔ وہی دور فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم۔ شوکت روم۔ روح چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر۔ آتش کدہ کفر۔

Marfat.com

آذر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بت کدے خاک میں مل گئے۔ شیرازہ مجوسیت بکھر کر رہ گیا۔ نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اٹھا چمنستان سعادت میں بہار آ گئی۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اخلاق انسانی کا آئینہ پر تو قدس سے چمک اٹھا یعنی یتیم عبداللہ جگر گوشہ آمنہ۔ شاہ حرم۔ حکمران عربؐ۔ فرمانروائے عالم۔ شہنشاہ کونین۔ عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت و اجلال ہوا۔ خداوند قدوس نے آپ کے لیے فرمایا "ہم نے آپ کو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے" یہ ہیں وہ حقائق جو اس فرمان الٰہی کو ثابت کرتے ہیں دین اسلام نہایت ہی آسان دین ہے۔ ارکان اسلام سب انسانوں میں مساوات کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ غلامی کی لعنت بد کو ختم کر کے حضورؐ نے نوع انسانی کا رتبہ بلند کیا۔ زندہ درگور کی جانے والی معصوم ہستی کو ماں۔ بہن۔ بیٹی اور بیوی کی حیثیت میں قابل عزت ٹھہرایا اور فرمایا دنیا میں عورت رحمت کا مجسمہ ہے۔ قیدی عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں یہاں تک کہ دشمن کے کھیتوں اور رہائش گاہوں تک کو آگ لگانے اور برباد کرنے سے روکا محتاجوں۔ بیماروں اور ہتھیار نہ اٹھانے والوں سے درگزر کا حکم دیا آپ نے شراب جوا اور حرام کاموں سے منع فرما کر اخلاقی رحمت سے معاشرہ کو نوازا۔ غریبوں۔ محتاجوں۔ مسکینوں۔ یتیموں اور بیواؤں کے لئے صدقہ۔ خیرات۔ فطرانہ۔ عشر اور زکوٰۃ جیسے احکامات سے انسانیت کو معاشی بدحالی سے دور کر دیا۔ حضور پاکؐ نے کفریہ رسم و رواج اور شرکیہ تقلید کی زنجیروں کو توڑ کر تمام انسانیت کو اللہ کی رضا کا طالب بنایا آپ نے خداوند قدوس کے خصوصی فضل و کرم سے ایک اسلامی فلاحی ریاست صرف 23 سال کے قلیل عرصہ میں قائم کر کے بے مثال کامیابی حاصل کی۔ معلم اخلاق کی حیثیت سے آپؐ کی شان اقدس اس حیثیت سے بہت بلند ہے کہ آپ نے جو کچھ بھی فرمایا سب سے پہلے خود اس کو کر کے بھی دکھایا۔ ایک سیرت نگار آپ کی شان میں اس سلسلے میں یوں رقم طراز ہے "ایک قرآن وہ ہے جو تیس پاروں میں بند ہے اور جس کی تلاوت کرہ ارض کے ہر حصہ میں روز شب کی ہر ساعت میں ہوتی ہے جو اذانوں میں گونجتا۔ نمازوں

Marfat.com

میں دمکتا اور یاد اللہ کی تنہائیوں میں چمکتا ہے۔ جو عابدوں کا اوڑھنا۔ زاہدوں کا لباس۔ فقیروں کا توشہ۔ عالموں کی غذا۔ متقیوں کی روشنی اور درویشوں کی متاع دوسرا قرآن وہ ہے جو تیرہ برس تک مکہ کی گلیوں میں پھرتا اور پتھر کھاتا رہا جس کی ریش مبارک پر خون کے قطرے جم گئے تھے۔ جس کے یمین و یسار جانبازوں اور جانثاروں کا ایک لشکر جمع ہو گیا۔ جس کے قدم میمنت لزوم کی ایک ایک چاپ پر جناب صدیق اکبرؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بچھے چلے جاتے تھے جو حضرت سیدہ النساءؓ کا باپ تھا اور حسنینؓ کا نانا ہزار درود و سلام ہو اس عظیم ہستی پر خلوتوں کا ملجا اور جلوتوں کا ماوی ہے جس کا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور جس کا ظہور سب سے آخر ہوا اور جس پر خدا کی حجت تمام ہوئی ہدیہ عقیدت کے طور پر غالب کا یہ شعر

غالب ثنا خواجہ بہ یزداں گزاشتم
کہ آن ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

Marfat.com

میں نہیں جانتا

جب آپ سے بحث و مناظرہ کرنے والا شخص ایسا مسئلہ پوچھے، جس کے بارے میں آپ کو علم نہ ہو تب تو آپ اپنے مسئلے کی اس سے وضاحت چاہیں اور پوچھنے سے نہ شرمائیں۔ اس لیے کہ اگر آپ خاموش رہے تو عین ممکن ہے کہ بعد میں آپ کو تکالیف اٹھانی پڑے اور آپ پر جہالت اور جہالت کو چھپانے کا الزام آئے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ بڑے بڑے ائمہ اور علماء جب اچھی طرح کسی مسئلہ کو نہ جانتے ہوتے تو لاادری یعنی میں نہیں جانتا کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے اور مکمل علم کے بغیر فتوی دینے سے بچتے تھے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی میں آنحضرت ﷺ کے ایک سو بیس ایسے اصحابی دیکھے کہ جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی یا فتویٰ دریافت کیا جاتا تو ان میں سے ہر ایک خواہش کرتا کہ اس کا جواب اس کا ساتھی دے۔ دوسرے الفاظ میں وہ سوال کا جواب دوسرے کے حوالے کر دیتا اور دوسرا اس سے آگے والے کے سپرد کر دیتا یہاں تک کہ سب سے گھوم پھر کر سوال پھر سے اسی پہلے کے پاس آجاتا جس سے سوال پوچھا گیا تھا۔(۱)

اسی طرح امام مالک سے روایت ہے کہ ان سے اڑتالیس مسائل پوچھے گئے، تو انہوں نے ان میں سے بتیس کا جواب ''لاادری'' میں دیا۔ علماءِ سلف کا فرمان ہے کہ جب عالم لاادری (میں نہیں جانتا) کہنا چھوڑ دے تو اس کا علمی لحاظ سے خاتمہ ہو جاتا ہے۔ سو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنی مجلس کے شرکاء کی ''لاادری'' کہنے کے بارے میں تربیت کرے اور انہیں تعلیم دے۔ یہاں تک کہ یہ بات ''لاادری'' ان کے پاس بطور ایک اصول کے ہو جائے۔ جب ان سے ایسا سوال کیا جائے جو وہ نہ جانتے ہوں تو ''لاادری'' کہہ سکیں (یعنی ان میں اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہیے کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ اس بات کا جواب وہ نہیں جانتے)(۲)۔

---

(۱) اتحاف السادہ المتقین للزبیدی ج-۱، ص-۲۷۹۔ (۲) ادب الاختلاف فی الاسلام للدکتور طہ جابر-۱۲۶۔

Marfat.com

مخلص عالم کا بیدار ضمیر اور طبعی شعور اسے ثابت قدم رکھتا ہے اور اسے جلد بازی کرنے، بعجلت حکم صادر کرنے اور فوری فتویٰ دینے سے باز رکھتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے لوگ فتنے میں پڑ سکتے ہیں، جس کا سارا بوجھ اس پر ہوگا اور اس سے قیامت کے دن اس بارے میں اللہ تعالیٰ باز پرس کریں گے۔

نیز عالم کے لئے مناسب نہیں کہ اسے اس بات کا ذرہ بھر بھی خوف ہو کہ لوگ کہیں گے کہ دیکھو اس سے سوال کیا گیا مگر جواب نہ دے سکا، اسی سوچ کی وجہ سے بہت سارے علماء گمراہیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ابن سعد نے نافع سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے ابنِ عمرؓ سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو ابنِ عمرؓ نے سر جھکا دیا اور اسے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ لوگوں نے خیال کیا کہ انہوں نے اس کا سوال سنا ہی نہیں۔ چنانچہ سائل نے ان سے کہا ''اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا آپ نے میرا سوال نہیں سنا؟ انہوں نے فرمایا ''کیوں نہیں، لیکن شاید تمہارا یہ خیال ہے کہ جو سوال تم ہم سے پوچھتے ہو، اللہ اس کے بارے میں ہم سے نہ پوچھے گا، اللہ تم پر رحم کرے ہمیں ذرا مہلت دو، تاکہ تمہارے مسئلہ پر غور وخوض کیا جائے، پھر اگر ہم سے اس کا جواب بن پڑا تو ٹھیک ورنہ ہم تم سے کہہ دیں گے کہ اس کا جواب ہمارے پاس نہیں''۔

محمد بن جبیر ابن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: يَا رَسُولَ اللهِ اَىُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ قَالَ: لَا اَدْرِىْ، فَلَمَّا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: يَا جِبْرِيْلُ اَىُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ قَالَ لَا اَدْرِىْ حَتّٰى اَسْاَلَ رَبِّىْ عَزَّ وَجَلَّ. فَانْطَلَقَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللهُ اَنْ يَّمْكُثَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ سَاَلْتَنِىْ اَىُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ فَقُلْتُ لَا اَدْرِىْ وَاِنِّىْ سَاَلْتُ رَبِّىْ عَزَّ وَجَلَّ اَىُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ فَقَالَ: اَسْوَاقُهَا. (۱)

''اے اللہ کے رسول! شہروں میں کون سی جگہ بدترین ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ پھر آپ کے پاس جبرئیل تشریف لائے، آپؐ نے وہی سوال جبرئیل سے کیا، جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا، میں نہیں جانتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ سے نہ پوچھ

(۱) احمد، بزاز، ابویعلی۔

Marfat.com

لوں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام چلے گئے اور کچھ مدت گذرنے کے بعد تشریف لائے اور کہا کہ اے محمد (ﷺ)! آپ نے مجھ سے شہروں میں بدترین جگہ کے بارے میں پوچھا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے یہی سوال پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''سب سے بدترین جگہ بازار ہیں''۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان سے کوئی سوال پوچھا جاتا تو بار بار دہراتے یہ میری رائے ہے، پس اگر یہ جواب صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس پر میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں لیکن اگر میرا جواب غلط ہو تو یہ میرا قصور ہے اور شیطان کا دخل ہے اور میں اس بارے میں اللہ سے بخشش کا طلب گار ہوں۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ حضرت عمرؓ جیسے عظیم خلیفہ جن کی زبان اور دل پر اللہ نے حق رکھ دیا تھا، ایک دن مسجد میں خطبہ دے رہے تھے جس میں انہوں نے عورتوں کے مہر کم باندھنے پر زور دیا، تو ایک عورت نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے اعتراض کیا وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا. (۱)

''اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ ہی کرلو تو خواہ تم نے کسی (بیوی) کو ڈھیر سا مال کیوں نہ دیا ہو تو اس سے کوئی چیز واپس نہ لو، کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے؟'' تو حضرت عمرؓ نے جرأت سے کہا عورت نے ٹھیک کہا اور عمر نے غلط کہا''۔

یہ کمزوری کی دلیل نہیں کہ اگر گفتگو کرنے والا اپنے اور اپنے نفس کے بارے میں یہ کہے کہ میں اپنے نفس کو گناہ سے بَری نہیں کہتا کیونکہ میں انسان ہوں جو کبھی غلطی کرتا ہے تو کبھی درست بھی ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات نفس پر غلبہ پانا اور اسے عدل پر قائم رکھنا انسان کے سچا ہونے کی سب سے بڑی دلیل بن جاتا ہے۔ لہٰذا حق بات کی طرف رجوع کرنا باطل میں پھنسے رہنے سے افضل ہے۔

---

(۱) النساء۴: ۲۰۔

Marfat.com

حضورؐ کی حیات طیبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلغ العلی بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلو علیه واله

خداوند کریم نے کن کہا اور یہ کائنات وجود میں آ گئی۔ ستاروں کی بزم آرائیاں، کہکشاں کے طول طویل دودھیا راستے----- قوس قزاح کی رنگیناں----- سبزے کی آغوش میں پھولوں کے شبنمی چہرے----- سمندروں کا تلاطم، جھرنوں کی نغمہ سرائی----- یہ سب کچھ تھا لیکن بے کیف----- اور تنہا----- فطرت کے یہ حسین مناظر کسی نگاہ شوق کے متلاشی تھے۔ کسی مدح سرا کے متمنی تھے۔ دست قدرت کے ان شاہکاروں نے گرد و پیش کا جائزہ لیا اور زبان حال سے پکار اٹھے۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

پھر خداوند کریم نے انسان کو پیدا کر کے تصویر فطرت میں ایک نئے رنگ کا اضافہ کر دیا۔ تاریخ انسان اپنے قرطاس الٹتی گئی۔ بننے کو انسان خدا کا نائب بن گیا لیکن اس کی راہوں کا تعین کرنا باقی تھا۔ راہیں کٹھن اور تاریکی کی محکوم تھیں۔ پھر خدا نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے عظمت کے میناروں کو ان راہوں پر کھڑا کر دیا۔ جس کی روشنی سے راہیں ہی کیا قلب انسان بھی منور ہو گیا۔ وہ انسان کو سیدھا راستہ دکھاتے رہے یہ اللہ تعالٰی کے بھیجے ہوئے نبی اور پیغمبر تھے۔ اس سے پردہ پوشی کے ساتھ ہی ان کی روشن کردہ شمع حق پھر سے جہالت اور تاریکی کی نذر ہو جاتی۔ اور کاروان حیات پھر سے گمراہی کے راستوں پر گامزن ہو جاتا۔ انسان کو

Marfat.com

ایک ابدی شمع رشد و ہدایت کی ضرورت تھی۔ پھر شمع ہدایت عرب کے ریگزاروں سے نمودار ہوئی اور اسے محسن انسانیت' انقلاب عظیم کے داعی رحمتہ اللعالمین فخر عرب و عجم حضرت محمدؐ نے روشن کیا اور یہ شمع اسلام تھی۔

حضورؐ کی ولادت سے پیش تر عرب کی مذہبی' اخلاقی' معاشی اور سماجی کیفیت کسی سے چھپی ہوئی نہیں تھی خود قرآن گواہ ہے کہ ظہر الفساد فی البر والبحر ظلم و فساد سے خدا کی زمین بھر گئی یہ حقیقت اظہر من الشمس کہ اہل عرب ہی کیا۔ پوری انسانیت جہالت و گناہ اور گمراہی کے بھیانک گڑھے ہیں سسک سسک کر دم توڑ رہی تھی کہ

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آئے تھے جس کی دینے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل و نوید مسیحا

آسمان پر جب کالی گھٹائیں چھا جاتی ہیں تب باران رحمت کا نزول ہوتا ہے صبح کاذب کے بعد صبح صادق کا ظہور ہوتا ہے۔ فرعون نے جب بنی اسرائیل کے معصوم بچوں کا خون پانی کی طرح بہا دیا تب امواج نیل پر ایک نورانی پیکر جھولتا نظر آیا۔ اصحاب الفیل جب تثلیث کی حمایت میں خدائے ابراہیم کے پہلے گھر کو بے چراغ کرنے آئے تب نور احمد نے چمک کر عالم روشن کیا اور پہلوئے آمنہ سے ربیع الاول میں دوشنبے کے روز دعائے خلیل کا ظہور ہوا۔

مولانا شبلی نعمانی حضورؐ کی ولادت کے موقع پر رقم طراز ہیں کہ آج کی صبح ہی صبح جانا نواز وہی شاعت وہی دور فرخ خال ہے۔ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں' شان عجم' شوکت روم' اور چین کے قصرہائے فلک بوس زمیں بوس ہو گئے۔ آتش کدہ فارس ہی نہیں ظلم و برائی کا ہر وہ آتش کدہ سرد ہو گیا۔ جس میں

Marfat.com

انسانیت کی فطری عظمت کو مسخ کیا جاتا تھا۔ جہاں ہر انسان گناہ کی سولی پر لٹک رہا تھا۔

شمع حق روشن ہوتے ہی صنم خانوں میں ناقوس و گھنٹیوں کی بجائے اذان کی صدا گونج اٹھی۔

حضورؐ کا اسوہ حسنہ پوری دنیا کے لئے بالعموم اور اہل اسلام کے لئے بالخصوص بہترین نمونہ ہے۔ خود خداوند کریم فرماتے ہیں۔

"تمہارے لئے تمہارے رسولؐ بہتر نمونہ ہے۔"

حضورؐ سے قبل رسولؐ اور نبیؐ ایک خاص جماعت کی طرف سے محدود تعلیمات لے کر آئے تھے۔ لیکن حضورؐ تمام انسانوں کے لئے ایک جامع اور مکمل حیات لے کر آئے۔

قرآن میں ارشاد ہے کہ!

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

"محمدؐ آپؐ کہہ دیجئے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوں۔"

ایک جگہ اور ارشاد فرمایا کہ!

"اے محمدؐ ہم نے تم کو سارے انسانوں کے لئے بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

مسلم شریف میں خود حضورؐ اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ "میں کالے اور گورے سب کے لئے بھیجا گیا ہوں۔" پہلے رسولوں کی طرح حضورؐ کی تعلیمات میں کمی پیشی کی چنداں ضرورت نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا۔

پھر حضورؐ کا اسوہ حسنہ اور قرآن کی تعلیمات کی شمع لئے عرب کے بدو دنیا کے ہر گوشے کو منور کرتے چلے گئے اور یوں پوری انسانیت کی کایا پلٹ گئی۔

وہ دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل جس نے

Marfat.com

غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

کسی شخصیت کی سیرت پر قلم اٹھائیں تو اس شخصیت کی زندگی کے تین پہلوؤں سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ تین پہلو حسن کمال و حسن جمال اور حسن خصائل ہیں۔

حضورؐ کی حیات طیبہ کے ان تینوں پہلوؤں پر مکمل روشنی ڈالنا مشکل بلکہ ناممکن ہے حضورؐ ان تینوں پہلوؤں میں ہمیں ایک منفرد اور بلند مقام پر نظر آتے ہیں۔ حسن کمال کا یہ عالم ہے کہ جس طرف نگاہ اٹھ جاتی ہے۔ کایا پلٹ جاتی ہے۔ وہ عرب جو انسانیت کے نام سے ناآشنا تھے۔ حضورؐ کے عالم اقدس میں تشریف لاتے ہی ان کی حالت بدل گئی اور وہ چند سالوں میں انسانیت کے علم بردار بن گئے وہ عرب جو لڑکیوں کو باعث شرم تصور کرتے ہوئے انہیں زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اسلام کی سحر کے طلوع ہوتے ہی انہیں قابل تعظیم اور باعث رحمت سمجھنے لگ گئے۔ حضورؐ کی حیات مبارکہ میں اعجاز ہی اعجاز ملتے ہیں۔ وہ کبھی معراج میں بشریت کو عرش کی زینت بنا دیتے ہیں تو کبھی چاند کو دو ٹکڑے فرما کر مقام انسانیت عیاں کرتے ہیں۔ آپؐ اپنے کمال سے بلندیوں پر پہنچ گئے۔

جلتے ہیں جبریلؑ کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تم ہی تو ہو

بخاری شریف میں حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی۔ اس وقت کوئی شاندار منبر نہ تھا۔ حضورؐ خطبہ کے وقت ایک کھجور کے نخلہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد ایک خادم تمیم داریؓ نے حضورؐ کے لئے ایک منبر تیار کرایا۔ جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ جب حضورؐ پہلی مرتبہ اس منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ شروع کیا تو کھجور کا نخلہ سعادت سے محروم ہو گیا۔ حاضرین نے سنا اس نخلہ سے رونے کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔ حضورؐ منبر سے اترے اور اس نخلہ پر اپنا دست مبارک رکھا رونے کی آواز ختم ہو گئی۔ اس کے بعد حضورؐ نے اسے اپنے منبر کے متصل دفن کرا دیا جس وقت یہ واقعہ رونما ہوا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ

Marfat.com

وہاں موجود تھے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

حضورؐ کی حیات طیبہ میں ایک نظر جھانکتے ہی پاکیزہ سیرت کے ان گنت پہلو نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی زندگی ذکر و فکر سے معمور تھی۔ عبادت و زہد سے بھرپور تھیں ریاضت اور یاد الٰہی سے لبریز تھی۔

ذکر و فکر کا یہ عالم تھا کہ غار حرا میں ساری ساری رات کھڑے عبادت کرتے رہتے پاؤں مبارک ورم آلود ہو جاتے۔ لیکن آپؐ کے ذوق و شوق اور یکسوئی میں کوئی فرق نہ آتا صحابہ کرام عرض کرتے۔

"حضورؐ آپؐ اتنی مشقت کس لئے فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر چکا ہے۔"

آپ نہایت سادگی سے فرماتے!

"کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔" ذکر کے بارے میں حدیث ہے کہ آپؐ ہر لحہ ذکر الٰہی میں لگے رہتے اور فکر دائمی کے بارے میں حدیث ہے کہ آپؐ ہمیشہ متفکر و غمزدہ سے رہتے تھے۔

ایوب انصاریؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا مسجد سے نکل رہے تھے کہ راستے میں مرد عورتوں سے مل گئے۔

آپؐ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا

تم مردوں کے پیچھے پیچھے چلا کرو۔ اس کے بعد عورتیں اس طرح دیوار سے لگ کر چلتیں کہ بعض اوقات ان کا کپڑا دیوار سے اٹک جایا کرتا۔ سخی ایسے تھے کہ مال غنیمت مسجد میں لا کر جمع کر دیتے اور ضرورت مندوں میں حسب ضرورت تقسیم فرما دیتے۔ اور اپنے لئے کچھ نہ رکھتے تھے۔ اپنی چہتی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے سر مبارک پر اوڑھنی نہ تھی عوام میں حضورؐ دولت و مال تقسیم فرما رہے تھے۔

ابو جہل کہتا تھا!

Marfat.com

اے محمدؐ میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا مگر جو باتیں تم بیان کرتے ہو میں انہیں اچھا خیال نہیں کرتا۔ ٹالسٹائی ایک انگریز مفکر کہتا ہے۔

میں نے محمدؐ سے بہت کچھ سیکھا محمدؐ سے پہلے دنیا میں گمراہی پھیلی ہوئی تھی وہ اس تاریکی میں نور بن کر چمکے ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ محمدؐ کی تبلیغ و ہدایت سچی ہے۔ برناڈشا کہتا ہے!

اے اہل دنیا اگر تم اپنی مشکلات کا حل چاہتے ہو اور اپنی بیماریوں کا علاج اپنے جسموں کو خوبصورت بنانا چاہتے ہو تو دنیا کی باگ ڈور محمدؐ کے ہاتھ میں دے دو۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب۔

وما علینا الا البلاغ المبین

Marfat.com

پاکستان کا مطلب کیا؟
لا الہ الا اللہ

زمین فلک دی ایہہ صدا لا الہ الا اللہ
کہندی دن تے رات ہوا لا الہ الا اللہ
ذرہ ذرہ آپ گواہ لا الہ الا اللہ
دنیا پڑھدی شام صباح لا الہ الا اللہ
سب مرضاں دی اک دوا لا الہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

صدر گرامی و حاضرین! انگریزی استعمار سے چھٹکارہ پانے اور ہندو کے دام تزویر سے بچ نکلنے کے لیے جب مسلمان سر جوڑ کر بیٹھے تو ان کا مقصد محض آزادی حاصل کرنا نہیں تھا' بلکہ ان کا مدعا یہ تھا کہ برصغیر میں ہمیں ایک ایسا خطہ چاہیے جہاں ہم خلافت راشدہ کی بہاریں واپس لا سکیں۔ اسلامی نظام حیات کا احیاء کر سکیں۔ قرآنی قوانین اور ناموس محمدی کو پروان چڑھا سکیں۔ اور زندگی کی اجڑی ہوئی مانگ میں وہ موتی بھر سکیں جو خدا اور محمد مصطفیٰ کو مطلوب ہیں' دوسرے لفظوں میں سمجھئے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی حکومت قائم کر کے پہلے پاکستان کو روٹھی ہوئی بہاروں کا نشیمن بنائیں اور پھر ساری دنیا کو امن و آشتی کے گلہائے بوقلموں سے رشک گلزار بنا دیں۔

یہی نعرہ تھا جو مسلم لیگ کا سلوگن بنا' جسے قائداعظم نے حرز جاں بنایا جس کی برکت سے مسلمانان ہند ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے' جس نے مردہ دلوں میں روح حیات پھونکی' جس نے برف کے تودوں کو پگھلا کر دریائے متلاطم بنا دیا۔ جس نے بے کیف زندگی کو سوز و ساز سے آشنائی بخشی' جس نے علامہ اقبال کی پیش گوئی کو حرف بہ حرف ثابت کر دیا۔

Marfat.com

سر شک چشم مسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریا میں ہوں گے پھر گہر پیدا
کتاب ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخ ہاشمی کونے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

صدر گرامی! مسلمان لپکے کہ پھر نظام مصطفیٰ کی بہاریں دیکھنے کا موقع ملے گا۔ قائداعظم کے جھنڈے تلے جمع ہوئے کہ پھر عدل فاروقی کے مناظر دیکھنے میں آئیں گے' جوش و خروش سے اٹھے کہ پھر اس لعل گم شدہ کو پالیں گے جس کی تلاش میں گردش لیل و نہار نے ہزاروں چکر کاٹے۔ وہ بنیان مرصوص بن گئے کہ پھر صبح صادق طلوع ہوگی' چلی جائے گی' آگ اور خون کے دریاؤں سے گزر گئے کہ دریا کے اس پار آزادی کی عروس دلربا انہیں گلے لگانے کے لیے بے تاب کھڑی ہوگی' اتلاف جان و مال گوارا کرتے' عزتیں لٹاتے' بچوں کو نیزوں کی انیوں پر ترازو ہوتا دیکھتے چلے گئے کہ آگے دیدار مصطفیٰ ہوگا جس سے سب کلفتیں دور ہو جائیں گی کیونکہ ۔

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر' مادر' برادر' جان مال اولاد سے پیارا
یہی جذبہ تھا ان مردان غیرت مند پر طاری
دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے باطل کو نگونساری
لیکن منزل مقصود پر پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جب وہ پاکستان میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہاں بھی کافی تعداد میں لٹیرے موجود ہیں' یہاں ابھی درندوں کی کمین گاہیں ہیں جہاں ان کی عزت و آبرو کو اسی طرح لوٹا جائے گا جس طرح مشرقی پنجاب میں سکھ درندوں نے لوٹا تھا۔

صدر گرامی! پاکستان بنتے ہی حکمرانوں نے ان تمام وعدوں کو فراموش کر دیا جن کے بل بوتے پر وہ تخت اقتدار پر براجمان ہوئے تھے۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ہندوستان ہی میں رہ گیا۔ اب یہاں وسیع خوان یغما تھا' جس پر یہ صدیوں

84087

Marfat.com

کے بھوکے ٹوٹ پڑے۔ کوٹھیاں' بنگلے اور کارخانے تھے جن کے حصول کے لیے اخلاق کے تمام ضابطے پامال کر دیے گئے' قطعات اراضی اور باغات تھے جن پر تصرف کرنے کے لیے سارے صوبوں کا جھٹکا کر ڈالا گیا' وزارتیں' صدارتیں اور سفارتیں تھیں جن پر قبضہ جمانے کے لیے تاریخ کے عظیم الشان دنگل ہوئے اور حریف کو چت کرنے کے لیے وہ داؤ استعمال کیئے گئے کہ رستم زماں بھی ان کا لوہا ماننے پر مجبور ہو گئے۔

حکمرانوں کو جب ان کے وعدے یاد دلائے گئے تو ان کے نتھنوں سے "دھواں نکلنے لگا" ان کی رگیں غصے سے تنے گئیں' ان کے منہ سے جھاگ کے بلبلے اٹھنے لگے اور وہ فخر سے اینٹھتے اکڑتے ہوئے کہنے لگے ۔

سنے گا اقبال کون ان کی یہ انجمن ہی بدل گئی ہے
نئے زمانے میں آپ کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں

مولانا مودودی" نے نفاذ اسلام کا مطالبہ کیا تو انہیں جیل کی کال کوٹھڑی میں پہنچا دیا گیا۔ پھر بولے تو پھانسی کے تختے پر لا کھڑا کیا۔ بڑی مشکل سے قرار مقاصد پاس ہوئے' لیکن وہ اقتدار کے سفلی جذبات کے پاؤں تلے کچلی گئی۔ پھر ابھری تو اسے بری طرح دبا دیا گیا۔ انتقال اقتداء کا شیطانی چکر اس زور سے چلا کہ شرم و حیا نے منہ لپیٹ لیا۔

مسئلہ کشمیر خود غرضیوں کی بھینٹ چڑھ گیا اور دوسرے مسائل اس زور سے ابھرے کہ پاکستان ایک ایسا سائلستان بن گیا۔ جب کا ہر مسئلہ زلف محبوب کی طرح دراز ہوتا چلا گیا' لیکن انہیں حل کرنے کے لیے عجیب و غریب نسخے مغربی مطب سے حاصل کیے گئے۔

سب سے پہلے حسین و جمیل عورتوں کی ایک انجمن تشکیل کی گئی جو قوم کو ترقی کی راہ پر چلانے اور ماڈرن اسلام بنانے کے لیے میدان عمل میں کود پڑی' انہوں نے ترقی پسندی کے وہ جوہر دکھائے کہ شریعت' اخلاق اور شرافت سر پیٹتے رہ گئے۔ حکمران گنگنائے ۔

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدار یار ہوگا

Marfat.com

سکوت تھا پردہ دار جس کا وہ راز اب آشکار ہوگا
گزر گیا اب وہ دور ساقی کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے
بنے گا سارا جہان میخانہ' ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

نو سال کے بعد ملک کا دستور بنا تو اسے ایوب خانی آمریت نے پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ پھر مارشل لاء کی تاریک رات پر مسلط ہو گئی۔ جب مطلع صاف ہوا تو سوشلزم' کمیونزم' الحاد اور دہریت کے عفریت پاکستان کو نگلنے لگے۔ پھر ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا مارشل لاء اپنی کرامتیں دکھاتا چلا گیا۔

آزادی ایک خواب پریشان بن کر رہ گئی' جمہوریت کا نام و نشان مٹ گیا اور اسلام کو ملک بدر کرنے کی وجہ سے آدھا ملک کٹ گیا اور اب باقی آدھے ہزاروں فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ جاہلی عصبیتیں ہیں جو اژدہوں کی طرح اپنے جبڑے کھولے کھڑی ہیں' مگر حکمران ہیں کہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے حق کے حلق پر چھری چلانے سے باز نہیں آتے' اسلامی نظام حیات کا نام لے لے کر اسے ذبح کرتے چلے آرہے ہیں اور عوام ہیں کہ دین سے دور' بہت دور پیس کی دوڑ میں بگٹٹ بھاگے چلے جارہے ہیں!!

حضرات یہ ہیں وہ حالات جن سے ہم گزر رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے پاؤں پر آپ تیشہ چلانے کے حق میں نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنی بقا چاہتے ہیں' تو ہمارا فرض ہے کہ ملک کی تعمیر اور خرابیاں دور کرنے کی کوشش کریں۔ اگر اس کشتی نوح کی حفاظت میں ہم اپنی ساری سرگرمیاں نہیں دکھائیں گے' تو سب کے سب طوفان قہر و غضب کا شکار ہو جائیں گے' لہٰذا اٹھئے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو اپنی ساری زندگی پر حکمران کیجئے!

حکمرانوں کو سمجھایئے' قوم کو اس کلمہ جامعہ پر متحد کیجئے اور سب مل کر
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

کی عملی تعبیر بن کر اس گرداب بلا میں پھنسی ہوئی کشتی کو ساحل مراد پر لانے کی کوشش کیجئے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہوگا ۔

بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم

Marfat.com

فلک را سقف بشگافیم و طرح نو دراندازیم
اگر غم لشکر انگیز دکہ خون عاشقا ریزد
من و ساقی بہم سازیم و بنیادش بر اندازیم

Marfat.com

1- روح قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ سے

(یہ تقریر برخوردار ہارون الرشید درجہ ہشتم الفاروق مڈل سکول نے ایک مقابلے میں کی اور اسے اول انعام کا حق دار گردانا گیا)

اے قائداعظم! اے غلامی کی شب تار کو صبح آزادی کے انوار سے ہمکنار کرنے والے، اے پراگندہ ملت کب بنیان مرصوص بنا کر اعدائے دین سے لڑانے والے، اے درۂ خیبر کی پہاڑیوں سے لے کر راس کماری کی خلیجوں تک حق کا پرچم اڑانے والے، اے ہندو اور انگریز کے مکر و دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرنے والے، اے ولولہ حق کے سیل بے پناہ سے باطل کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جانے والے، اے شب گزیدوں کے سحر کا پیغام حق عطا کرنے والے، اے زمین کے نقشے کو بدل کر ایک نئی مملکت کا سورج طلوع کرنے والے، اے بنجر زمینوں میں پھول اگانے اور ان کی خوشبو سے مشام جاں معطر کرنے والے قائد اٹھ اور اپنے پاکستان کا حشر دیکھ!

وہ پاکستان جسے تو نے اپنے خون جگر سے بہاروں کا مسکن بنایا تھا۔ خزاں کے دست سفاک سے برباد ہو رہا ہے۔ وہ پاکستان جو علامہ اقبال کے خطبہ الہ آباد کا حاصل اور تیری کاوشوں کا ثمرہ تھا۔ تیرے نالائق فرزندوں کی سازشوں کا شکار ہو کر دولخت ہو چکا ہے۔

وہ پاکستان جو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت تھا۔ ایک بازو تڑوا کر اپنی جہانگشا قوت سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ پاکستان جس کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بجتا تھا۔ اب بے بسی کی صدا بن کر اپنی مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ وہ خطہ زمین جس پر سارے جہاں کی دلفریبیاں قربان کی جا سکتی تھیں۔ اپنے ہی عفریتوں کے ہاتھوں اپنا سارا حسن و جمال لٹا بیٹھا ہے۔

اے روح قائداعظم دیکھ! اقتدار کے بھوکے بھیڑیے کس طرح تیرے

Marfat.com

پیارے دیس کی بوٹیاں نوچنے میں مصروف ہیں۔ یہ خونخوار ننگ کس طرح بے دریغ اپنی شکم پروری کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ دیکھ ملت واحدہ کی وحدت کو کس طرح پارہ پارہ کیا جا رہا ہے۔ عصبیتوں کی آگ کس طرح بھڑکائی جا رہی ہے!

صوبہ پرستی کی لعنت کو ملت کے گلے کا ہار بنانے کے لیے کیسی بھیانک سازشیں ہو رہی ہیں اور دیکھ! ملت بیضا کی عظمتوں کے امین اور رسول کریم کے جانشین منبر و محراب سے کس طرح فرقہ پرستی کے گولے برسا رہے ہیں۔ کس قدر زہریلے بیج قوم کے دلوں میں بو رہے ہیں اور وہ بیج کتنی تیزی سے خار دار درختوں کی صورت اختیار کر کے ملت کا دامن تار تار کر رہے ہیں۔ دلوں کا غبار محشر آثار بن کر پریم اور پیار کی بستیاں ویران کرتا چلا جا رہا ہے!!

قائداعظمؒ! قبر سے اٹھ اور دیکھ! جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا کس طرح اس کے حلقوم پر چھری چلائی جا رہی ہے۔ بوچڑ تکبیریں پڑھ پڑھ کر اسے کس طرح ذبح کر رہے ہیں! ایک طرف اس کے نعرے لگا لگا کر اسے زندہ باد کہا جا رہا ہے اور دوسری طرف اس کی تمام قدریں ملیامیٹ کی جا رہی ہیں۔ ایک طرف اس کا نام ورد زبان ہے' دوسری طرف اس کی شہ رگ پر خنجر براں کی دھار ہے۔ ایک طرف اس کی عظمت کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے' دوسری طرف اسے تختہ دار پر لٹکایا جا رہا ہے۔ ایک طرف یہ دعوے ہیں کہ اسلام ہماری تمام مشکلات کا حل ہے' دوسری طرف یہ فریب و دجل ہے کہ اسے چپڑاسی کا عہدہ بھی نہیں دیا جا رہا۔ ایک طرف یہ للکار ہے کہ اسلام ہمارا تاجدار ہے' دوسری طرف یہ پھٹکار ہے کہ اسے اقتدار کے قریب بھی نہیں بھٹکنے دیا جاتا۔

وہ دیں جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
وہ دیں کہ ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
فریاد ہے اے کشتی ملت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

Marfat.com

(حالی)

اے قائداعظمؒ تیرے ملک پر قابض گفتار کے غازی اور کردار سے بے نیازی برتنے والے جو جو ترکتازیاں اور حیلہ سازیاں کر رہے ہیں' اگر آپ موجود ہوتے تو سر پیٹ لیتے۔ اس وقت ہماری سیاست منافقانہ' ہماری معاشرت ہندوانہ' ہماری تہذیب فرنگیانہ' ہماری سوچ کافرانہ' ہماری ایک ایک حرکت صوفیانہ اور ہماری روش باغیانہ ہے' تو پھر کیوں نہ خدائے قہار کے قہر کا تازیانہ ہم پر برسے؟ یقیناً برس رہا ہے اور ہم انجام سے بے خبر ہو کر غلط راہوں پر بھٹک بھاگے چلے جا رہے ہیں۔

قائداعظمؒ! آپ کا وہ فرمان "ایمان' اتحاد اور تنظیم" ماضی کے دھندلکوں میں غائب ہو چکا ہے۔ اب آپ کی قوم پیسے کی پیر اور اس کے حصول میں فقیر ہو رہی ہے۔ میں اس اجڑے گلستاں کا بلبل نالاں ہوں' اس لیے میں آپ کا پیغام اس قوم کے گوش گزار کرتا ہوں ۔

شاید کہ کسی دل میں اتر جائے تری بات

"اے پاکستان کے باشندو' اے ملت بیضا کے دلبندو' اے کشتی ملت کے نگہبانو' اے ملک و قوم کی عظمت کے پاسبانو' اے وارثان اقلیم جم' اے مسند نشینان جاہ و حشم' خدارا آنکھیں کھولیے اور دیکھیے کہ شمال مغرب کی پہاڑیوں سے روسی ؛ ابداد ہمیں ہڑپ کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ مشرق میں ہندو اکھنڈ بھارت کے منصوبے تیار کر رہا ہے اور خود اپنے ملک کے اندر ان دونوں کے گماشتے تخریب کاری میں سرگرم عمل ہیں۔ ان ناساعد حالات میں دست دعا بدرگاہ رب العزت دراز کرنے کی ضرورت ہے کہ اے رب ذوالجلال' ہمیں نظر آنے والے عذاب سے بچا۔ ہمیں سنبھلنے کی توفیق دے' ہمیں اتفاق و اتحاد کی شراب ارغوانی کے جام پلا' ہمیں گروہی' لسانی عصبیتوں کو کچلنے کی ہمت بخش۔ آمین اپنے پیارے ملک میں کلمتہ اللہ کو بلند کرنے کی استطاعت ارزانی فرما۔ ہمیں اسلام کے نظام حیات کو عملاً برپا کرنے کی توفیق دے۔ ہمیں خالدؓ وحیدؓ کا جانشین بنا' تاکہ ہم ہندوستان کے داہروں اور روس کے قاہروں کا پنجہ مروڑ سکیں او تیرے حبیب سے اپنا رشتہ جوڑ کر دونوں جہاں میں سرخرو ہو سکیں۔ آمین ثم آمین!"

Marfat.com

بھٹکے ہوئے آہوں کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے
اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے
رفعت میں مقاصد کو ہمدوش ثریا کر
خودداری ساحل دے آزادی دریا دے
(8، ستمبر1984ء)

Marfat.com

آزادی اور قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ

اے قائداعظمؒ! اے ملت کے سفینے کو گرداب بلا سے نکال کر ساحل مراد پر پہنچانے والے ملاح' اے علامہ اقبالؒ کے خواب کو حقیت کا رنگ و روپ بخشنے والے اور اس کی صحیح تعبیر کرنے والے عظیم رہنما' اے قافلہ حریت کو منزل مقصود پر لے جانے والے سالار اعظم' اے نورانی کرنوں کے نیزے لے کر اندھیروں سے جنگ کر کے انہیں شکست فاش دینے والے نیر تاباں' اے غلامی کے جہنم کی پرہول وادی سے قوم کو رہا کر کے آزادی کی جنت میں پہنچانے والے محسن بے مثال! آج ہم تیری کاوشوں کے صدقے یوم آزادی منا رہے ہیں۔ قبر سے اٹھ اور دیکھ کہ ہم یوم آزادی کس شان و شوکت سے منا رہے ہیں۔ ہمارے کرتوتوں کو ملاحظہ فرما۔ ہماری خرمستیاں اور سفلہ توازیاں دیکھ کہ ہم نے کس طرح ان تمام اصولوں کا جھٹکا کر کے رکھ دیا ہے۔ جن کی تو نے ہمیں بار بار تلقین کی تھی۔

تو نے تنظیم' اتحاد اور ایمان کا ازلی اور ابدی پیغام سنایا تھا' لیکن ہم نے تیرے پیغام کی دھجیاں فضائے بسط میں بکھیر دیں اور ملت بیضا کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ تو نے خیبر کی پہاڑیوں سے لے کر راس کماری تک وحدت قوم کا جھنڈا بلند کیا تھا' مگر ہم نے اس جھنڈے کی عظمت کو سرنگوں اور اس کے مقصد کو خوار و زبوں کر کے رکھ دیا۔ تو نے حکیم الامت علامہ اقبال کا یہ زندگی بخش پیغام ہمارے گوش گزار کیا تھا کہ ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

مگر ہم نیل کے ساحل سے تابخاک کاشغر ایک ہونے کے بجائے مختلف ٹکڑیوں میں بٹ گئے اور پاسبان حرم بننے کے بجائے صنم کدوں اور بت خانوں کے پاسبان ہو گئے۔ اقتدار کے بھوکے بھیڑیوں نے تیرے پیارے دیس کو اپنے خونی

Marfat.com

جبڑوں میں چبا کر دو ٹکڑے کر دیا ہے اور باقی حصے کی بوٹیاں قصاب بن کر بانٹنے میں مصروف ہیں۔

اے روح قائداعظم دیکھ! تیرے دیس میں مار دھاڑ، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ عوام الناس کی لاشوں پر رفیع الشان محل تعمیر ہو رہے ہیں۔ شہیدوں کی قبروں پر ایوانات شاہی کی بنیادیں رکھی جا رہی ہیں، غریبوں کے گرم گرم خون کے پٹرول سے نرم نرم گدیلوں والی لمبی لمبی کاریں چلائی جا رہی ہیں۔ سرمایہ داری اور جاگیرداری رگ مزدور و دہقان سے اس کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ رہی ہے ۔

خواجہ از خون رگ مزدور ساز و لعل ناب
از جفائے وہ خدایا کشت دہقاناں خراب
انقلاب، انقلاب اے انقلاب

تیرے دیس پر قابض ہونے والے ہنگوں کی چیرہ دستیاں اور خرمستیاں اس پاک دھرتی کے مکینوں کی زندگی کو لاشوں میں تبدیل کر رہی ہیں۔ پہلے زمانے میں ہم آغا حشر کاشمیری کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو، ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے!

لیکن اب تیرے دیس کے بوچڑ اور گل گھوٹو آہ کو اوپر جانے ہی نہیں دیتے، بلکہ نیچے ہی نیچے اس کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ ان کی کرشمہ سازیوں سے ظلمات کے بادل قوم کو گھیرے میں لئے ہوئے ہیں۔ غرض میں کیا کہوں ۔

بشر ہیں بھیڑیے ہیں سانپ ہیں کہ چیتے ہیں
سمجھ کر شیر مادر دوسروں کا خون پیتے ہیں
خدا کی بے ضرر مخلوق کو جینا نہیں ملتا
مگر کے ڈر سے پانی گھاٹ پر پینا نہیں ملتا
پرندے ڈھونڈتے پھرتے ہیں مامن آشیانے کو

Marfat.com

کمین گاہوں سے اٹھتے ہیں درندے پھاڑ کھانے کو
یہ کہتی ہیں دہاڑیں شیر کی' ہاتھی کی چنگھاڑیں
ادھر آؤ تمہیں روندیں ادھر آؤ تمہیں پھاڑیں

اے بلندی کہ ہمالہ پر قوم کو سرفراز کرنے والے قائداعظم دیکھ۔ اقتدار کی جنگ کے پہلوان کس طرح آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔ مرکز اور صوبوں کی جنگ نے ملک کو تباہی کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ معیشت کا بیڑا بحر نامرادی میں غرق ہو رہا ہے۔ امن و امان کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔ حرص و ہوس کے بھوت سب کو ننگا ناچ نچا رہے ہیں۔ ہم جو تم پیزار میں مصروف ہیں اور دشمن ہماری بیخ کنی کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ پاکستان کو وہ پہلے دو لخت کرکے بنگلہ دیش بنا چکا ہے اور اب سندھ کی سہانی دھرتی کو سندھو دیش میں تبدیل کرنے کے لیے اپنے ایجنٹوں کو استعمال کر رہا ہے۔ دشمن ہماری موت کا سامان تیار کر رہا ہے اور ہم اس کی عظمت کو سلام کر رہے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر پر وہ اپنے خونی پنجے گاڑے ہوئے ہے اور اس کے بعد سیاچین کا پچاس ہزار مربع میل کا علاقہ ہتھیانے کو بھی تیار کھڑا ہے۔ جبکہ ہم اس علاقے کو مردہ گدھا کہہ کر اسے دینے کو تلے بیٹھے ہیں۔ غرض ہم اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا مار کر اپنا ستیاناس کر رہے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ روم جل رہا ہے اور نیرو چین کی بانسری بجا رہا ہے۔ اے قائداعظم۔

دیکھ مسجد میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارا کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزادی بھی دیکھ
جس کو ہم نے آشنا لطف تکلم سے کیا
اس حریف بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ

(5 ر اگست 1989ء)

Marfat.com

حصولِ پاکستان کے مقاصد

صاحب صدر اور عزیز ساتھیو!

پاکستان برصغیر کی ملت اسلامیہ کی تمناؤں کا مظہر ہے۔ اس کے لئے مسلمانوں نے بے مثال جدوجہد کی' متعدد ہوش مند ہونے کا ثبوت دیا' ہر قسم کی قربانیاں دیں' مالی ایثار کیا' جانوں کا نذرانہ پیش کیا' سیاسی چالبازیوں کا توڑ کیا' غنڈہ گردی کا مقابلہ کیا اور اتحاد' تنظیم و یقین محکم کے ذریعے دنیا کی سب سے بڑی طاقت دولت برطانیہ اور ہندوستان میں اپنے سے تین گناہ تعداد کی مالدار اکثریت ہندو قوم کی مشترکہ مخالفت کے باوجود اپنا قومی وطن حاصل کر لیا۔

قیام پاکستان دراصل اس کھوئی ہوئی قیادت کی کڑی ہے جو اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مسلمانان ہند کا مقدر بن گئی تھی۔ چنانچہ پاکستان اور اس میں خود حکمرانی کرنا مسلمانوں کی اولین ضرورت تھا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اگرچہ اس کا دیرینہ دشمن بھارت کئی بار اس کی سرحدوں پر جارحانہ مظاہرے کر کے اس کے وجود کو سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے تباہ کرنے کی کوشش کر چکا ہے' لیکن رب العزت نے اس پاک دھرتی کی حفاظت کی' کیونکہ اس کے حصول میں خلوص و ایثار کے سوا کوئی اور جذبہ کارفرما نہ تھا۔ نظریہ پاکستان روز اول کی طرح آج بھی ہمارے دلوں میں موجیں مار رہا ہے اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پروردگار کو بہر نوع اس مملکت کی سلامتی اور ترقی منظور ہے اور وہ اپنے بندوں کے ذریعے اس کی حفاظت کرے گا۔

جناب صدر! ہر عمل کے پس منظر میں ایک خیال ---- ایک آرزو ---- ایک جذبہ اور ایک نظریہ کارفرما ہوتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی اس عظیم تحریک پاکستان کے پس پشت بھی ایک منظم منصوبہ اور ایک عظیم نظریہ موجود تھا جس نے وہ اخلاقی و روحانی قوت مہیا کی' جس کی بدولت ملت اسلامیہ نے یہ کامیابی حاصل کی۔

جناب والا!

Marfat.com

نظریہ پاکستان کا صحیح مفہوم جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ نظریہ کسے کہتے ہیں نظریہ یا آئیڈیالوجی سے مراد وہ مقصد یا مطمع نظر ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے کوئی تحریک چلائی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں تحریک میں شامل عوام و خواص جس مقصد پر اپنی نظریں جمائے ہوئے ہوتے ہیں' اسے نظریہ کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے خاص طرز فکر' اپنی تہذیبی قدروں اور اپنی روایات کی روشنی میں سیاسی و معاشرتی حالات کا تجزیہ کر کے ایک خاص منصوبے اور مقصد کو اپناتے ہیں اور اس کے حصول کے لئے جدوجہد کا آغاز کر دیتے ہیں۔ اس مقصد کو ان کی تحریک کا نظریہ کہا جاتا ہے۔

اس تعریف کی روشنی میں نظریہ پاکستان وہ پروگرام یا عملی منصوبہ تھا' جس کی بنیاد ایک مخصوص نظریہ "اسلام" پر رکھی گئی تھی جس (پروگرام) کو وضع کرنے کا مقصد اسلام کے تہذیبی و ثقافتی' تمدنی' سیاسی اور معاشی نظام کو عملاً بپا کرنا تھا اور جس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ایک دوسرے نظریہ کے حامل لوگ مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کر کے اپنے نظام فکر و عمل کو ان پر جاری و ساری کرنا چاہتے تھے۔ لیکن پاکستان و ہند کی ملت اسلامیہ اپنے قومی تشخص کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئی بلکہ اپنے نظام فکر کو عملی شکل دینے کے لئے انہوں نے ایسے علاقوں پر مشتمل علیحدہ ریاست کا مطالبہ کر دیا۔ جن میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔

میرے ساتھیو!

مسلمانوں کی کامیابی کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کا یہ مخصوص نظریہ "اسلام" اتنا زوردار تھا کہ اس نے مسلمانوں کو تن من دھن کی بازی لگانے پر آمادہ کر دیا۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو مسلمانوں کو صرف عبادات کے طریقے ہی نہیں بتاتا' انہیں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں ہدایات دیتا ہے۔ ان کا معاشرتی نظام اس نظریہ کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے ان کی معیشت کی بنیادیں علیحدہ ہیں۔ ان کی سیاست کے انداز مختلف ہیں ان کا اپنا اخلاقی نظام ہے۔ اس نظریے کی بنیاد اس حقیقت ازلی پر ہے کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا اور مالک صرف ایک خدا ہے اس نے زمین و آسمان پیدا کیے اور تمام اسباب پیدا کیے جن کی وجہ سے

Marfat.com

زندگی ممکن ہوئی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا تاکہ وہ اسی کی اطاعت کرے' اس کی پوجا کرے اور اس کا وفادار بندہ بن کر رہے اور چونکہ مخلوق اس کی ہے اس لئے حکومت کا حق صرف اسے حاصل ہے اس نے اپنی رضا اور اپنے احکام پہچانے کے لئے رسول بھیجے ہیں تاکہ وہ نوع بشیر کو صحیح نظام حیات کی ہدایات دے سکیں اور محمد ﷺ آخری نبی ہیں جن کے دیئے ہوئے نظام زندگی کو ابد تک نافذ عمل رہنا ہے۔

آپ کے بعد یہ فریضہ امت مسلمہ پر عائد ہوتا ہے کہ وہ خود اپنی زندگی میں بھی اس نظام ربوبیت کو نافذ کرے اور دنیا بھر کے انسانوں کو بھی اس صحیح نظام حیات کی طرف دعوت دے۔ اسلام درحقیقت ایک دعوت انقلاب ہے اور جونہی مسلمان اس انقلابی دعوت کو لے کر اٹھتے ہیں ان میں بے پناہ قوت پیدا ہو جاتی ہے اور بڑی بڑی طاقتیں ان کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتی ہیں۔

برصغیر کے مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ ہمیں ایک الگ ملک چاہیے حضور اکرم ﷺ کے اس طرز عمل کے عین مطابق تھا جو انہوں نے ہجرت کے بعد مدینہ کی اسلامی ریاست کو قائم کرتے وقت اختیار کیا تھا۔ یعنی ایک ایسی ریاست ہونی چاہیے جس میں اسلام کے سیاسی' معاشی' معاشرتی اور اخلاقی نظام کو عملاً قائم کیا جائے اور اسے دنیا بھر کے انسانوں کے سامنے مثالی ریاست و معاشرہ کی حیثیت سے پیش کیا جائے تاکہ وہ بھی دین فطرت کو اپنا کر اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو خوشگوار بنا سکیں۔ نیز اس "دارالاسلام" کی حکومت دوسری جگہ ہوئے عوام کو اس نظام زندگی کے حصول میں مدد دے سکے۔

اسلام آزادی' عدل اجتماعی اور اخوت و مساوات کے لازوال اور سنہری اصولوں کا علمبردار مسلمانان برصغیر کی یہ خواہش تھی کہ ہم بھی اپنی زندگیوں کو اس عظیم معاشرتی سانچے میں ڈھال سکیں۔ جس کے نفاذ سے قرون اولیٰ میں مسلم معاشرے کو دنیا بھر میں مثالی معاشرے کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی چنانچہ اس آرزو کی تکمیل اس وقت تک ممکن نہ تھی جب تک آزاد اسلامی ریاست قائم نہ کی جاتی قائداعظم نے اس مسولے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

برصغیر میں رہنے والی دونوں بڑی قوموں---- ہندوؤں اور مسلمانوں

Marfat.com

کو تعلق دو مختلف مذہبی فلسفوں' معاشرتی رواجوں اور ادبیات سے ہے۔ نہ ان کے درمیان باہم شادیاں ہوتی ہیں' نہ ایک ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں' وہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسی تصورات و حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

حاضرین کرام!

ہندو اور مسلمان مختلف تاریخوں سے نسبت رکھتے ہیں ان کی رزمیہ نظمیں' ان کے سربر آوردہ بزرگ اور قابل فخر تاریخی کارنامے سب مختلف اور علیحدہ ہیں۔ ایک قوم کی فتح دوسری کی شکست ہوتی ہے۔

چنانچہ جب مسلمان اپنی تہذیب اقدار کے اعتبار سے اپنا ایک الگ اور جداگانہ وجود رکھتے ہیں تو انہیں اپنا تشخص برقرار رکھنے' نظریاتی' مذہبی' معاشرتی' اور اقتصادی کشمکش و تصادم سے نجات پانے کے لئے اور پر امن فضا حاصل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ ایک خود مختار مسلم ریاست کی تشکیل کی جائے جو برصغیر کی ملت اسلامیہ کی آزادی کی بشارت سنائے ان کے جداگانہ تشخص اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے تحفظ کا باعث ہو' اسلامی معاشرے کی تشکیل کا مرکز ہو' ہندوؤں کی نظریاتی تنگ نظری اور معاشرتی استحصال سے نجات دلائے' پر امن فضا کی حامل ہو اور ان کی زبان و ادبیات کے فروغ میں مد ہو۔ چنانچہ 14 اگست 1947ء کی صبح برصغیر کی کروڑوں مسلمانوں کے لئے نوید آزادی لے کر طلوع ہوئی۔ اس روز رمضان المبارک کی 27 ویں تاریخ تھی گویا مہینہ بھی مقدس اور رات بھی برکتوں والی' جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی اور اسلامی ریاست کا نعمت سے نوازا۔ یہ دنیا کا پہلا ملک تھا جو اسلامی نظام حیات کے نفاذ کے لئے حاصل کیا گیا۔ اس ملک کو دنیا بھر کے سامنے اسلام کا داعی بننا تھا اسے عالم اسلام کے اتحاد کا مرکز بننا تھا۔ یہ برصغیر کے مسلمانوں کی تمنا کا محور تھا اور اس کے ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی اعلیٰ و ارفع توقعات وابستہ تھیں۔

Marfat.com

مغربی تہذیب اور علامہ اقبالؒ

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
اس راز کو کر فاش اب اے روح محمد
آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

انسان کی یہ کمزوری ہے کہ جس کی تلوار سے مار کھاتا ہے اس کی تہذیب سے بھی شکست کھا جاتا ہے۔ انگریز کی عیاری نے جب یہاں اپنی حکومت قائم کی تو اس نے اپنی تہذیب کے جال بھی پھیلانے شروع کر دیئے اور اس جال میں نہ صرف فرزندان تاریکی ہی اسیر ہوئے بلکہ عالمان دین اور حامیان شرع متین کی اولاد بھی اس کا تر نوالہ بن گئی۔ رزق کے دروازے بند کر کے انگریز نے چابیاں اپنی جیب میں ڈال لیں اور صدائے عام دے دی کہ جس کسی کو رزق درکا ہے۔ وہ انگریز تعلیم اور انگریزی تہذیب کا دروازہ کھٹکھٹائے اور اپنے مقصود پائے۔

دل کے ہارے اور بھوک کے مارے انسان اول اول کچھ بے دلی سے اس کی طرف لپکے' لیکن بعد میں یہی تہذیب ہر تعلیم یافتہ نوجوان کے گلے کا ہار بن گئی اور جس تہذیب کو ہم لعنت اور پھٹکار سمجھتے تھے۔ اسے محبوب دلربا سمجھ کر ایسا گلے سے لگایا کہ پھر اس کی جدائی ناقابل برداشت مرحلے میں داخل ہو گئی۔

حالات حد درجہ خراب تھے' لیکن عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے دو حکیم شاعر مسلمان قوم میں پیدا کیے۔ اول الذکر اکبر الہ آبادی تھے۔ جنہوں نے اپنے اشعار کے نشتروں سے مغربی تہذیب کا گندہ مواد خارج کرنا شروع کر دیا۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ کیا ہوا؟

Marfat.com

کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

دوسرے حکیم الامت، مفکر اسلام، شاعر مشرق علامہ اقبالؒ تھے جنہوں نے اس تہذیب کی مکروہ تصویریں قوم کے سامنے اس طرح بے نقاب کر کے رکھ دیں کہ اس چڑیل کے سارے خدوخال برہنہ ہو کر ہمارے سامنے آ گئے۔ فرنگی مدنیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

بے کاری، عریانی و میخواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات
فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک وخیال بلند و ذوق لطیف

مغربی تہذیب جس کا سفینہ طوفان زمانہ کے ہاتھوں غرق ہونے والا تھا اور جس کی بربادی کے جراثیم خود اس کے وجود میں پنہاں تھے، علامہ نے اپنے قلب کی آنکھوں سے بہت پہلے ہی ملاحظہ کر لیے اور اسی وقت فرما دیا ۔

دیار مغرب کے رہنے والو، خدا کی بستی دکان نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زر کم عیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اور یہ آشیانہ 1914ء اور 1939ء کی دو ہولناک عالمگیر جنگوں میں خاکستر ہو کر رہ گیا۔ اس تہذیب کا مدعا ہمیں اپنے بلند مقصد سے ہٹا کر سفلی جذبات میں مبتلا کرتا ہے اور شاہین و عقاب کو کوؤں اور چیلوں کی فطرت میں ڈھالتا ہے ۔

بہتر ہے کہ چیروں کو سکھا دیں رم آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضا مند
تاویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

Marfat.com

علامہ اقبال" مغربی تہذیب میں رنگے ہوئے مسلمان سے فرماتے ہیں کہ یہ تہذیب سرا سر دھوکا اور سراب ہے' تجھے اس دام ہمرنگ زمیں میں نہیں پھنسنا چاہیے ۔

تیرے صوفے ہیں افرنگی' ترے قالین ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی
نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراج مسلمانی

اور پھر اسے اپنی بلند منزل کی طرف پرواز کرنے کے لیے کہتے ہیں ۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ۔

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں
اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقامات آہ و فغاں اور بھی ہیں

مغربی تہذیب اب موت کی وادی میں پہنچ چکی ہے۔ اسے کوئی مسیحا زندگی سے ہمکنار نہیں کر سکتا ۔

یہ عیش فروزاں یہ حکومت یہ تجارت
دل سینہ بے نور محروم تسلی
تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے
یہ وادی ایمن نہیں شایان تجلی
ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیب جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی

Marfat.com

مسلمان جو آج کل سینما کی اداؤں کا شکار ہے۔ جو ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے عشووں کا دلدادہ ہو رہا ہے' اسے سینما کی حقیقت بتاتے ہوئے آگاہ کرتے ہیں

وہی بت فروشی' وہی بت گری ہے
سینما ہے یا صنعت آذری ہے
وہ مذہب تھا اقوامِ عہد کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے
وہ دنیا کی مٹی' یہ دوزخ کی مٹی
وہ بت خانہ کی' یہ خاکستری ہے

مسلمان کی تہذیب' اس کا تمدن مغربی تہذیب سے بالکل الگ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تہذیب ہی امن عالم کی ضامن ہو سکتی ہے اور مسلمان کو اقوام عالم کا امام بنا سکتی ہے اور یہ دنیا جو جہنم کے کنارے پہنچ چکی ہے اسے پھر راحت کی زندگی سے ہمکنار کر سکتی ہے۔

بیاں میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے
سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے
مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے

Marfat.com

نظریہ پاکستان

نظریہ پاکستان جسے آج بعض سیاسی شعبدہ بازوں نے اپنے مخصوص مفادات کے تحت غلط ملک کر دیا ہے۔ آج سے تیس برس پہلے آئینہ کی طرح صاف اور مہر منیر کی طرح درخشاں تھا اور اس وقت ہر شخص اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا اور اس کے نغمات شیریں اپنے کانوں سے سن رہا تھا کیونکہ اس کا وجود ہی پاکستان کا محرک بنا اور وہی تھا جس نے گنگا اور جمنا کی لہروں کو سندھ اور چناب سے ہم کنار کر دیا، جس نے ہمالہ کی چوٹیوں سے اٹھنے والے نغمات کو بحر ہند کی موجود سے ہم آہنگ کر دیا۔

اگر گردش دوراں کی کل کو گھما کر تیس برس پیچھے ہٹ چلیں تو نظریہ پاکستان برطانوی ہندوستان کی گلیوں میں دھوم مچاتا ہوا دکھائی دے گا۔ اس کے نغمے پہاڑوں کا سینہ چیرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

ہوائیں اسی کے گیت گا رہی ہوں گی، فضائیں اسی سے معمور ہوں گی اور مسلمان قوم کا ایک ایک فرد پورے جوش وخروش کے ساتھ جلسوں، جلوسوں، سڑکوں اور پارکوں، محفلوں اور مجلسوں، تحریروں اور تقریروں میں اس کے ترانے بکھیر رہا ہوگا۔

وہ نظریہ کیا تھا؟ وہ نظریہ سب جھوٹے خداؤں کی نفی ایک سچے خدا کا اقرار تھا وہ نظریہ ان الحکم الا للہ یعنی

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

کی رعد آسا گرج تھا۔ فضاؤں، ہواؤں اور ناخداؤں نے باواز بلند کہا۔

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

یعنی پاکستان میں خدا کی بادشاہی ہوگی، محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر سے قوانین

Marfat.com

تیار ہوں گے۔ عدالتیں اسی کے مطابق اپنے فیصلے نافذ کریں گی۔ ایوان ہائے حکومت اسی کے نور سے جگمگائیں گے۔ اسمبلیوں میں اسی کے نغمات شیریں کی تشریح ہوگی اور انتظامیہ یہی چراغ ہدایت لے کر فرمانروائی کرے گی' غرض گھر کی چوکھٹ سے لے کر اعلیٰ مناسب کی کرسی تک سب پر میرے آقا و مولا محمد کریم ﷺ کی حکمرانی ہوگی۔

نظریہ پاکستان سرمایہ داری کی شہ رگ پر خنجر براں ہے یہ مزدور کے تلخ اوقات کو خوشگوار بنانے کے لیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ یہ جہاں فحاشی اور بے حیائی کی جڑ اکھاڑ پھینکتا ہے۔ وہاں معاشی ناہمواریوں کا سد باب بھی احسن طریقے سے کرتا ہے۔ یہ کسی قسم کی تلخی اور سر پھٹول نہیں ہونے دیتا' بلکہ نہایت حکیمانہ طریقے سے اس مشکل مسئلے کو حل کر کے رکھ دیتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں نظریہ پاکستان اسلامی نظام حیات کا عملی قیام ہے۔ اسلام کا عادلانہ قانون ہے جس کی نظروں میں شاہ اور گداگر برابر ہیں۔ جس کے سائے میں زندگی خوشگواری کے جام نوش کرتی ہے۔ جس کی حکومت میں ایک بڑھیا بھی خلیفہ وقت کا دامن کھینچ سکتی ہے۔ جو غریب کو ہم پہلوئے امیر کر دیتا ہے جس کا ترانہ ہے ۔

"بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں"

جو منعموں کو مال و دولت کا امین بناتا ہے۔

نظریہ پاکستان قرآن کا لایا ہوا دستور حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے جس کی سیاست عادلانہ' جس کی معیشت اصول کفالت پر استوار' جس کی معاشرت حیاداری کا پرتو' جس کی تہذیب زندگی کا جام خوشگوار' جس کا کلچر روح امم کی حیات' جس کا اخلاق' اخلاق محمدیؐ جس کا قانون مساوات کا آئینہ اور جس کی صدائیں علیکم طبتم فادخلوھا خلدین کے ازلی انعامات ہیں۔

لیکن افسوس کہ ہم نے اس ید بیضا کو تو پرے پھینک دیا جو جابروں کے لائے ہوئے جادوگروں کو آن واحد میں سجدہ ریز کر سکتا تھا اور اس کے برعکس سحر سامری کو اختیار کر کے سینکڑوں رب بنا لیے جنھوں نے دین و دنیا دونوں میں ذلیل و

Marfat.com

خوار کر کے رکھ دیا اور قوم مسلم کو منتشر کر کے اس پتے کی مانند کر دیا جسے ہوا اڑا کر ہر پست مقام پر لے جایا کرتی ہے۔ ہماری اس حالت کی عکاسی حضرت نعیم صدیقی نے کیسے عمدہ پیرائے میں کی ہے' فرماتے ہیں ۔

جغرافیہ زمین کا بلا شک بدل گیا
تہذیب کے نظام کی صورت وہی رہی

اسلام کے لیے یہاں لاکھوں گلے کٹے
طاغوت کی ہوا تو برابر بندھی رہی

جو کل تھے کوچوان وہ ہیں آج شہریار
اور دنیا اقتدار کے رتھ میں جتی رہی

آیا تو ہے' مگر یہ ادھورا ہے انقلاب
انسان کی خودی تو دبی کی دبی رہی

حاصل یہی ہوا ہے کہ آقا بدل گئے
آزادی عوام نصیبوں جلی رہی

یہ نظریہ پاکستان ہی سے انحراف کا نتیجہ ہے کہ آدھا ملک کٹ کر ہندوستان کی جھولی میں جا پڑا اور باقی آدھے میں کوئی جئے سندھی کی ڈھولک پر ناچ رہا ہے۔ کوئی پختونستان کا کھڑاگ کھڑا کیے ہوئے ہے۔ کوئی پنجاب کی عظمت کی دہائی دے رہا ہے اور کوئی سوشلزم کے خونی عفریت کے منہ میں قوم کو دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس طرح امت مسلمہ جو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند تھی۔ اب انتشار کا شکار ہو چکی ہے۔ علاقائی عصبیتیں سر اٹھا کر ناگ کی طرح ڈس رہی ہیں۔ بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ مسلمان نے مسلمان کی جان' مال' عزت اور آبرو کو اس طرح لوٹا جس طرح مشرقی پنجاب میں سکھ درندوں نے لوٹا اور بے غیرتی کی انتہا کی' ملاحظہ فرمائیں کہ مسلمانوں نے مسلمانوں کی عورتیں ہندو غنڈوں کے لیے بطور تحفہ ہندوستان بھیج دیں۔ ۔

Marfat.com

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

مسلمان قوم ایک نظریاتی قوم ہے' اس کا ایک خدا' ایک رسول اور ایک ضابطہ حیات یعنی قرآن' ایک کعبہ اور ایک ہی منزل مقصود ہے' پھر اس میں یہ فتنے کیسے اٹھ کھڑے ہوئے؟

یاد رکھیے یہ سب طاغوتی نظام کی لائی ہوئی لعنتیں ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی یہاں انگریز کا تیار کردہ نظام چل رہا ہے۔ جس نے ہمیں ان مقاصد سے بہت دور پھینک دیا ہے جنکے لیے ہم نے پاکستان بنایا تھا۔ جن کے ترانے بچوں نے نیزوں کی انیوں پر آوازیں ہو کر' عورتوں نے عصمتوں کے گوہر لٹا کر اور نوجوانوں نے بربریت کا شکار ہو کر گائے تھے۔ آؤ پھر اسی ید بیضا کو تھام لیں۔ کیونکہ اسی کی برکت سے ہم اندرونی اور بیرونی دشمنوں کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں اور اسی کے طفیل ہم دنیا میں کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

جو کرے گا امتیاز رنگ و خوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر

نسل گر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
اڑ گیا دنیا سے تو مانند خاک راہ گزر

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈھ کر اسلاف کا قلب و جگر

اے کہ نشاسی خفی را از جلی ہشیار باش
اے گرفتار ابو بکرؓ و علیؓ ہشیار باش

(12 ر اگست 1971ء کو رات دس بجے لکھی گئی)

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
(خیبر شکن)

آج میری تقریر کا موضوع اسلام کی عظیم شخصیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔

ماہ صیام کا تقدس و حرمت محض اس وجہ سے نہیں کہ اس بابرکت مہینہ میں قرآن مجید نازل ہوا۔ غزوہ بدر وقوع پذیر ہوا' اس کے آخری عشرہ میں لیلتہ القدر آتی ہے یا اس کا جمعتہ الوداع اپنے دامن میں ان گنت خیروحسنات اور بے شمار انوار و تجلیات کے ثمرات لے کر آتا ہے۔ بلکہ اس کا تقدس و حرمت مسلمانوں کے خلیفہ چہارم' داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاتح خیبر حضرت علیؓ بن ابی طالب کی 21 رمضان المبارک کو شہادت عظمیٰ میں سے بھی ہے۔ آج تک کسی بشر کو یہ عظیم سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ وہ مولود کعبہ کے ساتھ ساتھ شہید مسجد بھی بنا ہو۔ کعبہ میں ولادت اور جامع مسجد کوفہ میں شہادت کا طویل اور فاتحانہ سفر بے شمار حکمتوں' شجاعتوں' تاریخی حوالوں اور ان مٹ حقائق کا سفر ہے۔

عام الفیل سے 30 برس بعد یعنی 13 رجب المرجب کو حضرت علیؓ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ہاشمی النسل اپنے آقا علیہ الصلوۃ والاسلام کی آغوش شفقت و رافعت میں پرورش پائی اور اس فیض رسول کی بدولت اپنی 63 برس کی زندگی میں بے داغ سیرت و کردار کی عظمت کے نورانی چراغوں سے قصر انسانیت اور ایوان آدمیت کے در و بام روشن و تاباں کر دیئے۔ آپ کی ہمہ جہت اور جملہ صفات و کمالات شخصیت میدان شجاعت میں کھنکتی شمشیروں کی جھنکار میں اسد اللہ اور محراب و منبر کے درمیان مشغول عبادت ہو تصویر مصطفیٰ دکھائی دیتی ہے شہادت سے قبل شدید زخمی حالت میں جب آپ کے سانسوں کا سلسلہ منقطع ہو رہا تھا زندگی کی ڈور آہستہ آہستہ ٹوٹ رہی تھی تو زبان پر یہ الفاظ متحرک تھے----

Marfat.com

"قسم ہے پروردگار کعبہ کی میں کامیاب و کامران ہو گیا"

گویا ادا ہونے والا جملہ اس بات کا کھلا اعلان تھا کہ انہوں نے زندگی کے ہر پہلو اور حیات کے ہر مرحلہ میں فوز عظیم اور نصرت و کامرانی کے نقطہ کمال کو پا لیا۔

ساتھیو!

حضرت علیؓ نے بچپن میں ہی اسلام کی دولت اپنے دامن میں سمیٹ لی بعض تاریخ دانوں کے مطابق اس وقت آپ کی عمر شریف صرف 8 برس تھی جب رسول کریمؐ نے اپنے قرابت داروں اور اعزاء و اقرباء کو دعوت اسلام دی تو حضرت علیؓ نے وہاں بھی پیغمبر اسلام رسول اللہ کی نصرت و معاونت کا اعلان فرمایا گویا اسلام کی عالمگیر تحریک حقہ کو ہر ممکن کامیاب بنانے کی خاطر اوائل عمری میں ہی وہ قائد تحریک کے معاون و مددگار بن کر دشمنان دین کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ آنحضورؐ نے جب کفار کے حجری خداؤں لات و ہبل اور عزیٰ و منات کے خلاف نعرۂ حق بلند کیا تو حضرت علیؓ نے ذوالفقار حیدری سے ان سب مصنوعی اور بے جان دیوتاؤں کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

سیدنا علی المرتضیٰ وہ عظیم المرتبت صحابی ہیں جن کو مواخات مدینہ میں نبی اکرمؐ نے اپنا برادر قرار دیا۔ آپ کی علمی بصیرت اور فہم و ادراک کے حوالے سے نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں" خود حضرت علیؓ کا یہ قول کہ جو چاہو پوچھو؟ حضور اکرمؐ کے مذکورہ ارشاد کی بھرپور عکاس اور ترجمانی کرتا ہے ایسی شخصیت کی علمی بساط کا بھلا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ جو ہر سوال کے پوچھنے کا غیر مشروط اور کھلا اعلان کر رہا ہے وہ تاریخ اسلام کا ایک ایسا جلی اور روشن باب ہیں جن کی اصابت رائے اور نافع مشاورت پر جماعت صحابہؓ کو مکمل اعتماد اور اتفاق تھا ان کی دینی ثقاہت و فقاہت اور انصاف و عدل پر مبنی عدالت کا اس سے واضح مدلل اور ٹھوس ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

جناب عالی!

"تاریخ الخلفاء" میں درج ہے کہ وہ اس بات پر اللہ کریم کا بے حد شکر ادا کرتے تھے کہ دینی مسائل و معاملات میں ان کے مخالفین بھی ان پر مکمل اور بھرپور

Marfat.com

بھروسہ، یقین اور اعتماد کرتے ہیں۔ خلفاء ثلاثہ نے بالترتیب اپنے ادوار خلافت میں اہم ملکی امور اور قومی معاملات میں ہمیشہ آپ سے مشاورت کی۔ اس کی اہم اور نمایاں وجہ یہ تھی کہ آپ لاینحل مسائل اور انتہائی باریک اور پیچیدہ بات معاملات کا بہت جلد کافی و شافی حل تلاش فرمالیتے تھے۔ تاریخی حوالہ جات اس بات کی توثیق و تصدیق کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں سیاسی اور ملکی حالات کی اصلاح میں علی ابن ابی طالب کا بہت زیادہ اور نمایاں حصہ تھا۔ آپ خلیفہ المسلمین کی مجلس شوریٰ کے اہم ترین رکن تھے ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت شروع ہوا تو بھی ان کو یہی فضیلت اور عظمت اور احترام و اکرام حاصل رہا۔

ایک بار جب عدالت فاروقی میں پیش ہونے والے ایک مقدمہ میں کسی حاملہ عورت کو رجم کی سزا کا فیصلہ سنایا گیا اور قریب تھا کہ سزا پر عمل درآمد ہوتا اس اثنا میں حضرت علیؓ تشریف لے آئے جب ان کو صورت حال کا علم ہوا تو فرمایا۔

"یہ فیصلہ قطعی سنت کے خلاف ہے حضور اکرمؐ نے تو حاملہ خاتون کو سزا سے اس وقت تک مستثنیٰ رکھنے کا حکم دیا ہے جب تک اس کے تولد ہونے والا بچہ کھانے پینے کے قابل نہیں ہو جاتا۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمرؓ نے بلا تاخیر اپنا صادر شدہ فیصلہ منسوخ فرمایا اور انتہائی رقت اور متشکرانہ انداز میں کہا----- "آج اگر حضرت علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو چکا ہوتا" یعنی اپنے غلط فیصلہ کی وجہ سے مجھے بے حد صدمہ اور دکھ ہوتا۔

حاضرین کرام!

علم انسانیت ﷺ کی شب و روز قربت و نسبت کی وجہ سے آپ ایک ایسا عظیم شاہکار بن گئے جس نے اپنے علم و ادب اور حکمت و صداقت کے چراغ روشن کر کے چہار اطراف اجالا بکھیر دیا۔ تحفظ دین، ناموس رسالت اور اشاعت اسلام کی خاطر آپ نے وہ لائق تحسین اور گراں قدر خدمات انجام دیں جو تاریخ اسلام کا قیمتی اثاثہ اور یادگار کارنامہ سمجھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

صاحب صدر!

یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ ہر نازک ترین مرحلہ پر جب مخالف سمتوں سے آنے والی تیز ہواؤں نے کاشانہ نبوت کا رخ کیا تو علی المرتضیٰ نے شمع ہدایت و رشد کو روشن و فروزاں رکھنے کی خاطر اس کے ارد گرد اپنے تن من دھن کی ردا (چادر) پھیلا کر اپنی جان کو داؤ پر لگا دیا اور ان ہواؤں کا رخ موڑ دیا۔ وہ تاریخی واقعی آپ کی شجاعت و جرات کا روشن حصہ ہے جب ہجرت کی شب حضور اکرم ﷺ نے ان کو اپنے بستر پر لٹا دیا حالانکہ اندریں حالات یہ جگہ کسی مقتل گاہ سے کم نہ تھی۔ آپ کے علاوہ کون اتنے حوصلے اور جرأت کا مالک ہوسکتا تھا جو ان تمام تر مہلک خطرات کے طوفانوں سے یکسر بے نیاز و بے پرواہ ہو کر دشمنوں کے کڑے محاصرے اور گھیراؤ کے باوجود بستر رسالت ﷺ پر اس طرح میٹھی اور گہری نیند سو جاتا، عقیدہ توحید کی پختگی اور توکلت علی اللہ کا اس سے بڑا ثبوت بھلا اور کہاں سے دستیاب ہوسکتا ہے؟

حضور انور ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ نے اپنی تمام تر خدمات اور وقت (خالصتاً) اپنے رہب کامل ذات گرامی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ انہیں صفات قدسیہ اور جانثارانہ خدمات کے بھرپور اعتراف میں نبی کریم ﷺ کی بہت قدر کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

علی دنیا اور آخرت میں میرا بھائی اور میرے خاندان میں میرا خلیفہ ہے اور میری امت میں مرارضی ہے اور میرے علم کا وارث ہے۔

انہیں الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر کا خاتمہ کرتا/کرتی ہوں۔

Marfat.com

23 مارچ تجدید عہد کا دن
(یوم قرارداد پاکستان)

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ جہاں معمور ہو گا نغمہ توحید سے

جناب صدر محفل۔ پرنسپل صاحب/ صاحبہ۔ پیارے ساتھیو۔ پیاری بہنوں۔ آج جس موضوع پر مجھے کچھ کہنا ہے وہ ہے 23 مارچ تجدید عہد کا دن۔

جناب والا!

گردش زمانہ کی چند حسین ساعتوں میں کچھ ساعتیں ایسی ہوتی ہیں جو کاروان اقوام کا رخ موڑ دیتی ہیں اور اپنے طور پر وقت اور زمانہ کی گردش کو روک کر اسے امر کر دیتی ہیں۔ ایسا ہی ایک دن اور حسین ساعت 23 مارچ 1940 ہے۔ جب ہندی مسلمانوں نے تحریک پاکستان کی پر پیچ مسافت طے کرتے ہوئے اپنے محبوب قائد کی قیادت میں مینار پاکستان کے پروقار تاریخی مقام پر ایک متفقہ قرارداد منظور کی جسے عرف عام میں قرارداد پاکستان کہا جاتا ہے۔

سامعین ذی وقار!

اس عہد ساز دن یا قرارداد پاکستان کی افادیت۔ اہمیت اور تشریح کے لیے زیادہ تگ و دو کرنے یا تاریخی کتابیں کھوجنے کی ضرورت نہیں یہ تو کل کی بات ہے جب اس دن کی کوکھ سے جنم لینے والی قرارداد ایک آزاد نظریاتی اسلامی ریاست کو آزاد دنیا کے نقشہ پر وجود دینے میں کامیاب ہوتی ہے۔

جناب والا!

نظریہ پاکستان کی اساس اور بنیاد لا الہ الا اللہ پر تھی اسی اساس سے حضرت قائداعظم نے تین راہنما اصول اتحاد۔ ایمان اور تنظیم اخذ کرتے ہوئے منتشر قوم کی کچھ یوں شیرازہ بندی کی کہ اس دور کی دو بڑی طاقتوں ہندوؤں اور انگریزوں کو منہ کی کھانا پڑی اور یوں 14 اگست 1947ء کو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آزاد وطن

Marfat.com

سے سرفراز فرمایا۔

سامعین محترم!

تحریک پاکستان۔ تصور پاکستان۔ قرارداد پاکستان اور تشکیل پاکستان کے تاریخی پس منظر میں جب ہم وطن عزیز کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

موجودہ حالات کے تناظر میں وطن عزیز میں قومی یکجہتی۔ امن عامہ اور استحکام پاکستان کی اشد ضرورت ہے۔ ہر پاکستانی شہری کو خواہ وہ جواں ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد۔ پنجابی ہو یا پٹھان۔ سندھی ہو یا بلوچی۔ اسے گلی گلی کوچے کوچے قومی یکجہتی اور ملی یکسوئی کو پارہ پارہ کرنے والی منفی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہو گا اس جہاد میں کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لیے ایثار۔ قربانی اور جان کا نذرانہ درکار ہو گا اس امید کے ساتھ

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

23 مارچ تجدید عہد کا دن ہے اور ہمارا آج کا عہد یہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں اور قوتوں کو کام میں لاتے ہوئے ملک و قوم۔ مذہب و ملت کی خدمت اور پاکستان کی فلاح و بقا ترقی اور خوشحالی کے لیے ہم وقت کوشاں رہیں گے۔

پاکستان پائندہ باد

Marfat.com

وطن عزیز کے پچاس سال

خدا کرے کہ مری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

جناب صدر محفل۔ پرنسپل صاحب۔ اساتذہ اکرام اور عزیز ساتھیو!

مجھے جس موضوع پر آج کچھ کہنا ہے وہ ہے "وطن عزیز کے پچاس سال"

جناب والا!

وطن عزیز میں انتہائی عقیدت و احترام اور تزک و احتشام کے ساتھ گولڈن جوبلی کی تقریبات جاری ہیں ہم آج سے پچاس سال پیچھے جب پلٹ کر دیکھتے ہیں تو ایسے میں ہمیں 14 اگست 1947ء کی وہ صبح تابناک دکھائی دیتی ہے جب اسلامیان ہند کو بانی پاکستان حضرت قائداعظم کی عظیم قیادت میں آزادی جیسی نعمت حاصل ہوئی۔

سامعین ذی وقار!

مملکت خداداد پاکستان کی اساس اور بنیاد میں ہمارے اسلاف کا خلوص۔ ایثار اور خون رواں ہے۔ اس پاک وطن کو پر وقار اور پر بہار بنانے کے لیے آج بھی اسی جذبہ اور قربانی کی ضرورت ہے۔ حضرت قائداعظم نے دین مبین کے تین راہنما اصول اتحاد۔ ایمان اور تنظیم کو قومی یکجہتی کے خمیر میں کچھ اس انداز سے سمویا کہ فرنگیوں کی مکارانہ اور ہندوؤں کی عیارانہ چالیں چاروں شانے چت ہو گئیں۔

عظیم ساتھیو!

وطن عزیز کی ترقی۔ خوشحالی اور سلامتی کے لیے محبان وطن ہمہ وقت کوشاں رہے۔ یہی وہ عظیم لوگ ہیں جنھوں نے قوم کو کانٹے سے کھونٹہ تک پہنچا دیا لیکن افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ کچھ کوتاہ اندیش ایسے بھی رہے جنھوں نے ملک میں افتراق و انتشار۔ دہشت گردی اور لادنیت کو فروغ دینے اور پروان چڑھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی شاید رہ بے خبر ہیں۔

Marfat.com

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

سامعین محترم!

خداوند قدوس نے وطن عزیز کو لہلہاتی کھیتیاں۔ گنگناتی ندیاں۔ برف پوش چوٹیاں حد نگاہ تک پھیلے صحرا۔ نیلگوں سمندر۔ سونا چاندی اور تانبے جیسی قیمتی دھاتوں کو اپنے سینوں میں چھپائے کسی طلاکش کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے محنتی کسان۔ جفاکش مزدور اور غیرت مند شہری ملک کی ترقی اور خوشحالی میں ہمہ وقت کوشاں ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم کے سائے تلے وطن عزیز کے عظیم سپوت اور مجاہد اپنے خون کا نذرانہ لیے ساحل کراچی سے لے کر سیاچین کی برفیلی اور نوکیلی چوٹیوں کا دفاع کرتے ہوئے میدان کارزار میں کود جانے کو تیار کھڑے ہیں۔

نوجوان ساتھیو!

مادر وطن کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لیے ہر پاکستانی کو خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان۔ عورت ہو یا مرد۔ پنجابی ہو یا بلوچی۔ آج کے ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے گلی گلی اور کوچے کوچے قومی یکجہتی اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والی منفی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ خواہ اس کے لیے کتنی ہی بڑی قربانی دینا پڑے۔

اس امید کے ساتھ

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

اور حرف آخر کے طور پر اپنے نوجوان ساتھیوں کے لئے پیغام کی صورت میں حضرت علامہ اقبال کا یہ شعر

سبق پھر پڑھ، صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

Marfat.com

رائے کی صحت پر اطمینان کے باوجود اختلاف

جب آپ گفتگو کر رہے ہیں اور حق پر بھی ہیں تو بھی یہ امید نہ رکھیں کہ لوگ آپ کو موافقت کریں گے اور آپ کے دلائل پر مطمئن ہو جائیں گے، کیونکہ انسانی نفس عجیب قسم کے مختلف عوامل سے مل کر بنا ہے، ان میں سے ایک عامل خواہش کا ہے۔ جب خواہش آدمی پر غالب آ جائے تو کوئی حجت، کوئی منطق اور کوئی دلیل کام نہیں دیتی۔

اس اصول کی صداقت کی واضح ترین مثال وہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کو اپنی قوم سے پیش آئی۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے بت پرستوں کو حق کی دعوت دی اور ان پر اپنے قول اور عمل سے یہ حقیقت واضح کی کہ یہ بت عبادت کی مستحق نہیں ہیں۔ اس لیے کہ یہ ہاتھوں کے بنے ہوئے ہیں، یہ کوئی سمجھ نہیں رکھتے، حتیٰ کہ اپنی ذات سے بھی کوئی مصیبت نہیں ٹال سکتے۔ اس پر وہ ان کی بات کے قائل ہو گئے، اپنے ظالم ہونے کا اقرار کرلیا اور ذلت و خواری سے اپنے سر جھکا لیے، لیکن کیا انہوں نے اسی بات کا اعتراف کرلیا؟ ہرگز نہیں، کیا انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنا راستہ لیں؟ ان میں سے کوئی بات انہوں نے اختیار نہیں کی بلکہ انہیں جلانے اور ان کا کام تمام کرنے کا ارادہ کیا۔ آیئے ذرا قرآن کی گفتگو کے اعجاز پر غور کریں، اور دیکھیں کہ اس گفتگو اور مباحثے سے کیا دلچسپ سبق حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝

Marfat.com

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (۱)

''اس سے بھی پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی ہوشمندی بخشی تھی اور ہم اس کو خوب جانتے تھے، یاد کرو وہ موقعہ جب کہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو رہے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا''۔ اس نے کہا: ''تم بھی گمراہ ہو تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔'' انہوں نے جواب دیا: ''کیا تو ہمارے سامنے اپنے اصلی خیالات پیش کر رہا ہے یا مذاق کرتا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''نہیں بلکہ فی الواقع تمہارا رب وہی ہے جو زمین و آسمان کا رب اور ان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس پر میں تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں اور اللہ کی قسم میں تمہاری موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا''۔ چنانچہ اس نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صرف ان کے بڑے کو چھوڑ دیا تا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ (انہوں نے آ کر بتوں کا یہ حال دیکھا تو) کہنے لگے ''ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کر دیا؟ بڑا ہی کوئی ظالم تھا وہ''۔ (بعض لوگ) بولے ''ہم نے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے سنا ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔''۔ انہوں نے کہا ''تو پکڑ لاؤ اسے سب کے سامنے تا کہ لوگ دیکھ لیں (اس کی کیسی خبر لی جاتی ہے)'' (ابراہیم علیہ السلام کے آنے پر) انہوں نے پوچھا ''کیوں ابراہیم تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟'' اس نے جواب دیا ''بلکہ یہ سب ان کے سردار نے کیا ہے، ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں''۔ یہ سن کر وہ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور (اپنے دلوں میں) کہنے لگے ''واقعی تم خود ہی ظالم ہو''۔ مگر پھر ان کی رائے بدل گئی اور بولے ''تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں''۔ ابراہیم نے کہا ''پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوج رہے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچانے پر قادر ہیں نہ نقصان۔

(۱) الانبیاء۲۱: ۵۱-۶۸۔

Marfat.com

تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کر رہے ہو۔ کیا تم کچھ بھی عقل نہیں رکھتے؟'' انہوں نے کہا ''جلا ڈالو اس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے''۔

انہیں دلیل و حجت کی طاقت نے بے بس کر دیا تو انہوں نے طاقت کا سہارا لیا۔ یہ ایسی مثال ہے جو زمانے کی گردش کے ساتھ لوٹتی رہتی ہے۔ شیخ سعدیؒ نے اس اصول کو اس طرح بیان کیا ہے:

طریقۂ جاہلاں است چوں بحجت برابر نیا نند سلسلۂ دشمنی بجنبانند

جاہلوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب دلیل و حجت میں مقابلہ نہ کر سکیں تو دشمنی کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔

یہی حال سچے یوسف کے ساتھ ہوا، عزیز کی بیوی نے ان پر جو تہمت لگائی تھی اس پر ان کی برأت کا ثبوت مل گیا۔ اس کے خاندان کے ایک فرد نے گواہی دے دی اور ان لوگوں نے اعتراف بھی کر لیا کہ یہ ساری سازش اس عورت کی تیار کردہ تھی۔ ان تمام باتوں کے باوجود انہوں نے حضرت یوسف کو قید میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ بَدَا لَهُم مِّنۢ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ. (۱)

''پھر ان لوگوں کی سمجھ میں یوں آیا کہ اس کو ایک مدت تک قید میں ڈال دیں''۔

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کی طرف قطعی معجزات دے کر بھیجا، تو انہوں نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں، اس کے باوجود عناد و دشمنی اختیار کی اور تکبر و ضد سے حق کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ. فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ. وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ. (۲)

''اور ذرا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں تو ڈالو، چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے۔ یہ (دو نشانیاں) نو نشانیوں میں سے ہیں فرعون اور اس قوم کی طرف (لے جانے کے

---

(۱) یوسف ۱۲: ۳۵۔ (۲) النمل ۲۷: ۱۲-۱۴۔

Marfat.com

لئے) وہ بڑے بدکردار لوگ ہیں۔ مگر ہماری کھلی کھلی نشانیاں ان لوگوں کے سامنے آئیں تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا۔ حالانکہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے۔ اب دیکھ لو کہ ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا"۔

* * *

Marfat.com

خان لیاقت علی خان

(شہید ملت)

آج سے پچاس سال قبل 16 اکتوبر 1951ء کی صبح کو راولپنڈی کا کمپنی باغ کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ عوام جوق در جوق اپنے عظیم اور ہر دل عزیز وزیر اعظم کو سننے کے لیے دور دراز مقامات سے آئے ہیں۔ جوں ہی مشتاقان دید و شنید کو وزیراعظم کی آمد کی اطلاع ملتی ہے۔ فضا فلک بوس نعروں سے گونج اٹھتی ہے۔ وزیراعظم اپنے مخصوص انداز اور نپے تلے قدموں سے پنڈال میں تشریف لاتے ہیں۔ جلسے کی کاروائی شروع ہوتی ہے۔ سپاسنامہ پیش ہوتا ہے۔ جوابی تقریر کے لیے وزیراعظم ڈائس پر تشریف لاتے ہیں' چہرے سے مخصوص مسکراہٹ' طمانیت اور ملائمت عیاں ہے آپ برادران ملت ہی کے الفاظ ادا کر پائے تھے کہ ایک شقی القلب افغانی سید اکبر کی دو گولیاں یکے بعد دیگرے آپ کے سینہ میں پیوست ہو جاتی ہیں' آپ اپنے آخری لمحات میں "خدا پاکستان کی حفاظت کرنا" کے الفاظ ادا کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ یہ ہیں وطن عزیز کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خان۔

ریاست کرنال کی سرزمین کو کیا معلوم تھا کہ 1895ء کی صبح کو اس کے سینے پر جنم لینے والا یہ سپوت صرف ایک محدود ریاست کی حکمرانی اور پاسبانی کے لیے نہیں بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی راہبری' راہنمائی اور پاسبانی کے لیے پیدا ہوا ہے اور قدرت نے اس سے عظیم اور ناقابل فراموش کام لینا ہے۔ اس کی ذات صرف قوم کی راہبری تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہر آڑے وقت میں قوم کے کام آیا اور پھر کڑے وقت میں قائداعظم محمد علی جناح کی لندن سے واپسی کا اہم کارنامہ سر انجام دیا جس نے حصول پاکستان کی منزل کا راستہ آسان بنا دیا قائداعظم نے ایک موقعہ پر شہید ملت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا "نواب زادہ لیاقت علی خان" میرے دائیں بازوں کی حیثیت رکھتے ہیں انہوں نے آزاد پاکستان کی خاطر دن

Marfat.com

رات محنت سے کام کیا ایک نوابزدہ ہوتے ہوئے بھی وہ ایک عظیم محبت وطن ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ ملک کے دوسرے نواب بھی ان کی تقلید کریں گے۔

سچ بات تو یہ ہے شہید ملت نے تحریک پاکستان۔ قیام پاکستان اور تشکیل پاکستان کے لیے تن من دھن سے کام لیا اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا بلکہ ہر موقع پر سالار کارواں رہے۔ حصول پاکستان کی ہر رکاوٹ کو اس طرح ہٹایا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ اس سلسلہ میں 1946ء کی عبوری حکومت میں خزانہ کا محکمہ ملنے پر مسلم لیگ کی جانب سے پیش کردہ بجٹ جو اس زمانہ میں عوامی بجٹ کہلایا۔ لیاقت علی خان کی لیاقت۔ ذہانت اور اقتصادیات میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قیام پاکستان کے بعد نوزائیدہ مملکت کے ان گنت مسائل جن سے نبٹنا اور عہدہ برا ہونا ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی' مہاجرین کے مسائل فرقہ وارانہ فسادات۔ اثاثوں کی تقسیم۔ فوج کا مسئلہ۔ ساز و سامان کا فقدان۔ سرمائے کی کمی۔ سرکاری دفاتر اور ذرائع کی کمیابی۔ بیرون ملک سفارتی تعلقات۔ جن کا جواب ہمیشہ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں مکا لہرا کر دیا پھر حضرت قائداعظم کا وقت سے پہلے رخصت ہو جانا۔ ایسے حالات میں قوم کی ہچکولے کھاتی گرداب میں پھنسی نیا کو شہید ملت لیاقت علی خان ہی نے پار لگایا۔ بلکہ اسے استوار کرنے اور ہمواری کے ساتھ گامزن رکھنے کے لیے قرارداد مقاصد جیسی دستور ساز راہنمائی دے کر قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا اور آخرکار آج ہی کے دن وطن عزیز کو اپنا خون دے کر اسے حیات جاوید بخش دی۔ آج کا پاکستان اور آج کے بعد کا پاکستان ہمیشہ ان کے خون کی بدولت قائم رہے گا۔

صلہ شہید کیا ہے تب و تاب جاودانہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اس عظیم قائد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وطن عزیز کی ہمہ جہت ترقیات اور فلاح و بقا کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

آزادی کے تقاضے

اعوذ باللہ من الشطین الرحیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

الَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ (سورۃ الحج۔۴۱) ترجمہ:۔ وہ لوگ اگر ہم انہیں حکومت عطا کریں تو وہ نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں، نیکی کا حکم کریں اور برائی سے منع کریں۔

عزیز دوستو اور بزرگو! اللہ پاک نے ہمیں بے حد وحساب نعمتوں سے نوازا ہے ویسے تو یہ نعمتیں مختلف النوع اور گونا گوں ہیں لیکن ایمان اور اسلام کے بعد انسان کیلئے عظیم ترین نعمت آزادی ہے۔ آزادی کی قدر و قیمت اسے معلوم ہوتی ہے جس نے غلامی کا عذاب چکھا ہو یا آزادی کے بعد یہ نعمت اس سے چھن گئی ہو۔

آزادی نعمت ہے

اس اعزاز واکرام کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کو جائز حدود کے اندر آزادی حاصل ہو یہ انسان کا بنیادی حق ہے ظاہر ہے کہ غلامی اس بنیادی حق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے اس وجہ سے غلامی انسانیت کی تذلیل ہے اور جس فرد یا قوم کو غلامی کا یہ طوق پہنایا جاتا ہے اس پر گویا خدا کا بہت بڑا عذاب مسلط ہوتا ہے۔ قرآن پڑھئے اس نے انبیاء کرام کی بعثت کا یہی مقصد بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے انسانوں کو غلامی کی ذلت سے نجات دلانے کیلئے کوششیں فرمائیں اور اُن سے ہر قسم کا اصر (بوجھ) وغلال اور طوق غلامی سے نجات دلائی (7/157) اس کوششیں کے ایک مجاہد سیدنا موسیٰ جنہوں نے دعوت توحید کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کو کفار کے تسلط سے نکالنے کیلئے انتہائی کوشش کی اور آخر کار انکو مصر سے نکال کر لے گئے اس تفصیل سے یہ حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آ گئی کہ

Marfat.com

آزادی ایک عظیم نعمت ہے یاد رکھئے جو فرد اور قوم ذہنی اور سیاسی لحاظ سے کسی غیر فرد اور غیر قوم کی غلامی گرفتار ہوں وہ سمجھ لیں کہ وہ ایک بہت بڑے عذاب میں مبتلا ہیں' اس کے برعکس جس فرد اور قوم کو آزادی کی نعمت میسر ہے اُسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس عظیم نعمت کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہئے۔

قربانی و اتحاد

کوئی امت کوئی قوم کوئی جماعت کوئی تنظیم قربانی کے بغیر اس دنیا میں نہیں رہ سکتی بلکہ میں تو کہتا ہوں قربانی ہی حیات پیدا کرتی ہے قربانی میں زندگی کا دوسرا نام ہے یاد رکھئے جو قوم قربانی سے عاری ہو وہ زیادہ دیر تک دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتی' دیکھئے ملک پاکستان لاکھوں قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا۔ یوم آزادی کے دن ہم چراغاں کرتے ہیں' مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں' جھنڈیوں سے گھروں اور بازاروں کو سجاتے ہیں' جلسے ہوتے ہیں' آزادی کا مقصد جو عام لوگوں نے سمجھا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مادر پدر آزاد ہو گئے' انصاف سے آزاد ہو گئے دیانتداری اور سچائی سے آزاد ہو گئے' ہم تحفظ سے آزاد ہو گئے' یہ بات نہیں ہے آزادی کا مقصد یہ تھا کہ ہم انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہوں گے نہ ہر قسم کی نیکی و اچھائی کو خیر باد کہہ دینگے اس آزادی کا مقصد تو یہ تھا ہم انگریزوں کے مقرر کردہ نظام عدالت وغیرہ سے آزاد ہو جائیں گے لیکن افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا ہم آج تک انہیں کے غلام ہے اور یہ ایسا نظام ہے جس سے انصاف کی توقع عبث ہے۔

غلامی و آزادی کے اسباب

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ آزادی ہو یا غلامی دونوں اچانک اور یک لخت نہیں آتیں' اس کے اسباب ضرور ہوتے ہیں مثلاً غلامی کو دیکھئے اس کے اسباب میں سستی و کاہلی' بدکاری' مطلق العنانی' شر و فساد' باہمی نفاق اور قومی انتشار و خلفشار وغیرہ غلامی کے باعث ہیں جبکہ محنت و مشقت غلو ہمتی' اعلیٰ سیرت و کردار' باہمی خلوص و تعاون' قومی اتحاد و تنظیم وغیرہ فتح و آزادی سے ہمکنار کرنے کے سبب بنتے ہیں۔ آیئے آپکو قرآن کی زبانی ایک واقعہ بتاؤں ارشاد ہوا۔ ''اللہ پاک نے ایک بستی والوں کی مثال بیان کی ہے کہ وہ امن واطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے اور ہر طرف سے انہیں

Marfat.com

بافراغت رزق پہنچتا تھا مگر انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی' تب اللہ نے اس بستی کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا مزہ چکھایا اور اُن پر بھوک اور خوف کی مصیبت مسلط کر دی'' (۱۶۔۱۱۲) اس آیت میں بما کانو یصنعُون کے الفاظ واضح طور پر بھوک اور خوف کے اصلی سبب کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ میرے عزیزو ہر حاصل کردہ آزادی کی حفاظت کرنے کے بھی کچھ اصول وضوابط اور تقاضے ہوتے ہیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں وہ حسب ذیل ہیں۔

ایمان وعمل صالح

قرآن مجید نے ایمان وعمل صالح کو یکجا بیان فرمایا ہے کہ ساتھ ایک اور مقام پر فرمایا کہ زمین کی وراثت کا حق خدا کے صالح بندوں کو حاصل ہے۔(21/105) علو اور رفعت بھی ان کو حاصل ہے 3/139) غلبہ سے ہمکنار ہوتے ہیں (5/56)

عقائد کی تصحیح

ایمان وعمل صالح کا بہترین ثمرہ عقیدہ کا صحیح ہونا ہے نظام صلوۃ اور نظام زکوۃ کا قیام ہے اور لوگوں کو اسکی ترغیب دینی ہے۔

ایفاء عہد

قرآن مجید وعدہ کو ایفاء کرنے کی سخت الفاظ کے ساتھ تاکید فرمائی ہے انّ العھد کان مسئولا۔ ملک پاکستان کی آزادی کے وقت قوم کے ساتھ جو وعدے کئے تھے انکو پورا کرنا حکام کا اولین فریضہ ہے۔

نظریہ کا تحفظ

عزیز بھائیو جب تک آپ اپنے اسلامی نظریات کا تحفظ نہیں کرینگے آپ بہترین مسلمان نہیں ہو سکتے۔ نظریہ کیا ہے بنیادی عقائد کی تصحیح ہے اس کے ساتھ ملک پاکستان کی سرحدات کا تحفظ بھی بہت ضروری ہے جیسا کہ حدیث پاک حضور کا ارشاد مبارک ہے وہ آنکھ اللہ کے ہاں بہت پسندیدہ اور جہنم کی آگ اس پر حرام ہے جس نے سرحدات اسلامیہ کے تحفظ میں پہرہ دیتے ہوئے رات

Marfat.com

گزار دی۔ ہمیں اپنے مقصد کو مدنظر رکھ کر آگے بڑھنا ہے اور فرائض منبعی کو بطریق احسن ادا کرنا ہے۔

محنت شاقہ

آزادی تو اللہ نے ہمیں عطا کر دی ملک پاکستان کے بقا و استحکام کیلئے رات دن ہمیں محنت کرنی ہے تا کہ ہمارا ملک زراعت صنعت وحرفت تمام شعبوں میں ترقی حاصل کر سکے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اس خطبہ کے آغاز میں سورۃ الحج کی آیت کا ٹکڑا تلاوت کیا ہے جس میں ارشاد ربانی ہے کہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاؤ اور برائی سے روکو یہ صفت امت محمدیہ کی صفیات میں سے ہے اور اس اُمت کا اعزاز بھی ہے اسلامی معاشرہ کی اصلاح کیلئے یہ عمل نہایت ضروری ہے۔

اتحاد واتفاق

قرآن مجید نے مومنوں کو اتفاق واتحاد کی تلقین فرمائی ہے اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح بن جاؤ کا حکم ہے۔ آج پاکستان کے مسلمان اپنے تمام اختلافات کو مٹا کر یکجا ہو جائیں دنیا کی کوئی طاقت میلی آنکھ سے ہماری طرف نہیں دیکھ سکے گی۔

شکر ادا کرنا ہے

اللہ پاک نے ملک پاکستان نعمت کے طور پر عطا فرمایا ہے اگر ہم اس اللہ کے حضور شکر ادا کرینگے وہ ہماری نعمتوں میں اضافہ فرمائیں گے، ہمیں اپنے اصلی مقصد کو مدنظر رکھ کر ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہئے۔

محاسبہ

ہمیں آزاد ہو گئے آج 52 سال گزر چکے ہیں ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ اس نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا ہم نے ترقی کی کتنی منازل طے کر لیں۔ یہ محاسبہ ہمیں آگے بڑھنے کی فکر عطا کرے گا اور ماضی کی ناکامی کے اسباب بتائیے

Marfat.com

گا۔

اسلاف کی قربانیوں کا احساس

ہمارے اسلاف نے ہندوستان کو خیر باد کہتے ہوئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ جانوں کے نذرانے پیش کئے گھر بار لٹ گئے لیکن انہوں نے اس کی کوئی پروا نہیں کی۔ کیا ہمیں اُنکی قربانیوں کا احساس ہے؟

ملک پاکستان تحفہ نہیں امانت ہے

تحصیل سے بڑھ کر اسکی بقا مشکل ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم عظیم مملکت خداداد پاکستان کو عظیم تر بنائیں اور اپنے قول و فعل سے اس عظیم آزادی کے محافظ بنیں جو اللہ کے لطف و کرم سے ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

وعلینا الا البلاغ

Marfat.com

کشمیر بنے گا پاکستان

صاحب صدر و معزز سامعین کرام!

آج میں جس موضوع پر تقریر کرنے جا رہا / رہی ہوں وہ آج کا سب سے نازک اور اہم ترین موضوع ہے۔ خصوصاً پاکستان اور بالعموم عالم اسلام کے لیے یہ آج کا سب سے بڑا مسئلہ ہے جو کہ پچھلی نصف صدی سے جوں کا توں چلا آ رہا ہے۔

یہ موضوع ہے "کشمیر" یعنی۔

شہ رگ پاکستان!

فردوس بریں کشمیر کی گل پوش وادیاں' روئی کے گالوں سے ڈھکی چٹانیں' ہنستے مسکراتے' لہلہاتے مرغزار اور مہکتے' چہکتے اور دمکتے ہوئے سبزہ زار' ساز بجاتی اور گیت گنگناتی ندیاں اور رنگ و سرور میں نہائے ہوئے نظاروں کی سرزمین "دنیا کی یہ جنت" آج انسانی خون سے تربتر ہے۔ جہاں موت ناچ رہی ہے۔ جہاں ہر طرف آگ ہی آگ ہے' جہاں بارود کی بو پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں ظلم کے بادل چھائے ہوئے ہیں' جہاں بموں کے دھوئیں سے گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں' جہاں معصوم کلیوں' مسکراتی جوانیوں اور غمزدہ بڑھاپوں کو موت کی اتھاہ تاریکیوں میں دھکیلا جا رہا ہے۔

ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس وادی رنگ و نور میں موت کا یہ کھیل کیوں کھیلا جا رہا ہے!

صاحب صدر!

یہ ان گنت سوالات ہیں جن کا صرف ایک ہی جواب ہے۔

بھارتی سامراج!

کفر کی چادر میں لپٹا ہوا یہ بھارتی سامراج ہے جس نے وادی رنگ و نور کو وادی لہو رنگ میں تبدیل کر دیا ہے۔ مظلوم انسانوں کے قہقہوں کو اذیت ناک

Marfat.com

کراہوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ پائل کی چھن چھن کو ظلم کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔ یہ جنت نظیر وادی جہاں کبھی پھول مہکتے تھے۔ فضاؤں میں ابر پارے رقص کرتے تھے اور نرم ہواؤں کا گزر تھا۔ آج وہاں تاریکی اور سناٹا چھایا ہوا ہے۔ ایک کروڑ کشمیریوں پر انگارے برسائے جا رہے ہیں۔ سنگین کی نوک سے ان کے سینے چھلنی کیے جا رہے ہیں۔ ان کے ہنستے بستے گھروں کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

صرف اس لیے کہ یہ مظلوم کشمیریوں بھارتی سامراج سے اپنا حق مانگتے ہیں۔ آزادی مانگتے ہیں۔ اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کرنا چاہتے ہیں' لیکن بھارتی سامراج یہ نہیں چاہتا اور اپنی مذموم خواہشات کی تکمیل کے لیے اس نے کشمیر میں موت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

میرے ہم وطنو!

ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ پاکستان اور کشمیر ایک ہیں۔ ان کی ثقافت ایک ہے' تہذیب و تمدن یکساں ہے' مذہب ایک ہے اور سب سے بڑھ کر جغرافیہ ایک ہے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح بھارتی سامراج پر بھی واضح ہے۔ بھارتی سامراج کچھ بھی ہے لیکن پوری دنیا جانتی ہے کہ کشمیر کے پاکستان سے الحاق کی تحریک کسی سیاسی یا وقتی مصلحت کی پیداوار نہیں بلکہ اس کے پیچھے وہ ٹھوس تاریخی حقائق موجود ہیں۔ جنہیں دوسرے تو درکنار خود بھارتی سامراج بھی جھٹلا نہیں سکتا۔

دوستو!

ہم کشمیر کا مطالبہ کیوں نہ کریں' جب کہ ہم جانتے ہیں کہ کلیوں اور پھلوں کی یہ حسین وادی جب تاریخ کے صفحات پر ابھری تو ہم نے بڈھ شاہ اور زین العابدین جیسے مسلمان سلاطین کو سریر آرائے سلطنت دیکھا۔ یہ وہ نیک اور خدا ترس انسان تھے۔ جنھوں نے کشمیر کے فرزندوں کو زندگی اور اسلام کی زندہ اقدار سے روشناس کرایا اور ان کی معاشرت اور تہذیب کے پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا۔ یہ ایک اسلامی معاشرے میں ڈھل گیا اور ایک مثالی اسلامی ریاست کا نقشہ پیش کرنے لگا۔

Marfat.com

جناب والا!

یہ وہ دور تھا جب فلک بوس پہاڑ' بھی وادی کشمیر اور پنجاب و سندھ کے علاقوں کی مشترک ثقافت اور تہذیب کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکے اور ہمارے یہ مثالی روابط مضبوط سے مضبوط تر اور مثالی ترین بنتے چلے گئے اور برطانوی سامراج' دنیا کا ذلیل ترین سامراج جس نے تاریخ کا گھٹیا ترین سودا کیا اور لاکھوں فرزندان کشمیر کو بھیڑ بکریوں کی طرح ڈوگروں کے پاس فروخت کر دیا۔ اس سرزمین رنگ و نوز کے مقدر پر نکبت اور ادبار کی مہریں ثابت کر ڈالیں۔ برطانوی سامراج تو بہت جلد اپنی اس ذلالت کا بدلہ مل گیا جب اسے اسی طرح ذلیل کر کے برصغیر سے نکلنے بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا۔ تعصب پسند مورخ چاہے کچھ بھی کہے لیکن حقیقت یہی رہے گی کہ انگریز ذات کو ذلت آمیز انداز میں یہاں سے نکلنے پر مجبور کرنے میں مسلمان ہی کا زیادہ ہاتھ ہے اور وہ دن دور نہیں جب بھارتی سامراج کو بھی مسلمان کے ہاتھوں یہی دن دیکھنا پڑے گا۔

میرے ساتھیو!

بلاشبہ کشمیری عوام بھارت کی سامراجی قوتوں کو تہس نہس کرنے اور اپنے مستقبل کو پاکستان سے وابستہ کرنے کے لیے اب تک بے شمار قربانیاں دے چکے ہیں۔ اس کے باوجود مجاہدین آزادی کے ولولے اور قوت ایمانی میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ کشمیر کے بہادر اور غیور فرزند یہ عہد کر چکے ہیں کہ جب تک وہ اپنے پیارے وطن کو بھارت کے پنجہ استبداد سے چھڑا نہیں لیتے اس وقت تک وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ بلاشبہ کشمیری عوام بھارت کی سامراجی قوتوں کو تہس نہس کرنے اور اپنے مستقبل کو پاکستان سے وابستہ کرنے کے لیے اب تک بے شمار قربانیاں دے چکے ہیں اور اب وہ دن دور نہیں کہ کشمیر کے جیالے فرزندوں کو سرفروشانہ عزائم کی بدولت پاکستان اور کشمیر کے درمیان حائل ہونے والی ظلم و تشدد کی تمام دیواریں انشاء اللہ زمین بوس ہو جائیں گی۔

میرے ہم وطنو!

صرف بھارتی سامراج ہی نہیں بلکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان اور کشمیر

Marfat.com

کی تہذیب و ثقافت اور جغرافیائی نوعیت ایک ہے اور ان کی راہ میں صدیوں کی کوشش کے باوجود جب یہ فلک بوس پہاڑ بھی حائل نہ ہو سکے تو ظلم و تشدد اور جبر کی یہ مصنوعی دیواریں انہیں ایک دوسرے سے جدا کیونکر رکھ سکتی ہیں۔ پاکستان اور کشمیر ایک ہی ثقافتی ڈھانچے کے دو جزو ہیں۔ کشمیر سے نکلنے والے دریا پاکستان سے ہو کر بہتے ہیں۔ یہ جغرافیائی رابطہ اور تعلق اور اس قدر قدرتی ہے کہ اس کو کوئی غیر فطری تقسیم قطعاً" ختم نہیں کر سکتی ہے۔

صاحب صدر!

شاید بھارتی سامراج ہمارے صبر کا امتحان لینا چاہتا ہے اور وہ کافی امتحان لے چکا ہے۔ شاید بھارت نہیں جانتا کہ جب صبر کا پیانہ لبریز ہو جاتا ہے تو اس میں سے ایک طوفان اٹھتا ہے جو ہر چیز کو خس و خوشاک کی طرح بہا کر اپنے ساتھ لے جاتا ہے' کچھ ایسا ہی انجام بھارت کا ہونے والا ہے۔ کشمیری اپنے حق خود ارادی کو عرصہ سے پہچان چکے ہیں اور اب کشمیریوں کے صبر کا پیانہ لبریز ہو چکا ہے۔ کشمیر میں آزادی کی جو لہر اٹھی ہوئی ہے وہ بھارتی سامراج کو تنکے کی طرح بہا کر اپنے ساتھ لے جائے گی۔ کشمیریوں کے ایمان کی قوت دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور بھارتی سامراج کا کوئی ظلم' کوئی جبر انہیں اپنے حق سے دستبردار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کشمیر میں آزادی کی تحریک اپنے پورے جوبن پر ہے۔ کوئی گلی' کوئی کوچہ ایسا نہیں کہ جو آزادی کے نعروں سے گونج نہ رہا ہو۔ کشمیر کی مائیں' بہنیں' بیٹیاں تک اس جنگ آزادی میں شریک ہو چکی ہیں۔

صدر محترم!

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کشمیر کی وادی آزادی کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہی ہے ----- لیکن

اے ہم وطنو!

تاریخ ہم کو بتاتی ہے کہ آزادی کبھی بھی محض نعروں سے نصیب نہیں ہوئی ہے۔ پاکستان کی آزادی کی درخشندہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ آزادی کے لیے جابر

Marfat.com

سے ٹکرانے کی قوت ہونی چاہیے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نہتے کشمیری خالی ہاتھوں بھارتی سامراج کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ سنگینوں کے سامنے اپنے سینے تو پیش کر رہے ہیں لیکن اینٹ کا جواب پتھر سے ہی دیا جا سکتا ہے اور پتھر کشمیری کے پاس نہیں۔ میری مراد اس اسلحے سے ہے' جو آج کے جدید دور میں جنگ کے لیے ضروری ہے۔

جناب والا!

اس دور میں جنگ خالی ہاتھوں سے لڑی نہیں جا سکتی' اگر دشمن کے پاس بندوق ہے تو ہم بندوق نہیں مانگتے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک لاٹھی ہی ہو' جس سے دشمن کا سر پھوڑ کر اس کے ناپاک خون کو اس کے جسم سے الگ کر دیا جائے۔ جب اس لاٹھی کی ضرب میں ایمان کی قوت بھی جمع ہو جائے گی تو یہ بندوق کی گولی سے زیادہ کارگر ثابت ہوگی۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے فرمایا ہے ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اقبال کے اس شعر کی صداقت میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ یہ بھارتی کافر ہیں' جنہیں صرف اور صرف اپنی طاقت اپنے اسلحے پر ناز ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ فطری طور پر ہندو ایک بزدل قوم ہے اور پیٹھ پیچھے چھرا گھونپنے میں بھی شہرت رکھتی ہے۔ کشمیر کا بے تیغ سپاہی کافر سے لڑ تو رہا ہے لیکن کافر کی شمشیر جدید اسلحے میں تبدیل ہو چکی ہے اور ضروری ہے کہ اس جدید اسلحے کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمان کے پاس کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ آج اگر کشمیریوں کو تھوڑا بہت ضروری اسلحہ بھی فراہم ہو جائے تو وہ بھارتی سامراج کو ذلت آمیز انداز میں وادی چھوڑنے پر مجبور کر دیں گے۔

صدر محترم!

اس موقع پر ہمیں اپنے کشمیری بھائیوں کا زیادہ سے زیادہ ساتھ دینا چاہیے۔ یہ کام صرف حکومت وقت ہی کا نہیں ہے۔ حکومت کی تو بے شمار مصلحتیں ہوتی ہیں۔ اسے بہت سی باتوں سے احتراز کرنا پڑتا ہے' لیکن جوش و جذبے اور

Marfat.com

ایمانی قوت سے سرشار مجاہد کو جہاد سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

میرے ہم وطنو!

اس موقع پر ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔ اپنے کشمیری بھائیوں کی بھرپور طریقے سے مدد کرنی چاہیے۔ ہمیں ایسی کوئی مجبوری نہیں کہ جو ہمیں اس عظیم کام سے روک سکے۔

میں کہنا چاہوں گا / گی اس ملک کے نوجوان سے کہ وہ ایک تنظیم کی طرح متحد ہو کر آگے بڑھیں۔ اپنے کشمیری بھائیوں کے کندھے سے کندھا ملا لیں اور پاش پاش کر دیں۔ بھارتی سامراج کو۔

صاحب صدر!

باتوں سے کچھ نہیں ہوتا---- بات ہوتی ہے عمل کی۔ اگر ہم صرف باتیں کریں گے اور باتیں سنیں گے تو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ دشمن اسی طرح ہم پر مسلط رہے گا۔ ویسے بھی کہاوت مشہور ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے---- اور بھارتی سامراج بھی ایک ایسا ہی بھوت ہے جو باتوں سے ماننے والا نہیں ہے۔ بہت ہو چکی باتیں۔ بہت ہو چکے مذاکرات' لیکن اس سے کیا حاصل؟ بھارتی سامراج تو اقوام متحدہ کی قرار داد پر عمل کرنے تک سے انکار کر چکا ہے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ بھارت خود کو "سپر پاور" قسم کی کوئی شے سمجھنے لگ گیا ہے۔ میں کہتا / کہتی ہوں کہ آخر بھارت ہے کیا شے۔ ایٹم بم ہے اس کے پاس اور یہ ایٹم بم کیا ہے؟

جناب صدر!

ایٹم بم محض ایک کاغذی شیر ہے اور کچھ بھی نہیں۔ ماؤزے تنگ نے بھی یہی کہا تھا۔ دنیا اس سے خوفزدہ ہے لیکن مسلمان کا تو یہ ایمان ہے کہ موت کا ایک دن مقرر ہے اور اسے ٹالا نہیں جا سکتا' اگر آج کشمیر کی آزادی کے لیے بھارت سے جنگ کا نام لیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ ایٹمی جنگ کا خطرہ ہے۔ کیا یہ خطرہ صرف ہم ہی کو ہے۔ کیا بھارت کو یہ خطرہ نہیں ہے؟ میں کہتا / کہتی ہوں کہ اگر کسی مومن کی موت ایٹم کے تابکاری اثرات سے لکھی ہے تو اسے بدلا کیسے جا سکتا ہے۔ ہمیں

Marfat.com

بھارت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف خدا سے اور اس کے عذاب سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ میں اپنے نوجوان بھائیوں سے کہنا چاہوں گا/گی کہ وہ ایک تنظیم کے تحت اس جہاد میں عملی طور پر حصہ لیں۔ میں اپنے بزرگوں سے کہنا چاہوں گا/گی کہ وہ خدا سے کشمیر کی آزادی کی دعا کریں۔ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے، اگر ہم پر بھارت کے ایٹم بم کا خوف سوار کیا گیا ہے تو ہو سکتا ہے خدا کی طرف سے دشمن پر اس سے بھی زیادہ بھیانک عذاب نازل ہو۔ قدرت کے عذاب سے کون خود کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آتے ہیں۔ شہروں کے شہر زمین کے ساتھ زمین بن جاتے ہیں۔ سیلاب آتے ہیں اور بستیوں کو اپنے ساتھ بہا کر سمندر برد کر دیتے ہیں۔ طوفان آتے ہیں اور عمارتوں کو تنکوں کی طرح اڑا کر لے جاتے ہیں۔ ہمیں قدرت کے ان عذابوں سے ڈرنا چاہیے۔ ایک خود ساختہ عذاب ایٹم سے ہیں۔

جناب صدر!

میں اپنے جوش و جذبے کا اظہار کر چکا/چکی ہوں۔ میں پختہ یقین رکھتا/رکھتی ہوں کہ میرے ہم وطن جذبہ ایمانی سے بھرپور ہیں اور وہ آزادی کشمیر کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ کوئی سر اٹھا نہ رکھیں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ پہل کون کرے اور مجھے یقین کامل ہے کہ میری تقریر سننے والے صاحب سماعت نوجوان آج ہی اس جہاد کے لیے کمر ہمت باندھ لیں گے۔ چاہے اس میں ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

میرے ہم وطنو!

زندگی کیا ہے؟ زندگی نام ہے زندہ رہنے کا اور زندہ رہنا کیا ہے؟ سانس لینا! نہیں بھائیو! صرف سانس لینا زندگی نہیں۔ آزادی سے سانس لینا زندگی ہے، آزادی زندگی ہے اور غلامی موت۔

ہمیں بھارت کی غلامی نہ کل منظور تھی نہ آج ہے۔ کشمیر ہمارا ہے اور ہم کشمیر لے کر رہیں گے۔ ٹیپو سلطان شہید کا قول یقیناً آپ سن چکے ہوں گے کہ "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔" ہم حضور پاک ﷺ کو

Marfat.com

ماننے والے ہیں۔ شیر خدا کو ماننے والے ہیں۔ ہم سو سالہ زندگی کے بجائے ایک دن کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں جو گیدڑ کی بجائے شیر کی زندگی ہو۔

آخر میں میں بھارتی سامراج کو للکار کر کہتا ہوں کہ اے غاصبو! تیار ہو جاؤ' تمہارا روز حساب قریب' بہت قریب آن پہنچا ہے۔ ہم نے بہت صبر کر لیا۔ اب تم زیادہ دیر کشمیر پر قابض نہیں رہ سکتے۔ ہم تم سے اپنا کشمیر واپس لے رہے ہیں۔ اب ہم تمہارے ساتھ انسانی زبان سے نہیں تلوار کی زبان سے بات کریں گے۔ آؤ دیکھو ہماری تلوار کی کاٹ' آزماؤ ہمیں' ہم آرہے ہیں۔ تم نے بے گناہ کشمیریوں پر بہت ظلم ڈھا لیے۔ اب ان ظلموں کا حساب ہوگا۔ تم نے آگ و بارود کا بہت کھیل کھیل لیا۔ ہم تماشائی نہیں مدمقابل ہیں۔ اس خون کے کھیل میں شکست تمہارا مقدر ہے۔ بھیانک شکست یہ تحفہ قبول کرنے کے لیے حوصلہ جمع کر لو۔ اب آخری اور بھرپور وار ہوگا۔ یا ہم نہیں یا تم نہیں؟

کشمیر پاکستان ہے پاکستان کشمیر ہے۔ کشمیر پاکستان کی شہہ رگ ہے' تم نے اس شہ رگ کو جکڑ کر ہماری سانس روکنے کی کوشش کی۔ اب تمہاری سانس پھولے گی اور ایسی پھولے گی کہ تمہارے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے۔

دوستو! نعرہ لگاؤ!

کشمیر بنے گا پاکستان

Marfat.com

یہ میرا پاکستان ہے

ہیں دریا رواں گیت گاتے ہوئے
پرانی کہانی سناتے ہوئے
حقیقت ہے سارے کا سارا وطن
ہمارا وطن پیارا پیارا وطن
بہاریں ہیں باغوں پہ چھائی ہوئیں
گھٹائیں ہیں کیا رنگ لائی ہوئیں
خوشی سے ہے بھرپور سارا وطن
ہمارا وطن پیارا پیارا وطن

صدر گرامی اور معزز سامعین! ہمارا پیارا وطن پاکستان ہماری آنکھوں کا نور اور ہمارے دل کا سرور ہے' یہ وہ کوہ طور ہے جس کی تجلیات سے ہمارے سینے معمور اور ہماری نظریں مخمور ہیں۔ یہ وہ سلسبیل و کوثر ہے جس کے آب حیات سے ہماری زندگی قائم و دائم ہے۔ یہ وہ بہشت بریں ہے جہاں ہم امن و راحت کی بانسری بجاتے ہوئے محو خرام ہیں اور یہ ہمارا وہ تخت جلال ہے جسے ہم نے اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے بچھایا ہے۔ یہ آب حیات بہاتے دریاؤں کی سرزمین جس سے ہماری آرزوئیں اور تمناؤں کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ اسے ہم نے قرآن کریم کا نور پھیلانے اور ظلمات کے مہیب بادلوں کو اڑانے کے لیے حاصل کیا ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جسے دیکھ کر آسمان کے تارے بھی تمنا کرتے ہیں کہ اس دھرتی پر نثار ہو جائیں۔ چاند اسے نور کی قبائیں پہناتا ہے۔ سورج اس کے گلے میں سنہری کرنوں کے ہار ڈالتا ہے۔ آسمان شبنم افشانی کر کے اس کے حسن کو نکھارتا ہے۔ ہوائیں اس کے پھولوں کو لوریاں دیتی ہیں اور طائران خوش الحان اس کی تقدیس کے نغمے گاتے ہیں اس لیے کہ ۔

Marfat.com

ٹھنڈی دا رسولؐ اللہ نوں آئی پاکستان وچوں
چھنیا گیا ایہہ خطہ حکم الٰہی لئی جہان وچوں

اک اک نقش تیار ہووے گا اسدا خاص قرآن
وچوں
لتاں بھائیں بھاویں کھنیاں مارن پے شیطان وچوں

حکم خدا دے چالو ہو کے اپنا رنگ دکھاون گے
پاکستان رہوے گا باقی ظالم ختم ہو جاون گے

یہ سب کچھ کیوں؟ اس لیے کہ یہاں پر کملی والے آقا و مولا ﷺ کی شریعت پاک جلوہ طراز ہونے والی ہے۔ جس سے سارے جہان کے ظلمت کدے ضیا و نور سے رشک کوہ طور بن جائیں گے اور شیطنت کی بربریت و سفاکی کافور ہو جائے گی۔ اس کی تعمیر میں لاکھوں جاں نثاروں کی ہڈیاں مدفون ہیں جو اسے لعل و گہر سے قیمتی بنا دیتی ہیں۔ اس کو معرض وجود میں لانے کے لیے ہم نے لاکھوں زندگیوں کے چراغ گل کیے ہیں تاکہ اس کی شمعیں فروزاں ہو کر ظلمات کا سینہ چاک کر دیں۔

یہ سب کچھ ہونا یقینی ہے' لیکن افسوس صد افسوس کہ ہم ان تمام مقاصد کو بھلا بیٹھے ہیں جن کے قیام کے لیے یہ خطہ بے نظیر حاصل کیا گیا تھا ؂

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں و آسماں نے ہم کو دے مارا

اب یہاں قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ اقتدار کے بھوکے بھیڑیے اور نشہ حکومت میں چور بدمست درندے اسے برباد کرنے کی مکروہ سازشوں میں مصروف ہیں۔ غریبوں کا خون پینے والے نہنگ چاروں طرف دندنا رہے ہیں۔ اخلاق و ایمان راستی اور راست بازی کا جنازہ نکل چکا ہے۔ اسلام کے ایک ایک اصول کے حلق پر چھری چلانے والے قصاب وہی ہیں۔ جو خود اس کشتی میں سوار ہیں اور اسے ڈبونے کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں۔

ان حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اٹھیں اور ان خبیثوں کے ہاتھ سے

Marfat.com

چھو چھین لیں جو ملت کی نیا ڈبونے میں دن رات کوشاں ہیں۔ ان ظالموں کے ہاتھ سے چھرے لے لیں جو ملک و قوم کی شہ رگ کاٹ رہے ہیں۔ ان درندوں کے جبڑے چیر ڈالیں جو اپنی خوں آشامی سے انسانی زندگی کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ ان نہنگوں کی تکا بوٹی کر دیں جو اپنی قوم کی ہڈیاں چبا رہے ہیں اور ان غداران وطن کو پھانسی کے تختے تک پہنچا دیں جو دشمن کے ایجنٹ بن کر وطن کی جڑوں پر تیشہ چلا رہے ہیں۔

برادران اسلام یہ پاکستان ہمارا ہے اور ہم ہی اس کے امین ہیں۔ امین کا کام امانت کی حفاظت اور پاسداری ہوتا ہے۔ اس فرض کی تکمیل اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم اتفاق و اتحاد کے چشمہ صافی سے جام نوش کریں۔ فرقہ پرستی کے شجر خبیثہ کی جڑیں کاٹ ڈالیں اور اس میں نظام مصطفیؐ کے گلشن پر بہار کی نخل بندی کریں۔ بدی کے ایک ایک سانپ کا سر کچل ڈالیں اور سب مل کر یہ میٹھا ترانہ گائیں

مری پاک زمیں میری پاک زمیں

پھولوں کو صبا مل جائے گی خوابوں کو قبا مل جائے گی
ترے دھندلے رنگ نکھاریں گے ترے الجھے بال سنواریں گے
ہر بام پہ سورج چمکے گا ہر صحن میں چاند اتاریں گے۔
تجھے روشنیوں سے بھر دیں گے
تجھے جگمگ جگمگ کر دیں گے
مری پاک زمیں مری پاک زمیں

تو وارث پاک اجالوں کی تو دھرتی شیر جیالوں کی
تری خوشبو چھلکائیں گے ترے پیار کی جگنی گائیں گے
ترے بھٹی راشد اور سرور تری عزت پر مر جائیں گے
لیکن تجھے زندہ کر دیں گے
تری مانگ گلوں سے بھر دیں گے
تجھے جگمگ جگمگ کر دیں گے
مری پاک زمیں میری پاک زمیں

(16؍ اگست 1989ء)

Marfat.com

میجر عزیز بھٹی شہید

(نشان حیدر)

(وہ تقریریں جو صوبہ پنجاب کے سکاؤٹنگ کیمپ میں کی گئی اور جس پر مقرر کو انعام اول سے نوازا گیا)

شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمین پہ چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں
اسی رنگت کو ہے ترجیح اس دنیا کی زینت پر
خدا رحمت کرے ان عاشقان پاک طینت پر

صدر گرامی! یہ ارض پاکستان' یہ مطاف قدسیان فلک' یہ ملت بیضا کی آرزوؤں کا گہوارہ' یہ اسلامیان ہندوپاک کی تمناؤں کا مظہر اور یہ ہمارا ملجاو ماوی ان شہیدان وفا کی قربانیوں سے معرض وجود میں آیا اور محفوظ ہے جن کے مقدس لہو بیاس اور ستلج نے ساغر بھر بھر کر نوش کیے۔ اس پر جب بھی افتاد پڑی اس کا دفاع ان سرفروش شہیدوں نے کیا جو اس پر اپنی جانیں نچھاور کر کے زندگی کی شب تاریک کو صبح درخشاں میں تبدیل کر کے خالق حقیقی سے جا ملے اور انہی پاکباز' وفا شعار اور فداکار غازوں اور شہیدوں میں سے ایک میجر عزیز بھٹی شہید ہیں جن کا تذکرہ اس محفل کی جان اور میری تقریر کا عنوان ہے۔

معزز سامعین! میرے ممدوح جسے لالہ صحرائی کے نام سے موسوم کریں تو بجا ہے۔ ضلع گجرات کے ایک غیر معروف گاؤں لادیاں میں پیدا ہوئے۔ کسے خبر تھی کہ صحرا کی گود میں پلنے والا یہ نونہال تاریخ کے سٹیج پر وہ کردار ادا کرے گا جس کے تذکرے فرش زمین پر بھی ہوں گے اور عرش بریں پر بھی۔

یہ ہونہار بروا' جس کے چکنے چکنے پات اس کی عظمت کی گواہی دے رہے تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کاکول میں فوجی تربیت حاصل کرنے کے لیے

Marfat.com

داخل ہوا، وہاں بھی اس کے مخفی جوہر نجم سحر کے روپ میں ڈھل کر ابھرے اور نور سے معمور ہو کر چمکے، فوجی تربیت میں اسے اول آنے پر تلوار جو حیدر کرار کا سرمایہ افتخار رہے، بطور انعام ملی اور تعلیم کے میدان میں میدان مارنے پر سنہری تمغہ عطا کیا گیا جو اسے بہت جلد میجر عہدۂ جلیلہ پر لے گیا۔

یہ آثار بتاتے تھے کہ قسام ازل نے اس کی قسمت میں وہ سعادت لکھی ہے۔ جس کی تمنا آقائے دو جہاں، سرور کون و مکاں ﷺ نے بار بار کی تھی "کہ الٰہی میری آرزو ہے کہ میں تیری راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں اور اسی طرح بار بار خلعت شہادت سے سرفراز ہو کر اور لہو میں نہا کر تیرے دربار میں پیش ہوتا جاؤں" اور یہی آرزو میجر عزیز بھٹی کو اس مشہد عشق میں لے آئی۔

معزز سامعین! 6 ستمبر 1965ء کو بے اصول اور نامعقول دشمن ہندوستان نے رات کی تاریکی میں چوہوں کی سیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان پر حملہ کر دیا۔ وہ دوپہر کا کھانا لاہور میں کھانا چاہتا تھا، لیکن میجر عزیز اور ان کے ساتھیوں نے اس کی پکی پکائی کھیر دلیا کر دی۔ انہوں نے اپنی بے مثال جرات اور عدیم النظیر شجاعت سے دشمن کے دانت کھٹے کر دیے اور عملاً ثابت کر دیا کہ مہاراج! یہ لوہے کے چنے جنہیں چبایا تو نہیں جا سکتا، البتہ اس سے اپنے دانت تڑوائے جا سکتے ہیں!

حضرات! دشمن کی سر توڑ کوششیں نہر کا پل توڑ کر اور آگے بڑھ کر پاکستان کے دل لاہور پر قبضہ کرنے کی تھیں، لیکن پاکستانی جیالوں نے اس کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ میجر عزیز بھٹی دشمن کی پیش قدمی کو پسپا کرنے کے لیے چھ دن رات برابر لڑتے رہے۔ کمانڈر نے کہا کہ "عزیز کچھ آرام کر لو!" عزیز نے جواب دیا کہ ابھی میرا فرض پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا، اسے تکمیل تک پہنچا کر ہی آرام کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ صدا عزیز بھٹی کی صدا نہیں تھی بلکہ ہاتف غیبی کی ندا تھی جو پکار رہی تھی کہ آرام و راحت کی جگہ یہ دنیا نہیں، بلکہ بریں ہے۔ آیئے! اور ساقی کوثر کے ہاتھوں جام کوثر نوش فرمایئے۔

عزیز بھٹی شہید نے للکار کر کہا۔ اے گردش دوراں رک جا کہ میں اپنے

Marfat.com

فرض کی تکمیل کر لوں۔ اے موت! ٹھہر جا کہ مجھے ایک نہایت ضروری فرض انجام دینا ہے۔ ساتھیو! مجھے نہ بلاؤ کہ میں کسی اور بلاوے پر جا رہا ہوں!

وہ دیکھو سامنے رب العالمین کی رحمت آغوش کھڑی ہے' مجھے اس سے ہم آغوش ہونے دو' کملی' والے کا دامن شفقت پکار رہا ہے۔ مجھے اس کے نیچے چھپ جانے جانے دو۔ حوران بہشتی چشم راہ ہیں' مجھے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے دو۔ ارض پاکستان شہیدوں کے خون کے مشک و عنبر کی متلاشی ہے' مجھے اس کا دامن بھرنے دو۔ قوم کی منجمد رگوں میں خون حیات جاری کرنے دو تاکہ وہ حیات جاودانی سے آشنا ہو سکے۔

صدر گرامی! دشمن کے تین ٹینک آگے بڑھتے ہیں۔ میجر عزیز اپنی مشین گن کی گولیوں سے دو کا سینہ چاک کر دیتا ہے' لیکن تیسرے ٹینک کا گولہ ان کے سینے پر لگتا ہے اور وہ اپنا فرض ادا کر کے راہ نورد عالم بقا ہو جاتے ہیں۔

دشمن خاک چاٹتا اور خائب و خاسر ہوتا ہوا' پیچھے پلٹ جاتا ہے' لیکن شہید خون کی رنگین قبا پہن کر زندگی کو زندگی دوام بخش کر عالم جاودانی کی طرف کوچ کر جاتا ہے۔ تاریخ پکارتی ہے ؎

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شدہ بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور عرش بریں سے ندا آئی ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا یشعرون

ترجمہ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں' انہیں مردہ نہ کہو' ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں' مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔

Marfat.com

ہادی و رہنما مصطفیٰ مصطفیٰ

رہبر و رہنما مصطفیٰ مصطفیٰ
مرشد اور آسرا مصطفیٰ مصطفیٰ
وسوسے دور ہوں دل سے میرے سبھی
کر دے الفت عطا مصطفیٰ مصطفیٰ

صدر ذی احتشام اور ارباب توحید

میں آج کی اس خوبصورت محفل میں سردار الانبیاء حضور سرور کائنات کی خدمت میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے آیا ہوں میں نے اسوہ رسالت میں سے جو پھول چنے ہیں۔ اسے لفظوں میں ادا کروں تو ان کا گلدستہ معنی یوں ترتیب پاتا ہے۔

ہادی و رہنما مصطفیٰ مصطفیٰ

حضور اکرمؐ کی تشریف آوری سے پہلے یہ ساری کائنات بالعموم اور خطہ عرب بالخصوص فسق و فجور' کفر و جہالت' جور و ستم' گمراہی' ذلالت اور اخلاقی و روحانی گراوٹ کا شکار تھی۔ معمورہ عالم ظلمت کدہ بنا ہوا تھا۔ انسان حیوانوں اور درندوں سے بڑھ کر حیوانیت کا مظاہرہ کرتے تھے۔ خانہ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کیا جاتا۔ اور انسانی اعضاء کی پوجا کی جاتی تھی۔ خانہ خدا میں تین سو ساٹھ بتوں کی حکمرانی تھی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھا جاتا تھا۔ اجرام فلکی کی پوجا ہوتی تھی انسانی جانوں کو بتوں کی بھینٹ چڑھایا جاتا تھا۔

جناب والا! رنگ و نسل علاقائی رسوم و رواج لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کرنا جہالت کی باتوں پر فخر غرور کرنا۔ اغواء راہزنی' لوٹ کھسوٹ' دھوکہ دہی غیبت' لاف زنی ان کا روز مرہ کا شیوہ تھا۔ معمولی باتوں پر تلواریں میانوں سے باہر نکل آتی تھیں پھر انسانوں کے خون سے پیاس بجھا کر ہی واپس نیام میں جاتی تھیں۔ انسان تباہی و بربادی اور ذلت و خواری کے عمیق گڑھے میں گرا ہوا تھا۔ پوری دنیا مرض عصیاں میں گھری ہوئی تھی۔ پھر رحمت خداوندی جوش میں آئی

Marfat.com

اور بقول شاعر

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اٹھی
جو ٹیکس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی!
رہے اس سے محروم نہ آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی اس سے کھیتی خدا کی

صدر ذی وقار! رحمت عالمؐ، محبوب خدا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰؐ دنیا میں تشریف لائے ان کے آتے ہی اندھیرے چھٹ گئے۔ آپؐ کو لوح و قلم کا مالک بنایا گیا۔ آپ کو ہادی و رہنما بنا کر لوگوں سے کہا گیا کہ وہ سایہ نبوت میں آ جائیں اور فیض یاب ہوں بھٹکے ہوؤں سے کہا گیا۔ کہ نبوت کی روشنی سے راہنمائی حاصل کرو۔ آپؐ نے جب تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ تو آپؐ کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، آپ کے وسیلہ سے راہزن راہنما بن گئے۔ آنحضورؐ کی تعلیمات نے وہ راہنمائی حاصل کی کہ بہت تھوڑے عرصہ میں نہ صرف عرب بلکہ چہار دانگ عالم میں آپؐ کی تعلیمات کی دھوم مچ گئی۔ معاشرت و معیشت اور سیاست میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔

صدر محترم! آنحضورؐ ہادی و راہنما تھے۔ ان جیسا کوئی دوسرا مصلح او۔ ہادی و راہنما نہیں۔ ان جیسا دوسرا کوئی مصلح اور ہادی و راہنما پھر دنیا میں نہیں ہوا۔ اور نہ ایسا ہو گا۔ حضور اکرمؐ نے والدین، اولاد، عزیز و اقارب، ہمسایوں، بزرگوں اور ذمیوں کے حقوق متعین فرمائے صلح و جنگ کے دستور اور ضابطوں کو مرتب فرمایا۔ معاشرے کی تمام برائیوں کو دور فرما دیا۔ آپؐ نے انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو گرداب سے بچایا۔ آپؐ ایسے ہادی و رہنما اور رہبر تھے۔ کہ زندگی کے ہر معاملے اور ہر گوشے کے بارے میں رہنمائی و ہدایات آپؐ کی تعلیمات سے ملتی ہیں۔ آپؐ نے گمراہ انسانیت کو سیدھا راستہ دکھایا اور جو بکھرے ہوئے تھے۔ ان کو یکجا کیا۔ قبائلی نظام حیات سے ملی نظام حیات کی طرف لائے وہ بے مرکزیت کا شکار تھے۔ آپؐ نے ان کو مرکزیت عطا فرمائی۔

قاضی منصوری پوری آپؐ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

Marfat.com

''فلک کو بلندی زمین کو پستی رات کو تاریکی' دن کو روشنی' سورج کو چمک جگنو کو دمک ذرے کو پرواز' قطرے کو طراوت میں عرفان ربی کی سیر کروائی۔ جس نے خشک میدانوں میں حکمت کے سوتے چلا دیئے قرآن مقدس ام الکتاب ہے اس کا نازل ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ رسول عربی کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ جو رفعت مقام اور درجات کی بلندی کی دلیل ہے۔ آپ کی شان فیضان کا مظہر ہے۔ حجتہ اللہ' صبغت اللہ' ید اللہ اور وجہ اللہ باکمال صفات کے وارث ہیں۔ جو غریبوں کا سہارا' کمزوروں کا مددگار یتیموں کا والی ضعیفوں کا ماوی مسکینوں کا آسرا شہنشاہوں کا آقا' غلاموں کا مولی بد خواہوں کا محسن درمندوں کی دعا' حاجت مندوں کا حاجت روا مصیبت زدوں کا مشکل کشا' گناہگاروں کا شافی روز جزاء مساوات کا حامی' اخوت کا بانی محبت میں باکمال صدق میں لازوال خاکساری میں بے مثال' جودو سخا میں بحربے کراں علم و حلم میں سرلا مکان' کائنات کی روح رواں نور مجسم تابندہ و درخشندہ چہرہ مصحف قرآنی' جبین نورانی آنکھ مستانی' باس پر وقار' غذا سادہ' اخلاق دلدادہ اور صحت ربانی کا عکس جمیل تھا۔''

جناب صدر! یہ ساری صفات کسی ایک انسان میں جمع ہونی مشکل ہیں۔ لیکن ہمارے رسول مقبولؐ کو چونکہ تا قیامت راہنمائی عطا فرمائی تھی۔ اس لیے ان کی ذات مجموعہ صفات تھی۔ وہ باپ بھی تھے نانا بھی وہ تاجر بھی تھے۔ سپہ سالار بھی وہ بادشاہ بھی تھے۔ سپہ سالار بھی وہ پروقار بھی تھے اور منکسرالمزاج بھی زندگی کے ہر شعبے میں حضورؐ کی قیادت ہمیں حاصل ہے۔ آج کے دور میں جب کہ ساری امت مسلمہ مرض عصیاں میں گھری ہے۔ ہمیں اس کی دوا حکیم حق حضرت رسول کریمؐ ہی کی ہدایات میں ملتی ہے۔

مرض عصیاں میں امت تیری ہے گھری
چاہتا ہوں دوا مصطفیٰ مصطفیٰ

آج بھی معمولی باتوں پر انسان قتل ہوتے ہیں۔ ہماری معیشت سود کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ مسلمان اوہام باطلہ کے شکار ہو چکے ہیں۔ قرآن پاک اور احادیث نبوی سے رہنمائی حاصل کرنے کی بجائے لوگوں نے توقعات آستانوں

Marfat.com

اور جعلی پیروں سے توقعات وابستہ کر لی ہیں۔ لوگ زبانی طور پر حضورؐ کے عشق کا اظہار کرتے۔ لیکن بات اپنے بے بنیاد نام نہاد پیروں کی مانتے ہیں۔ اگر ہم آج اپنے مرض سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو کملی والے کی تعلیمات کو اپنا رہبرو راہنما بنانا ہو گا۔ ان کی تعلیمات ہی سے راہنمائی حاصل کرنا ہو گی۔ ہادی برحق کی ہدایات پر عمل کرنا ہو گا۔ ورنہ مسجدوں میں اذانیں گونجتی رہیں گی۔ لیکن روح بلالی مفقو رہے گی۔ ہمیں قرآن و حدیث کا علم خود حاصل کرنا ہو گا۔ ورنہ روز قیامت ہم بے بس اور لاچار ہوں گے۔ میرا ایمان ہے کہ حضور اکرمؐ کی حیات پر نور قیامت تک انسانوں کو راہنمائی عطا کرتی رہے گی۔ عظیم ہادی و رہنما کی موجودگی میں کسی ازم کو اختیار کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ جمہوریت۔ امپریلزم' کمیونزم' کیٹپل ازم سب فراڈ ہیں۔ خدا اور رسول کا عطا کردہ نظام ہی مکمل ہے اور انہیں سے ہمیں ہر معاملے میں راہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ خدا تعالٰی ہمیں اس کی توفیق ارزانی فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

ہمارے اسلاف اور ہم

کبھی اے نوجواں مسلم' تدبر بھی کیا .تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردار (اقبالؒ)

حضرات گرامی! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے اسلاف کے کارنامے بیان کروں' لیکن میں حیرت و استعجاب کی وادی میں گم سم بیٹھا ہوا سوچ رہا ہوں کہ وہ زبان کہاں سے لاؤں جو ان کے شایان شان بات کر سکے۔ وہ انداز بیاں کہاں سے ڈھونڈ نکالوں جو ان کی عظمت کی تصویر کھینچ سکے۔ وہ قلم جو انداز بیاں کہاں سے ڈھونڈ نکالوں جو ان کی عظمت کی تصویر کھینچ سکے۔ وہ قلم جو ان نقوش قدسی کی قلم کاری کر سکے اور وہ قلب منیر کہاں سے لاؤں جو ان کی شان بلند پر روشنی ڈال سکے۔ ایک ذرۂ ناچیز خورشید جہاں تاب کی مدحت سرائی میں زبان کیسے کھول سکتا ہے۔ ایک گلہری پہاڑ کی چوٹی کا احاطہ کیسے کر سکتی ہے؟ ایک گنہگار انسان خدا کے ستودہ صفات بندوں کی تعریف سے کس طرح عہدہ برآں ہو سکتا ہے؟ ایک بگڑے ہوئے معاشرے کا فرد روح القدس کے مخاطبین اور محمد رسولؐ اللہ کے ساتھیوں کا تذکرہ کس زبان سے کر سکتا ہے؟ مگر میں اس روایتی بڑھیا کی طرح جو یوسفؑ صدیق کی خریداری کے لیے سوت کی اٹی لے کر چل کھڑی ہوئی تھی' نکل کھڑا ہوا ہوں کہ اگر یوسفؑ صدیق ہاتھ نہ آیا نہ سہی بازار خریداران میں جا کر اس کی ایک نورانی جھلک تو دیکھ ہی لوں گا۔ کیا خبر یہی جھلک زندگی کی تاریکیوں میں میرے لیے مشعل نور بن جائے اور قیامت کے اندھیروں میں ایک قندیل رہ نما بن کر میری ان بدبختیوں کو دور کر دے جو گناہوں کی ظلمتیں بن کر میرے ساتھ ساتھ دوڑ رہی ہوں گی۔

Marfat.com

صدر گرامی قدر! حکیم الامت علامہ اقبالؒ مسلمان سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں ۔

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ
گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

ہمارے اسلاف وہ تھے جن کا ذکر خیر افلاک کی بلندیوں سے گزر کر عرش بریں کے پائے چھوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ روح القدس جن کی تعریف میں عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں۔ رب العالمین نے اپنی رضا اور پسندیدگی کا جنہیں سرٹیفکیٹ عطا فرما دیا ہے اور قرآن کریم جن کی عظمت کے ترانے اقصائے عالم میں بکھیر رہا ہے ۔

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی جس کا دل بے نیاز
نرم دم گفتگو' گرم دم جستجو!
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

وہ خدا کے دین کے علمبردار بن کر اٹھے' ان کی نگاہیں جدھر اٹھیں کائنات مسخر ہوتی چلی گئی' ان کے جنود قاہرہ جدھر گئے فتح و نصرت ان کا استقبال کرنے کے لیے خود آگے بڑھی۔ سمندر کی گہرائیاں ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے آگے چٹیل میدان بن گئیں۔ صحرا کی وسعتیں ان کی جولانیوں کے سامنے گزر بھر کا فاصلہ بن کر رہ گئیں۔ پہاڑ ان کی ہیبت سے تھرا گئے۔ زمین نے اپنی طنابیں کھینچ کر انہیں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچا دیا اور کوہ و صحرا کے سینے شق ہو کر ان کا کلمہ حق پکارنے لگے۔

وہ جب حکمران بن کر اہل عالم کے سروں پر سایہ افگن ہوئے تو رحمت خداوندی کے بادل ثابت ہوئے اور آب حیات کے قطرے لوگوں پر برسے۔ غربت اور افلاس کے مہیب سائے ان کو دیکھ کر ایسے بھاگے جس طرح خورشید جہانتاب کی

Marfat.com

آمد کی خبر پا کر اندھیرے کے چمگادڑ بھاگتے ہیں۔ ان کے وجود مسعود کے ساتھ بہاروں کے قافلے پھولوں کے تحفے لے کر اترے۔ وہ اہل عالم کے لیے خوشگوار ہواؤں کو ساتھ لے کر نمودار ہوئے۔ ان کی آمد کا غلغلہ سن کر ظلم و تشدد اور وحشت و بربریت کی خزائیں گلشن ہستی سے دم دبا کر بھاگ گئیں۔

قرآن کی قندیل ان کے ہاتھ میں تھی اور جہانکشاف قوت ان کے بازو میں۔ وہ ایک طرف ملک پر ملک فتح کرتے چلے گئے۔ دوسری طرف ہر جگہ قرآنی تعلیمات' عدل و انصاف اور رافت و رحمت کا تخت بچھا دیا' جس میں مساوات محمدی اپنی بہادری دکھا رہی تھی۔ جس میں محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ جس میں خلیفہ وقت اونٹ کی مہار تھامے چلا جا رہا تھا اور غلام اونٹ پر سوار تھا' جس میں عدل و انصاف کی کرسی پر بیٹھا ہوا خلیفہ اعظم اپنے گنہگار بیٹے کی ننگی پیٹھ پر کوڑے برسا رہا تھا۔ جس میں دنیا کا باجبروت حاکم ایک بڑھیا کے اعتراض کے آگے سر تسلیم خم کیے ہوئے تھا۔ جس میں معاشی ناہمواریاں ناپید تھیں۔ جس میں غربت کو مار مار کر باہر نکالا جا رہا تھا اور عوام کو خوشحالی اور فارغ البالی کی قبائیں پہنائی جا رہی تھیں۔ ہاں انہوں نے ایک ایسے معاشرے کو جنم دیا جس میں اونچ نیچ کے خم و پیچ ختم ہو چکے تھے۔ جس میں حسب و نسب کی برتری ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے نیچے دم توڑ رہی تھی۔ جس میں غرور کو پاؤں تلے مسل ڈالا تھا اور جبرواستبداد کے پتھروں تلے دبے ہوئے انسان کو مسرت و شادمانی کے گہوارے میں لٹا دیا گیا تھا۔

میرے اسلاف نے قیصر و کسریٰ کی قبائیں چاک کر ڈالیں۔ بت کدۂ آتش اور جحیم شر دونوں کو آن واحد میں بھسم کر کے رکھ دیا۔ انہوں نے جہان کہنہ کی خاکستر سے ایک نیا جہان تعمیر کیا۔ انہوں نے اپنے نظریات کے صور سے ایک نیا آدم اٹھایا۔ جس میں فرشتوں کی معصومیت' شبنم کی شادابی' پھولوں کی تبسم' چاند کا حسن' جوئے خوش خرام کا خرام' عقاب کی نظر' شاہین کی پرواز' چیتے کا جگر اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمانہ جلوہ افروز تھے!

ان کا نعرہ ان الحکم الا للہ ان کا نظریہ : ہر ملک ملک ما است کہ ملک

Marfat.com

خدائے ماست تھا۔ اس لیے پہاڑوں نے ان کی آمد پر اپنے دروازے کھول دیئے۔ سمندر شاہراہ عام بن گئے۔ صحرا کی وسعتیں صحن خانہ بن گئیں اور عالم ہستی حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی طرح ان کے حیطہ اقتدار میں آ گیا۔

وہ کبھی حیدرؓ کرار کی یلغار بن کر ابھرے، کبھی خالدؓ جانباز کی تیغ جہانکشاف بن کر چمکے۔ کبھی طارقؒ ابن زیادہ کا نعرۂ مستانہ بن کر گرجے اور کبھی محمدؒ بن قاسم کی تیغ بے نیام بن کر جبرو استبداد کا تختہ الٹتے ہوئے دکھائی دیئے ۔

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشین کیا تھے
جہانگیر و جہاندار و جہاں بان و جہاں آرا
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا

حقیقت یہ ہے کہ ۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

"پدر سلطان بود" کی رٹ لگانا ہمت اور نامردوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ باہمت قومیں اپنے بزرگوں کی میراث کی حفاظت بھی کرتی ہیں اور خود اپنے زور بازوؤں سے اک نیا جہاں پیدا کر کے اس میں عدل و انصاف کا تخت بھی بچھا دیتا ہیں۔ وہ شیر نیستاں بن کر شکار کرتی ہیں، خود کھاتی ہیں اور گیدڑوں، لومڑیوں اور دوسرے لیس جانوروں کے لیے بھی کچھ لقمے چھوڑ جاتی ہیں۔

مسلمان کی یہی شان تھی اور اسے اپنے شاندار ماضی کو حال کے سکت جلال پر متمکن کرنا چاہیے۔ اسے اپنے یوسف گم گشتہ کو ڈھونڈ کر دوبارہ کنعان کے درو بام سجانے چاہئیں، تاکہ حزن و ملال کے بادل چھٹ جائیں اور دیدہ ہائے یعقوب ؑ اس کے نور سے روشن ہو کر پھر عالم ہستی کی بہاریں دیکھنے لگیں ۔

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری
میرے درویش، خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوی اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری

Marfat.com

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(اقبالؒ)

Marfat.com

ہم کہاں کھڑے ہیں

خوب ہے تجھ کو شعار صاحب یثرب کا پاس
کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تو مسلم نہیں
تیرے آبا کی نگہ بجلی تھی جس کے واسطے
ہے وہی باطل ترے کاشانہ دل کا مکیں

صدر گرامی قدر! ارشادی باری تعالیٰ ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر تومنون باللہ (آل عمران: 110)

ترجمہ: اے مسلمانو! تم دنیا میں بہترین امت ہو۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی زندگی کا پروگرام بتایا ہے وہ پروگرام کیا ہے؟ وہ پروگرام نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے روکنا ہے' یعنی گلشن حیات میں جتنے کانٹے ہیں انہیں ایک ایک کر کے چننا اور ان کی جگہ نیکی کے پھول کھلانا ہے۔

حضور سرور کائنات' آقائے نامدار' تاجدار مدینہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

حمن رای منکم منکرا فلیغحیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان (مسلم۔ ابن ماجہ)

ترجمہ: یعنی تم میں سے جو کوئی برے کام کو ہوتا دیکھے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے۔ اگر ہاتھ میں اتنی سکت نہ ہو تو زبان سے منع کرے۔ اگر زبان سے بھی منع نہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو کم از کم دل میں ضرور برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

جس دل میں برائی سے نفرت بھی نہیں ہے تو سمجھنا چاہیے وہ ایمان سے

Marfat.com

بالکل خالی ہے۔ چاہے ایسا آدمی پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد اور اشراق کا بھی پابند ہو۔ چاہے خانہ کعبہ کے بیسیوں چکر لگا آئے۔ چاہے ہزار دانہ کی تسبیح پر ورد کرنا اس کے دن رات کا وظیفہ ہو۔ چاہے قرآن کے ختموں اور دوسرے خیراتی کاموں میں ساری دولت لٹادے۔

حضرات! ایمان دراصل برائی کے خلاف جہاد اور بدی کے خلاف کمر باندھ کر جنگ کرنے کا نام ہے۔ یہ جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جب تک دنیا سے بدی کا خاتمہ نہ ہو جائے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لیے نہ ہو جائے۔ یہ جنگ گھر کی چار دیوار سے شروع ہو کر شہروں اور بستیوں میں سے ہوتی ہوئی ملکوں اور قوموں میں پھیل جاتی ہے اور زندگی کا کوئی شعبہ اس کی گرفت سے آزاد نہیں رہ سکتا۔

اس جہاد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک اللہ کا گروہ اور دوسرا شیطان کا۔ جسے قرآن کی زبان میں حزب اللہ اور حزب الشیطان کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جو لوگ درمیان میں کھڑے اس جنگ کا نظارہ کر رہے ہوں۔ وہ بھی دراصل شیطان کے آدمی ہیں۔ اللہ کے گروہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اللہ کے گروہ کا کام تو نیکی کا جھنڈا بلند کرنا اور بدی کا علم سرنگوں کرنا ہے۔ جب وہ اس جہاد میں شامل ہی نہیں ہیں تو وہ اللہ کی جماعت میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں!

حاضرین! مومن دنیا میں اللہ کا خلیفہ ہے۔ اسے ساری دنیا سے شر و فساد ختم کرنا اور اللہ کی زمین پر اللہ کے احکام نافذ کرنا ہے۔ اسے پہلے اپنی زندگی کو احکام الٰہی سے مزین کرنا ہے۔ غلط رسم و رواج کی جڑ کاٹنی ہے۔ بے حیائی کا قلع قمع کرنا ہے۔ دنیا کے غلط چلن کو دیس نکالا دینا ہے اور اپنی زندگی اور اپنے گھر کو "اسلامی گھر" کا بہترین نمونہ بنا کر دم لینا ہے۔ اتفاق و اتحاد کی رسی میں ساری امت کو پرو کر ایک ایسا زبردست گروہ بنانا ہے جو شیاطین کو عبرت ناک شکست دے۔ دنیا سے برائی کا نام و نشان مٹادے اور نیکی کے پھول ہر طرف کھلا دے۔

یہ تھا مسلمان کا پروگرام، لیکن اس کے مقابلے میں ہم اپنا جائزہ لے کر

Marfat.com

دیکھیں، تو ہمیں مسلمان کی شکل میں عجیب و غریب نمونے دکھائی دیں گے۔ ہماری وضع قطع، بودوباش، رنگ روپ، چال چلن، سب کے سب فرنگیانہ، اعمال باغیانہ، کردار فاسقانہ اور رسم و رواج ہندووانہ اور مکروفریب یہودیانہ ہیں۔ جھوٹ اور دغا بازی سے ہمارے کاروبار کا آغاز ہوتا ہے اور ظلم و تشدد اور رشوت ستانی کی منزلوں سے گزرتا ہوا ملک و قوم کے ساتھ غداری تک جا پہنچتا ہے۔

یہ ہمارے زرق برق لباس، یہ ہمارے نت نئے فیشن، یہ ہماری مسرفانہ زندگی، یہ ہماری ہیرا پھیری، دغا بازی اور رشوت کی داستان ہے جو ہمارے چہروں پر جلی حروف میں لکھی ہوئی ہے۔

ہماری زندگی بتاتی ہے کہ ہم قومی حمیت سے عاری، غیرت سے خالی، ہمدردی سے تہی دامن، محبت سے بے بہرہ اور اسلامی قدروں سے ناآشنا مخلوق ہیں، جسے حقیقتاً نہ اسلام سے واسطہ ہے نہ ملک و قوم سے محبت۔ دنیا کمانا اور عیش و عشرت میں غرق ہونا ہمارا نصب العین رہ گیا ہے۔

حاضرین! ہم اس وقت چکی کے دو پاٹوں کے درمیان ہیں۔ ایک طرف روم منحوس، پاکستان کے لیے دانت پیس رہا ہے۔ دوسری طرف راجیو گاندھی دیو بن کر اس خطے کو ہڑپ کرنے کے لیے جبڑے کھولے کھڑا ہے۔ تیسری جانب اندرون ملک دشمنان اسلام اپنی سرگرمیوں سے ان دونوں دشمنوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ آئیں اور اسے تر نوالہ بنائیں۔

ان حالات میں ہمارے لیے محمد کریم ﷺ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم کملی والے کا دامن مضبوطی سے تھام لیں۔ اپنی زندگی تضاد سے پاک کر کے اللہ کے رنگ میں رنگ لیں۔ عیش پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کریں۔ پھر یقیناً ہم دونوں جہانوں میں کامیابی کے پھولوں سے اپنی جھولیاں بھر لیں گے اور دشمنوں سے ہمارا رب ہمیں اس طرح بچا لے گا جس طرح خانہ کعبہ کو اصحاب فیل سے بچایا تھا اور دشمنان کعبہ کا نام و نشان مٹا دیا تھا۔ اگر ہم اللہ کے ہو گئے اور محمدؐ رسول اللہ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے بن گئے تو انشاء اللہ ہے۔

Marfat.com

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

اس قدر ہوگی ترنم آفریں بادِ بہار
نکہتِ خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائے گی

آملیں گے سینہ چاکانِ وطن سے سینہ چاک
بزمِ گل کی ہم نفس بادِ صبا ہو جائے گی

پھر دلوں کو یاد آئے گا پیامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

Marfat.com

ماحول کی آلودگی

ذمہ دار کون؟

ہر طرف پیدا نحوست ہر طرف ادبار ہے
زندگانی کیا ہے؟ اک طوقِ گلو افشار ہے
بربریت ہر طرف ہے ناچتی گاتی ہوئی
بے گناہوں کے گلے پر ظلم کی تلوار ہے
ارضِ پاکستان میں ہے وحشت و دہشت کا دور
موت نے اپنا سجایا اس جگہ دربار ہے

صدرِ گرامی! ماحول کی آلودگی ملک و قوم کے مسائلستان کا وہ جنگل ہے جس میں شیر اور درندے گھات لگائے بیٹھے ہیں اور جس کا کاٹنا اور صاف کرنا ایک لاینحل مسئلہ بن گیا ہے۔ ہم دن بدن پستی اور انحطاط کی طرف لڑھکتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمالہ کی بلندیوں پر خیمے گاڑنے والی قوم تحت الثریٰ کی جانب سیلِ بلا کی طرح بہتی چلی جا رہی ہے۔ ہر آنے والا سورج ہماری بربادی کا پیغام لاتا ہے اور ہر چھا جانے والی رات آفاتِ ارضی و سماوی لے کر ہمارے سروں پر منڈلاتی ہے ۔

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے
فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے
چپ و راست سے یہ صدا آ رہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم؟
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم!

معزز سامعین! زندگی بسر کرنے کے لیے مادی اسباب سے بڑھ کر اخلاقی اقدار کی دولت درکار ہوتی ہے۔ اخلاق کے پھولوں سے تہی دامن قوم کارگاہ حیات

Marfat.com

میں جوتوں سے ٹھکرائی اور کانٹوں میں گھسیٹی جاتی ہے' لیکن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے زہر کی پڑیاں کھا رہے ہیں اور پھر جینے کی تمنا لیے ہوئے ہیں۔ ہم بحر عصیاں کی پر آشوب موجوں میں اپنی کشتیاں ڈبو رہے ہیں او پھر ساحل مراد پر سلامتی سے ہمکنار ہونے کے دعویدار بھی ہیں۔ ہم وہ زیاں کار مسافر ہیں کہ پشت بہ منزل بھاگے چلے جا رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ منزل ہمارے استقبال کے لیے اپنی آغوش وا کیے ہوئے ہے۔ ماحول کی آلودگی کی شکایت بھی کرتے ہیں اور ماحول کو آلودہ کرنے میں کوئی کسر بھی اٹھا نہیں رکھتے۔ مفاسد کے کانٹوں کی آبیاری بھی کرتے ہیں اور گل و ریحان کی تمنا لیے ہوئے جی بھی رہے ہیں۔ ہم اخلاق باختہ ماحول کی پرورش میں اپنی ساری توانائیاں صرف بھی کر رہے ہیں اور یہ شکوہ بھی زبان پر بار بار لا رہے ہیں کہ ہمارا ماحول خراب ہو رہا ہے۔ آلودۂ عصیاں زندگی گزار رہے ہیں اور جنت الفردوس کی حوروں کے شوہر نامدار بننے کا خیال خام بھی لیے بیٹھے ہیں۔

بے علم بھی ہم لوگ ہیں غفلت بھی ہے طاری
افسوس کہ کاندھے بھی ہیں اور سو بھی رہے ہیں

صدر گرامی! ایک اچٹتی ہوئی نظر ماحول پر ڈالیے۔ یہاں بے حیائی اور عریانی کی ڈائنیں اخلاق و ایمان کو کھا رہی ہیں۔ فحاشی کی اشاعت میں ہمارا پریس' ہمارے اخبارات اور رسائل' ہمارے ذرائع ابلاغ ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہماری مخلوط مجلسیں' ہمارے تعلیمی اور ثقافتی ادارے' ہماری بیوروکریسی اور دیگر ادارے سارے کے سارے اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ متعفن کیسٹوں اور گندی فلموں کے ہجوم میں ہر گلی اور ہر بازار میں ننگے ناچ رہے ہیں۔ اندرون خانہ اور بیرون خانہ عورت کی عریانی' اس کے نخرے اس کا نیم عریاں جسم' اس کی رنگین تصویریں' غرض ہر چیز ایمان کا رنگ و روغن اڑاتی چلی جا رہی ہے۔ ٹیلی ویژن سے برآمد ہونے والے اخلاق سوز نغمے' بے حیائی کے حامل ڈرامے۔ بے مقصد اور بے دینی پھیلانے والے فیچر اژدہے بن کر قوم کے اخلاق کو نگل رہے ہیں۔ بدکاری' عمل قوم لوط اور دیگر بدمعاشیاں اکثر گھروں کے اندر پردھان بنی

Marfat.com

بیٹھی ہیں۔

حضرات! یہ تو تھی اخلاقی انحطاط کی داستان' اب ذرا امن و امان کی حالت کا جائزہ لیجئے۔ یہاں دن دہاڑے ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ ڈاکو انسانوں کو اغوا کر کے لے جا رہے ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپے تاوان لے کر چھوڑتے ہیں۔ حکومت ڈاکوؤں سے مذاکرات کر رہی ہے اور ان کی شرطوں پر ایمان لا کر ان کے ہاتھوں پر بیعت کر رہی ہے۔ سفر پر جانے والے مسافر راستے میں قزاقوں کے ہاتھوں جیب اور زندگی دونوں لٹا کر میت کی شکل میں گھر آ رہے ہیں۔ جگہ جگہ بم پھٹ رہے ہیں اور لاشوں کے چیتھڑے فضائے آسمانی میں اڑ رہے ہیں۔ گھر' گلی' بازار' دفاتر' امتحانی سنٹر اور دیگر مقامات سب غیر محفوظ ہیں اور وہاں انتظامیہ کے بجائے موت پہرے دے رہی ہے۔ سر بازار عزتیں لوٹی جا رہی ہیں اور لوٹنے والے دھڑلے سے بازاروں میں دندنا رہے ہیں۔ قانون نام کی کوئی شے یہاں دکھائی نہیں دیتی' البتہ اخبارات میں لیڈروں کے بیانات ملک میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔

صدر محترم! ہماری سیاسی زندگی ننگ آدم' ننگ دیں' ننگ وطن کی تصویر ہے۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا' راتوں رات روپ بدل لینا' کبھی پیپلز پارٹی کی غیر مشروط بیعت' کبھی مسلم لیگ کے حریم ناز پر سجدہ اور اس سجود [illegible]ام کا مقصد روپیہ اور اقتدار کا حصول ہے' اس کے سوا کوئی مقصد ہمارے منتخب نمائندوں کے سامنے نہ کبھی رہا ہے اور نہ رہنے کی امید کی جا سکتی ہے۔ یہ ہے ہمارے ماحول کا مختصر سا جائزہ جس میں اوپر سے لے کر نیچے تک خاص و عام سب کے سب ملوث ہیں اور جس کے پاس جتنی طاقت ہے۔ ماحول کو خراب کرنے میں ایڑی چوٹی کا اتنا ہی زور لگا رہا ہے۔ المختصر ساری قوم بجز چند نفوس کے نیلامی کا مال ہے۔

زبانیں ' دل ' ارادے ' فیصلے ' جاں بازیاں ' نعرے
یہ آئے دن کے ہنگامے یہ رنگا رنگ تقریریں
یہاں ہر چیز بکتی ہے
خریدارو!

Marfat.com

بتاؤ کیا خریدو گے؟

علی الاعلان ہوتے ہیں یہاں سودے ضمیروں کے
یہ وہ بازار ہے جس میں فرشتے آ کے بک جائیں
یہاں ہر چیز بکتی ہے
خریدارو!
بتاؤ کیا خریدو گے؟

(7 ر جون 1991ء)

Marfat.com

آنحضورؐ اور مسئلہ ختم نبوت

صدر گرامی قدر!

معزز حاضرین!

آج کی اس معزز مقدس اور پاکیزہ محفل میں مجھے جس موضوع پر لب کشائی کرنی ہے اس کا عنوان ہے۔ "آنحضورؐ اور مسئلہ ختم نبوت" قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "لوگو محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور خاتم النبین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔" یہ سورہ احزاب کی آیت نمبر4 کا ترجمہ ہے۔ اس میں سرور کائنات کو اللہ کا رسول اور خاتم النبین قرار دیا گیا ہے۔

جناب صدر! ابتدائے آفرینش سے اب تک تقریباً ہر قوم اور خطہ ارضی میں انبیاء کرام اور صالحین تشریف لاتے رہے۔ تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو سیدھا راستہ دکھا سکیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ نبی دنیا میں کیوں تشریف لائے اور نبی کے لئے کون سی صفات مقرر ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اس شخص میں پیدا ہو جائے جس نے عبادت اور عمل صالح کیا ہو۔ نہ نبوت کوئی انعام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے سب سے برگزیدہ بندے کو فائز کرتا ہے۔ نبی صرف ضرورت کے بھیجے جاتے ہیں۔

قرآن پاک میں چار صورتیں بیان کی گئی ہیں جن کے تحت نبی کے تقرر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اول یہ کہ کسی قوم میں اس لئے نبی بھیجا گیا کہ وہاں اس سے پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا۔ دوئم یہ کہ پہلے نبی کی تعلیمات بھلا دی گئی ہوں یا اس میں تحریف کر دی گئی ہو اور اس کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔ سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم و ہدایات لوگوں کو نہ ملی ہو۔ اور اب تکمیل دین کے لئے لوگوں کے مزید نبی کی ضرورت ہو۔ چہارم یہ کہ ایک نبی کے

Marfat.com

ساتھ کسی دوسرے مددگار نبی کی ضرورت ہو۔

صدر محترم!

آج تک جتنے انبیاء کرام تشریف لائے ان میں سے ہر ایک نبی کسی مخصوص خطہ ارضی، کسی مخصوص قبیلے یا قوم کی اصلاح اور ہدایات کے لئے مبعوث کئے گئے۔ صرف حضور اکرمؐ ایک ایسے نبی ہیں جن پر دین کو مکمل کر دیا گیا اور قرآن پاک وہ پہلی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود خدائے بزرگ و برتر نے قبول کی ہے۔ اس لئے نہ تو قرآن پاک میں کسی قسم کی تحریف ممکن رہی۔ اور نہ ہی تکمیل دین کے لئے حضور ارمؐ کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی رہی۔ کیونکہ سرور کون و مکان حضرت رسول کریمؐ پر دین مکمل کر دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

الیوم اکملت لکم دینکم و رضیت علیکم دین اسلام

"آج کے دن ہم نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا گیا ہے۔"

صدر محترم! یہ آیت خود اس بات کی دلیل ہے کہ جب دین مکمل ہی ہو گیا تو نیا نبی کون سا نیا دین لے کر آئے گا۔ کیونکہ تمام انبیاء کرام دین اسلام کی ہی تعلیمات لے کر آتے رہے ہیں۔ البتہ اس کی تکمیل حضور اکرمؐ پر ہی ہوئی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام میں سے کسی نبی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تمام زمانوں اور تمام لوگوں کے لئے آئے ہیں۔ لیکن آنحضورؐ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے!

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

Marfat.com

انسان اور انسانیت

صدر محفل و دوستو!

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جس قدر چیزیں پیدا کی ہیں ان سب میں افضل اور اشرف انسان کو پیدا کیا ہے۔ گویا انسان اشرف المخلوقات ہے اسے کائنات کی جملہ مخلوقات پر فوقیت برتری حاصل ہے' یہاں تک کہ ہاتھی' زرافہ' شیر' سور اور ریچھ وغیرہ جو جسامت اور طاقت میں انسان سے کئی گناہ زیادہ ہیں مگر سب انسان کے تابع فرمان ہیں اور انسان محض اپنی عقل کے بل بوتے پر ان تمام مخلوقات پر غلبہ پالیتا ہے اور ان سے جس قدر کام چاہتا ہے لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمہ اقسام کی قوت اور جسامت وغیرہ ہر شے کو عطا کی ہے مگر عقل جیسی نعمت لازوال صرف انسان کو ہی ودیعت فرمائی ہے جو کسی اور مخلوق کے حصے میں نہیں آئی۔ اس کی یہی ایک صفت اسے سب پر غالب کرتی ہے اور بلند درجہ بخشتی ہے خداوند تعالیٰ نے خود اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ

"ہم نے انسان کو بہترین انداز سے پیدا کیا ہے۔"

اس سے مراد یہی ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے عمدہ اور بہترین مخلوق انسان ہے جو صفات ایزدی سے مزین ہے اردو زبان کے مشہور مرثیہ نگار میرانیس لکھتے ہیں۔

آدم کو عجب خدا نے رتبہ بخشا
ادنیٰ کے لئے مقام اعلیٰ بخشا
عقل و ہنر و تمیز و جان و ایمان
اس ایک کف خاک کو کیا کیا بخشا

اللہ تعالیٰ نے گویا انسان کو بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں اس کف خاک کو اس قدر بلند درجہ اور مقام علی بخشا ہے کہ اپنی نبوت اسے عطا کی ہے حالانکہ فرشتے

Marfat.com

نبوت اور خلافت کے خواہش مند تھے اور وہ اپنے آپ کو اس مقام کے مستحق بھی سمجھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت خاص کے تحت انسان کو یہ دونوں بلند درجات عطا فرمائے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان انسان کی عظمت کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔

عبودیت کو بھی کیا کیا مدارج اس نے بخشے ہیں
جہاں میں بن کے آتا ہے رسول اس کا غلام اس کا

جناب والا!

انسان کا درجہ اور مقام فرشتے سے بلند ہے لیکن اس مقام اور بلندی و رفعت کو قائم و دائم رکھنے کے لئے انسان کو بے حد محنت کی ضرورت ہے۔ یعنی ان تمام فرائض اور حقوق کی پابندی اور تکمیل ضروری ہے جن کی بناء پر انسان صحیح معنوں میں انسان بنتا ہے ورنہ ہر شخص جس کے دو کان' دو آنکھیں' ایک ناک' دو ٹانگیں اور دو ہاتھ ہیں انسان کہلاتا ہے۔ مگر جھوٹ اور مکرو فریب سے بھرا ہوا ہے۔ اپنے بھائی بندوں کے مال و اسباب پر غاصبانہ قبضہ کرتا ہے۔ قتل و غارت کرتا ہے انسان خون بہاتا ہے مال و متاع لوٹ لیتا ہے لوگوں کے گھروں کو آگ لگا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ شراب پیتا ہے اور بد مستی کے عالم میں مغلظات بکتا ہے۔ دوسروں کو دھوکہ اور فریب دے کر اپنا شکم بھرتا ہے ایسا انسان انسان کہلانے کا مستحق نہیں وہ تو حیوان اور چوپائے سے بھی بد تر ہے اور کسی طرح بھی ان نعمتوں اور صفات کا مستحق نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہیں۔

میرے ساتھیو!

ایسا شخص کبھی بھی انسانیت کے مقام پر اعلیٰ اور بلند درجہ کا استحقاق نہیں رکھتا۔ جو فریبی' دغا باز' غاصب' مکار' ظالم اور قاتل ہے۔ وہ انسانیت کے نام پر ایک بدنما داغ ہے' سگ دنیا ہے جو دنیاوی دولت کی خاطر مکاری اور عیاری سے کام لیتا ہے اور عاقبت کی دولت بے مثال کو بالکل فراموش کر بیٹھتا ہے۔ لہٰذا جو شخص دنیاوی دولت کو ہیچ سمجھتا ہے اور روحانی دولت کا طلبگار ہے وہ اس قدر مرتبہ رکھتا ہے کہ فرشتہ بھی اس کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔

Marfat.com

جس انساں کو سگ دنیا نہ پایا
فرشتہ اس کا ہم پایا نہ پایا

لیکن بقول مولانا حالی انسان بننے میں خاصی محنت درکار ہے وجہ یہ ہے کہ انسان جس دنیا میں رہتا ہے اس کی رنگینیاں' دلچسپیاں' اور آسائش قدم قدم پر کشش دامن دل کھینچتی ہیں اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نیکی کی نسبت برائی میں کشش ہے اور انسان فطرتاً" نیکی کی بجائے برائی کی طرف جلد راغب ہوتا ہے۔ لہٰذا جہاں قدم قدم پر ہوٹل کلب' ناچ گھر' سینما' ریسنگ کلب ہوں اور انسان کو دعوت گناہ دے رہے ہوں تو ان تمام رنگینیوں اور دلچسپیوں سے منہ پھیر کر مسجد کا رخ کرنا اور نیکی کا راستہ اختیار کرنا بالکل ایسا ہے جیسے کوئی شخص کانٹوں کے جنگل سے دامن بچاتا ہوا گذرے مبادا دامن کسی کانٹے سے الجھ نہ جائے۔

اس کے مقابلے میں فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً" نیک نہاد پیدا کیا پھر وہ جس ماحول میں رہتا ہے وہاں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اسے دعوت گناہ دے اور اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائے۔ چنانچہ جہاں مقدس فضا اور ماحول ہو' وہاں نیک اعمال اور عبادت الٰہی کرنا کوئی مشکل امر نہیں' لیکن جہاں قدم قدم برائی کی ترغیب ہو' ایسے ماحول میں اپنے نفس امارہ کو مار کر عبادت الٰہی میں مشغول ہونا بے حد مشکل ہے اور جو انسان ان تمام حالات کے باوجود احکام خداوندی کی پابندی کرتا ہے اور کانٹوں کے اس جنگل میں سے دامن بچا کر نکل جاتا ہے' حقیقت میں اس کا درجہ فرشتے سے بھی بلند ہے۔

جناب والا!

انسانیت ایک کٹھن منزل ہے اس منزل پر پہنچنا جان جوکھوں کا کام ہے کیونکہ انسان راستے کی تمام تر ترغیبات سے دامن بچاتا ہوا نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ شر قدم قدم پر اس کا دامن دل اپنی طرف کھینچتا ہے مگر وہ اپنی دھن میں مست الست منزل کی جانب بڑھتا رہتا ہے البتہ جو لوگ مستقل مزاج نہیں ہوتے ان کے پائے استقلال میں لغزش آجاتی ہے اور وہ شر کے جال میں بری طرح گرفتار

Marfat.com

ہو جاتے ہیں کہ پھر ان کا نکلنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اگر نکل بھی آتے ہیں تو سنہری وقت گذر چکا ہوتا ہے۔

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

لیکن جو لوگ استقلال کی نعمت سے مالا مال ہوتے ہیں وہ خطرات کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں اور انسانیت کی صحیح معراج کو پا لیتے ہیں وہ اپنے ذاتی آرام سہولت کو بھول کر دوسروں کی خدمت پر کمربستہ رہتے ہیں اور انسانیت کی خدمت کو اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ حقیقت میں انسان کی تخلیق کا مقصد بھی یہی ہے ورنہ انسان سے محض اللہ کی عبادت کرانا مقصود نہ تھا۔ عبادت کے لئے تو کروڑہا فرشتے موجود ہیں جو دن رات اس کی تسبیح کرتے ہیں خواجہ میر درد لکھتے ہیں۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

الغرض انسان کو کہ انسانیت کی معراج پر پہنچنے کے لئے انسانی ترغیبات کے بے حد دشوار گذار راستوں سے گذرنا پڑتا ہے جب کہ فرشتہ ان کیفیات سے بالکل نا آشنا ہے اور ہر وقت یاد الٰہی میں مستغرق رہتا ہے انسان ان دشواریوں پر قابو پا کر پھر یاد الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس اعتبار سے انسان بننا فرشتے سے بہتر ہے۔ لیکن اس میں بہت محنت درکار ہے یعنی انسان بڑی آزمائشوں اور محنت کے بعد صحیح معنوں میں انسان بنتا ہے۔

Marfat.com

سائنسی ترقی اور ہم

صاحب صدر و حاضرین کرام!

مجھے تقریر کے لئے جو موضوع دیا گیا ہے اس کا عنوان ہے سائنس کی ترقی اور ہم اپنی بساط کے مطابق اس موضوع پر خیالات کا اظہار کروں گا / گی۔

موجودہ عہد کو سائنس کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ سائنس دراصل مطالعہ قدرت کا نام ہے۔ یہ علم مظاہر قدرت کی نیرنگیوں اور عناصر کی دلفریبیوں سے آگاہ کرتا ہے سائنس نے حقائق کا انکشاف کیا ہے اور انسان کو توہم پرستی سے نجات دلا کر اسے اعتماد اور یقین کی قوت عطا کی ہے مطالعہ قدرت جہاں ہمیں کائنات کے سربستہ رازوں سے آشنا کرتا ہے وہاں اس کارخانہ قدرت کے خالق کی عظمت و جبروت سے بھی آگاہ کرتا ہے یوں سائنس انسان اور خدا کے مابین وسیلہ معرفت بھی بنتی ہے۔

آج سائنس کی ایجادات ہماری زندگی کے تمام شعبوں کا جزولاینفک بن گئی ہیں۔ ان ایجادات و اختراعات سے بڑے سے بڑا سکھ اور اعلیٰ سے اعلیٰ آرام ہمیں حاصل ہے اور انسانی ترقی کا سلسلہ انہیں سائنسی کرشمات کا مرہون منت ہے۔ گھریلو زندگی ہو یا سفر اور نقل و حمل' صنعت و حرفت ہو یا زراعت' صحت و طب یا تعلیم' خبر رسانی ہو یا حرب و دفاع----- حیات انسانی غیر محسوس طریقے سے سائنس اختراعات کی گرفت میں آچکی ہے۔

تار برقی (ٹیلی گراف) دور حاضر کی سب سے اہم ایجاد ہے جس نے پیغام رسانی کے تمام ذرائع پر فوقیت حاصل کرلی ہے۔ یہ ٹیلی فون کی پیش رو تھی۔ جس نے کاروباری دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ پھر ریڈیو' ٹیلی ویژن اور ٹرانسسٹر نے فاصلے کے طلسم کو توڑ کر رکھ دیا۔ ناقابل رسائی زمینی مقامات ہوں یا خلا کی وسعتیں' دنیا کی سیر کرائی ہے۔ دور دراز کے مقامات تک انسان کو تمام حالات سے باخبر کر رکھا ہے۔ دھرتی کے ایک کونے میں رہنے والوں کو دوسرے کونے میں رہنے والوں سے متعارف کرایا ہے اور باہمی افہام و تفہیم اور معلومات کے تبادلے میں معاونت کی ہے۔

Marfat.com

عزیز دوستو!

دور حاضر میں بجلی ایک خادمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ گھروں' کارخانوں اور دفتروں میں ہر جگہ یہ ہماری روزمرہ زندگی کا لازمہ ہے۔ بٹن دبایا' پنکھا چل پڑا' روشنی ہو گئی' ہیٹر جل اٹھا' ایئر کنڈیشنز نے کمرہ ٹھنڈا کر دیا۔ ریفریجریٹر میں ہر چیز یخ بستہ ہو گئی۔ کھانا تیار ہے' کپڑے دھل گئے' استری ہو گئی' ویڈیو فلم بن گئی' لفٹ نے آپ کو سینکڑوں فٹ بلندی تک پہنچا دیا۔ غرض سوئچ آن کرتے ہی سب کچھ آن کی آن میں ہو جاتا ہے۔

جدید سائنس نے کمپیوٹر اور روبوٹ کے ذریعے انسان دھن اور توانائی کی سرحدوں کو وسیع تر کر دیا ہے۔ کمپیوٹر سے مزین آلات کے وسیلے سے بھاری بھرکم مشین چلتی ہے۔ سینکڑوں افراد کا کام چند ساعتوں میں ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں الیکٹرانک کے رخ موڑے جا رہے ہیں۔ بڑے بڑے بند باندھے جا رہے ہیں' پانی اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ پل اور بیراج بنائے جا رہے ہیں۔ جن کی تعمیر سے ریگستان پلک جھپکنے میں چمنستان بنا دیئے جاتے ہیں اور پہاڑ کاٹ کر اور برف پگھلا کر انسان اپنا راستہ صاف کر رہا ہے۔

سائنس کی ایجادات سے بنی نوع انسان کی جسمانی بیماریوں کی فوری تشخیص اور جلد علاج میں بھی حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ خطرناک اور ناممکن العلاج امراض پر قابو پا لیا گیا ہے اور صحت عامہ کے مسائل کو حل کر لیا گیا ہے۔ زود اثر دوائیں' انجکشن' ایکسرے اور تبدیلی خون تو معمولی باتیں ہیں اب تو دلوں اور تمام اعضاء کے پلاسٹک سرجری (پیوند کاری) ہو رہی ہے' مصنوعی ناک کان بنا دیئے گئے ہیں "نہایت حساس آلات" میں انسانی جسم کے اندرونی اعضا کی ہو بہو تصوی لی جا رہی ہے۔

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

غرض سائنس نے انسانی زندگی کو زیادہ آرام' آسائش چین اور سکون سے گزارنے کے قابل بنا دیا ہے۔ فطرت انسان کے تابع ہو کر رہ گئی ہے اور خلائی تسخیر نے چاند ستاروں تک انسانی ارتقاء کا راستہ کھول دیا ہے۔

جناب والا!

Marfat.com

لیکن اس خوبصورت تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ سائنسی ایجادات عالم انسانیت کے لئے جہاں آسودگی اور سکون کا باعث ہیں وہاں ان سے مصائب خطرات اور بربادیاں بھی ظہور میں آئی ہیں۔ زہریلے ہتھیار و آتشیں بم' بارودی سرنگیں اور جھلسانے والی گیسیں' سرسبز وادیوں کو ویران کرنے اور آباد علاقوں کو ملیامیٹ کرنے کا سامان ہیں۔ جنگی طیاروں کی بمباری اور میزائلوں کی بارش سے لاکھوں انسان آن کی آن میں بے خانماں ہو جاتے ہیں۔ سر بفلک عمارتیں خاک کا ڈھیر بن جاتی ہیں' وقت کی آنکھ نے سائنسی ایجادات کی ہلاکت خیزیوں کے کرشمے دو عالمی جنگوں میں دیکھ لئے ہیں اور اب بھی مختلف علاقوں میں ان کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔

سائنسی ترقی کے تخریبی اثر پر کئی پہلوؤں سے روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔

1- وہی سائنس جس کے ذریعہ انسان نے قدرت کی سرکش قوتوں کی تسخیر کی اور وہ عناصر کو اپنے احاطہ تصرف میں لے آیا۔ اب وہی سائنس اس کے لئے ایک ایسا خطرناک کمبل بن چکی ہے جو اب اسے چھوڑتا نہیں۔

2- دنیا میں انڈسٹری نے اتنا عروج حاصل کر لیا ہے کہ مختلف قسم کی مشینیں' کمپیوٹر اور روبوٹ انسان کی جگہ لے چکے ہیں اور بندہ مزدور کے اوقات سکت ہو کر رہ گئے ہیں۔

3- سائنسی کمالات اور فتوحات نے غیر محسوس طریقے سے مادہ پرستی کو فروغ دیا۔ روحانیت دم توڑ رہی ہے اور انسان اپنی عظیم خالق سے بیگانہ ہو رہا ہے اقبال نے سچ کہا ہے۔

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساس موت کو کچل دیتے ہیں آلات

Marfat.com

جنگ ستمبر (6/ستمبر 1965ء)

محترم صدر اور معزز حاضرین کرام!

میں آپ کے سامنے 6 ستمبر 1965ء کے موضوع پر تقریر کروں گا / گی۔

جنگ ستمبر ہماری قومی تاریخ کا ایک اہم موڑ ہے جنگ ستمبر جب ہمارے ازلی دشمن نے مانگے تانگے کے ہتھیاروں اور جھوٹی طاقت کے زعم میں ننگی جارحیت کا ارتکاب کرتے ہوئے شب تاریکی میں مسلمہ اصولوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے بین الاقوامی سرحد کو عبور کر کے پاک سرزمین پر حملہ آور ہوا۔

چھ ستمبر کی صبح کو جب اہل لاہور بیدار ہوئے تو لاہور کی فضا گولوں کی دھنا دھن سے گونج رہی تھی لیکن کسی کو احساس نہیں تھا کہ جنگ کا نقطہ آغاز بھی ہو سکتا ہے لیکن جونہی نو بجے کے قریب پاک فضائیہ کے طیارہ نے ساؤنڈ بیریر کو کراس کر لیا اور پورا لاہور ایک زبردست دھماکے سے لرز اٹھا تو معلوم ہوا کہ جنگ شروع ہو چکی ہے یہ ٹھیک ہے کہ اس دھماکے کے ساتھ ساتھ سکولوں میں چھٹی کا اعلان کر دیا گیا اور بچے اپنی درسگاہوں سے واپس گھروں میں آ گئے لیکن معمول کی زندگی میں کوئی فرق نہ پڑا دفتر کا کاروبار اسی طرح جاری رہا۔ مزدور کارخانوں اور فیکٹریوں کی طرف رواں دواں رہے دکانیں کھلی رہیں اور بازاروں کی گہما گہمی میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ جنگ کے آغاز کے ساتھ ہی قوم ایک نئے جذبہ اور نئے ولولہ سے سرشار ہو گئی۔

"اے مرد مجاہد جاگ ذرا اب وقت شہادت ہے آیا" جیسے نغموں نے ہر بچہ، جوان اور بوڑھے میں جوش پیدا کر دیا۔ لاہور کے زندہ دل جیالے ایک نئی تاریخ رقم کرنے کے لیے پیدل، سائیکلوں پر اور موٹر سائیکلوں پر محاذ جنگ کی طرف دوڑ پڑے میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہندوستانی توپوں کا مقابلہ کرنے کے لیے لوگ ہاتھوں میں ڈنڈے پکڑے میدان جنگ کی طرف جا رہے تھے توپوں کا

Marfat.com

مقابلہ ڈنڈوں کے ساتھ کرنے والے جذبہ کو اسلام تو کہہ سکا ہوں لیکن آج تک کوئی نام نہیں دے سکا مادر وطن کی حفاظت کے لیے اس طرح دیوانہ وار بغیر ہتھیاروں کے میدان جنگ میں کود پڑنے کی مثالیں قوموں کی تاریخ میں بہت کم نظر آتی ہیں۔

جناب عالی!

12 بجے جب صدر پاکستان جنرل ایوب خان نے قوم کو ریڈیو پاکستان پر خطاب کرتے ہوئے حکم توحید کا ورد کیا تو پوری قوم ایک بنیان مرصوص میں تبدیل ہو کر قرآن کی عملی تفسیر بن گئی۔ اختلافات ختم ہو گئے اور حزب اقتدار اور حزب مخالف ایک میز پر سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ ہندوستانی جرنیلوں نے شام کی چائے جم خانہ کلب میں بیٹھ کر پینے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن یہ ہماری قوم کا جذبہ تھا کہ جو ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گیا اور ہندوستانی فوج اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود جم خانہ میں پہنچنا تو کجا بی آر بی کو عبور نہ کر سکی اور اس طرح ہندوستانی جرنیلوں کے تنگ بینے' جم خانہ کے حسین لان میں چائے پینے' انار کلی میں شاپنگ کرنے اور لاہور کی سڑکوں پر مارچ کرنے کے ارمانوں کے مرگھٹ بن گئے۔

ہمارے فوجی جوان جس جوانمردی اور شجاعت کے ساتھ دشمن کے مدمقابل رہے اور جس شجاعت اور جذبہ ایمانی سے جنگ لڑے اس نے نہ صرف قرون اولی کی تاریخ کو دہرایا بلکہ انہوں نے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت وہ حیدر کرار اور خالد جانباز کی شجاعت کے وارث اور امین ہیں۔

ساتھیو!

اس جنگ ستمبر میں ہماری زمینی فوج کے مجاہدوں نے جہاں شجاعت اور بہادری کی نئی داستانیں رقم کی ہیں وہاں فضائیہ کے جوانوں نے بھی فضائیہ کی تاریخ میں نئے ابواب کا اضافہ کیا ہے ایم ایم عالم نے تو اپنی فنی مہارت سے نہ صرف پورے عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا بلکہ فضا کے صفحات پر رقم کر دیا کہ

"شب است بر جریدہ عالم دوام ما"

اس طرح ہماری نیوی کے جوانوں نے اپنے سے دس گنا بڑی قوت کے

Marfat.com

ساتھ ٹکرا کر نہ صرف اسے بحرہند میں ڈوب جانے پر مجبور کر دیا بلکہ دوارکہ کے درودیوار آج بھی ہماری بحری قوت کے سامنے سرنگوں نظر آتے ہیں۔

جناب عالی!

اس جنگ نے ہمارے اندر انسانی ہمدردی کے جذبات کو بھی پیدا کیا بارڈر کی طرف سے آنے والی زخمیوں اور پناہ گزینوں کے لیے اہل لاہور نے نہ صرف گھروں کے دروازے کھول دیئے بلکہ دریائے دل بھی وا کر دیئے جگہ جگہ پر امدادی کیمپ کھل گئے جہاں اشیائے خوردنی' کپڑوں اور دوائیوں کے ڈھیر لگ گئے مجاہدوں کے لیے خون دینے والوں کی اتنی لمبی قطاریں لگ گئیں کہ ہسپتالوں اور خون جمع کرنے والے اداروں کو اپنی تنگ دامانی کا اعلان کرنا پڑا۔ اس سترہ روزہ جنگ نے ہماری یوں کایا پلٹی کہ ان دنوں پورے ملک میں کہیں چوری' ڈاکہ' رہزنی وغیرہ کی واردات نہیں ہوئی بلکہ لوگ ایک دوسرے کے پشت پناہ اور مددگار بن گئے۔ محبت' اخوت' ایثار اور قربانی کے ایسے روح پرور مناظر پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئے تھے۔

ساتھیو!

جنگ ستمبر کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس جنگ نے ہماری ملی غیرت اور ہمارے قومی شعور کو بیدار کیا۔ ہمارے اختلافات کو ختم کر کے دشمن کے سامنے ڈٹ جانے کا حوصلہ پیدا کیا اس حوالے سے جنگ ستمبر ہماری قومی تاریخ میں اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس خوبصورت ملی ترانہ پر اپنی تقریر ختم کرتا / کرتی ہوں۔

اپنا جاں نذر کروں اپنی وفا پیش کروں
قوم کے مرد مجاہد تجھے کیا پیش کروں

Marfat.com

اسلامی اخوت

صدر مکرم و معزز حاضرین کرام!

میں آج جس حساس موضوع پر آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں وہ اسلامی اخوت ہے۔

اسلام کا بنیادی رکن کلمہ توحید ایک ایسی قوت ہے جو اپنے ماننے والوں کو رنگ و نسل کے تعصبات اور ملکی و جغرافیائی اختلافات سے آزاد کر کے انہیں متحد و مربوط کرتی ہے۔ اس کلمے پر ایمان لانے کے بعد تمام اہل اسلام اخوت کے ناقابل شکست روحانی رشتے میں بندھ جاتے ہیں اور عظیم قوت بن کر ابھرتے ہیں۔

کوئی گروہ یا جماعت کوئی قوم یا ملک اس وقت تک دنیا میں آبرو مندانہ زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اس کے افراد کے مابین یک جہتی نہ ہو۔ کسی نصب العین کو انسان اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کے تمام اعضاء متحد ہو کر اس کے کہنے کے مطابق عمل نہ کریں۔ اسی طرح قومی ترقی اور فلاح و بہبود اس وقت تک ایک خیال خام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جب تک کہ اس قوم کے تمام افراد کے جسم میں ایک ہی روح نہ دوڑ رہی ہو۔ علامہ اقبال نے اس اجتماعی روح کے تصور کو اپنے ذہن میں رکھ کر مسلمانوں سے ایک متحد زندگی بسر کرنے کے لیے کہا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اجتماعی روح کسے کہتے ہیں؟ یہ کس طرح قوم میں داخل ہوتی ہے اور اس کا منصب اور مقصد کیا ہے؟

یہ اجتماعی روح کوئی ایسی شے نہیں جس کا تعلق صرف مسلمانوں ہی سے ہو۔ یہ روح ہر اس گروہ، جماعت، قوم یا ملک کی رگوں میں دوڑنے لگتی ہے جس

Marfat.com

کے افراد کے سامنے کوئی مشترکہ نصب العین ہوتا ہے' اور وہ اس نصب العین کو حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس کے افراد اپنی جداگانہ ذات کے مالک ہونے کے باوجود اپنے نصب العین کی خاطر متحد الخیال ہو کر سوچتے ہیں اور ان کی یہ سوچ ان میں ذہنی یک جہتی پیدا کر دیتی ہے' مگر جب ایسے افراد اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے کوئی نصب العین نہیں رہتا تو وہ ریت کے ذروں کی طرح بکھر جاتے ہیں۔

آبرو باقی تری ملت کی جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی ' دنیا میں رسوا تو ہوا

اقبال اپنی نظم ---- پیوستہ رہ شجر سے' امید بہار رکھ میں کہتے ہیں۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

اس شعر میں اقبال نے مسلم قوم کے افراد سے خطاب کیا ہے۔ شجر سے مراد ملت اسلامیہ ہے۔ یعنی ہر فرد کو بہر صورت اپنے آپ کو اپنی قوم کا ایک حصہ تصور کرنا چاہیے کیونکہ جزو کل کے بغیر نہ زندہ رہ سکتا ہے اور نہ اپنی اہمیت و وقعت کا اعتراف کروا سکتا ہے۔ اقبال کا فلسفیانہ نکتہ یہ ہے کہ قومی فلاح سے وہی لوگ مستفید ہو سکتے ہیں جو قوم کی زبوں حالی میں بھی اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایسے افراد کو وہ ایسی شاخ سے تشبیہ دیتے ہیں جو عہد خزاں میں بھی اپنے بے برگ و بار درخت سے وابستہ رہتی ہے اور جب اس درخت پر بہار آتی ہے تو یہ شاخ بھی برگ و بار سے مالا مال ہو جاتی ہے کیونکہ یہ اصول ہے کہ خزاں کا ظلم سہنے والے ہی عہد بہاراں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

جناب والا!

دراصل مسلمانوں کا متحد الخیال اور متحد العمل ہونا ان کے کسی نصب العین کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور مسلمانوں کے نصب العین کا تعین ان کے اپنے ہاتھ میں نہیں بلکہ ان کے مالک حقیقی کے قبضہ و قدرت میں ہے۔ جس نے مسلمانوں کے نصب العین کا تعین اپنی کتاب قرآن مجید میں کر دیا ہے۔ مسلمان دنیا کی تقریباً تمام

Marfat.com

اقوام سے اس لیے مختلف ہیں کہ ان کے ہاں مادہ اور روح مذہب اور سیاست ایک اصل کی مختلف شاخیں ہیں۔ ایک کا عمل دوسرے پر اثرانداز ہوتا ہے۔ کسی مسلمان کی زندگی بھی خانوں میں تقسیم نہیں کی جا سکتی۔ مسلمان کا خدا ایک ہے' اس کا رسول ہے ایک' اس کا قرآن ایک ہے' اس کی تنظیم ایک ہے۔

مختصراً" یہ کہ اس کی زندگی ایک ہے۔ بالفاظ دیگر ایک مسلمان زندگی کی صحیح معنوں میں نمائندگی کرتا ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کا نصب العین عارضی نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا تعلق انسانی زندگی کے ساتھ استوار رہتا ہے اور مسلمان نزدیک انسانی زندگی اس دارفانی میں پیش آنے والی موت کے ساتھ ختم نہیں ہوتی' بلکہ انسان کی پیدائش اور موت اس کی ابتداء اور انتہا سے بے نیاز' زندگی میں پیش آنے والے واقعات میں سے دو ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ اقبال ہمیں جس شجر سے وابستہ رکھنا چاہتے ہیں وہ کوئی زوال پذیر شے نہیں۔ یورپ کے ممالک نے اپنی اپنی قوم کو یکجا کرنے کے لیے اس میں قوم پرستی کی روح داخل کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ کی ہر قوم دوسری قوم کو اپنے سے ذلیل اور کمتر سمجھنے لگی۔ ہر قوم دوسری قوم کو بڑی مچھلی کے مانند ہڑپ کرنے پر تل گئی۔ ان متحدالخیال افراد کا نتیجہ جنگ عظیم دوم کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا۔ جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی اسی ستم انگیز خیال کا نشانہ بنے۔ یہی جنونی کیفیت اب امریکہ اور روس کے ایٹم بم کی صورت اختیار کر کے دنیا کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی دھمکیاں دے رہی ہے۔

مسلمانوں کا بطور مسلمان اتحاد کبھی اس طرح نہیں رہ سکتا' کیونکہ ان کے اتحاد کی بنیاد کسی خاص جغرافیائی علاقے یا قوم یا رنگ پر نہیں بلکہ ان کے اتحاد کے بنیادی اصول' ان کے پروردگار کے وضع کیے گئے ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی فعل انسانیت کے اصولوں کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ وہ متحدالخیال اور متحدالعمل ہو کر ایک انصاف پسند' نیک صالح اور آزاد و مضبوط قوم کے طور پر زندہ رہتے ہیں اور جہاں بھی انسانیت کے اصولوں کا خون ہوتا دیکھتے ہیں' وہیں ان کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور انسانیت کے سنہرے اصولوں کو سربلند ہونے کا موقع دیتے

Marfat.com

ہیں۔

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

عزیز دوستو!

ہر قوم پر اچھے دن بھی آتے ہیں اور برے بھی۔ جب علامہ اقبالؒ نے یہ مصرع کہا تھا کہ اس وقت سرزمین پاک وہند کے مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی اور وہ انگریز و ہندو کی دھری غلامی کا شکار تھے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ خود اپنے بھائیوں کی ایک جماعت مسلم دشمن عنصار کا ساتھ دے رہی تھی۔ سادہ دل مسلمان پریشان ہو رہے تھے۔ ایسے حالات میں علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کو پریشان خیالی سے نکال کر متحدالخیال زندگی بسر کرنے کے لیے پکارا اور امید دلائی کہ ہماری قوم پر بھلے دن بھی ضرور آئیں گے۔

علامہ اقبالؒ کا خیال اپنی جگہ قابل احترام ہے مگر پاکستان میں مشاہدہ اس کے کچھ برعکس ہوا ہے۔ جن لوگوں نے حصول پاکستان میں ناقابل بیان تکالیف برداشت کی تھیں ان کی غالب اکثریت آج بھی پاکستان میں نہ صرف ہر طرح کی معاشرتی بدحالی کا شکار ہے بلکہ طرح طرح کی ہتک آمیز اور آبرو ریز باتیں سہہ کر بھی انہیں لب شکایت وا کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ ان کی شکایت کا ازالہ کرنے والوں کی اکثریت خود انصاف کا خون کر رہی ہے۔ حصول پاکستان کی شمع کے پروانے گندے کیڑے مکوڑوں کی طرح گمنامی اور ذلت کی مختلف کونوں میں پڑے اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں اور ان کا پرسان حال بھی کوئی نہیں۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے حصول پاکستان کی راہ میں روز روشن میں ہر ممکن دیوار کھڑی کی تھی، وہ آج عزت و ذلت کی دولت پر بیٹھے پاکستانی عوام پر نفرت کی نگاہ ڈال رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جو تکالیف بھی پاکستان کو پیش آتی ہیں ان کے ذمہ داری صرف یہی لوگ ہیں۔

Marfat.com

نیرنگئ سیاست دوراں تو دیکھیے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔

جناب والا!

ہم مسلمان ہیں۔ دنیا کی وسعت میں پھیلی ہوئی مختلف اقوام ہمارے عالمگیر اصولوں کو بنا پر ہم سے کسی رنگ میں برسرپیکار رہتی ہیں۔ ہماری کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ بڑی طاقتیں اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے ہمیں دوستی کا چکر دیتی ہیں۔ ملک دشمن عناصر پاکستان کے اندر تخریبی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔ ہمارے امراء اور بڑے بڑے افسران صرف اپنے پیٹ کی فکر میں مرے جا رہے ہیں۔ ہمارے تاجر کوئی ایسا قدم نہ خود اٹھانے کے لیے تیار ہیں نہ حکومت کو اٹھانے دیتے ہیں جس سے ملک ترقی کرے اور عوام کی بہتری ہو۔

ایسے پریشان حالات میں متحد الخیال اور متحد العمل ہونے کی بے حد ضرورت ہے۔ خصوصاً نوجوان متحد ہو جائیں تو کایا پلٹ سکتی ہے جو لوگ پاکستان کے موجودہ حالات سے مایوس ہو رہی ہیں۔ نوجوان انہیں علامہ اقبالؒ کے لفظوں میں کہیں۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ!

Marfat.com

میرا نصب العین

صاحب صدر و معزز سامعین کرام!

ہر شخص اپنی زندگی میں اپنے لیے نصب العین کا تعین کرتا ہے میں آج کی تقریر میں بتاؤں گا / گی کہ میرا نصب العین کیا ہے۔

بے مقصد زندگی گزارنے والے شخص کی مثال ایک ایسے بحری جہاز کی سی ہے، جو کھلے سمندر میں آچکا ہو مگر اسے منزل مقصود کی خبر نہ ہو۔ اکبر الہ آبادی ایسے لوگوں کے متعلق کہتے ہیں ۔

ہم کیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے کیا نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

زندگی ایک خوشگوار سفر ہے لیکن ان لوگوں کے لیے نہیں جو شتر بے مہار کی طرح جیتے ہیں اور زندگی کے دن جوں توں کر کے پورا کرنے کے بعد دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ یہ ایسے لوگوں کے لیے طرب انگیز اور کیف پرور ہے جو اپنے روز و شب ایک مخصوص مطمع نظر کے تحت بسر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے زندگی کا ہر لحہ ایک خاص نصب العین کے مطابق گزرتا ہے اور وہ بجا طور پر روشنی کے ہم سفر کہلاتے ہیں۔

جناب عالی!

اپنے نصب العین کے انتخاب کے لیے میرا زاویہ نظر بدلتا رہا ہے۔ کبھی میرا دل چاہا کہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سی ایس ایس کروں گا اور ڈپٹی کمشنر بنوں گا۔ لوگ جھک جھک کر سلام کریں گے اور میں صاحب بہادروں کی طرح آرام و آسائش کی زندگی بسر کروں گا۔ میں اپنے علاقے کا بے تاج بادشاہ ہوں گا اور مجھے بے انتہا عزت و شہرت حاصل ہو گی۔ کبھی میں نے سوچا کہ میرے ملک کے ڈاکٹروں اور انجینئروں کی بے حد ضرورت ہے کہ یہاں طرح طرح کے امراض کی

Marfat.com

کثرت ہے اور طبی سہولتوں کا فقدان ہے۔ پھر سائنس کے اس ترقی یافتہ دور میں ملک میں صنعت و حرفت اور مشینری کے نت نئے پراجیکٹ پر کام کرنا ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر یا انجینئر بنوں گا۔ یوں آمدنی بھی ہوگی اور ہم وطنوں کی نگاہ میں بھی مجھے باوقار مقام حاصل ہوگا۔ کبھی میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ میں وکیل بنوں گا۔ قانون کے اسلحے سے لیس ہو کر حق و انصاف کا پرچم بلند کروں گا۔ مظلوموں کی داد رسی کروں گا اور ملک و ملت کی خدمت کروں گا۔ مگر میں نے اس خیال کو اس لیے ترک کر دیا کہ اکبر کا ایک طنزیہ شعر یاد آگیا ۔

پیدا ہوئے وکیل تو شیطان نے کہا
لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہو گئے

عزیز ساتھیو!

اپنے نصب العین کے انتخاب کے سلسلے میں میں اسی گورکھ دھندے میں الجھا ہوا تھا کہ ایک روز قرآن پاک کی تلاوت کے دوران میں حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ نظر سے گزرا۔

"جب رات کی تاریکی چھا گئی تو انہوں نے (ابراہیم!) نے ایک ستارہ دیکھا تو فرمایا' یہ میرا رب ہے۔ تاہم جب وہ غروب ہو گیا تو فرمانے لگے کہ میں غروب ہونے والوں سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا۔ یہ میرا رب ہے۔ سو جب وہ غروب ہو گیا تو فرمایا کہ اگر میں اسے اپنا رب مان لیتا تو کتنا گمراہ ہو جاتا۔ پھر جب آفتاب درخشاں کو دیکھا تو آپ نے فرمایا' بس یہ میرا رب ہے کہ یہ تو سب سے بڑا ہے تاہم جب وہ بھی افق کی گود میں اتر گیا تو آپ پکار اٹھے کہ میں تو اپنی اس طاقت ور ہستی کی طرف اپنا رخ کرتا ہوں جس نے آسمانوں' زمین (اور تمام مظاہر) کو تخلیق کیا ہے۔"

جناب والا!

اس قصے کا پڑھنا تھا کہ میری نگاہوں میں روشنی اتر آئی اور میری قوت فیصلہ مستعد ہو گئی۔ اچانک ایک نئی سوچ نے میرے تمام خیالات پر لکیر پھیر دی اور اس واقعے کے حوالے سے میں نے یہ بھی سوچا کہ وہ کونسی عظیم شخصیت ہے جو

Marfat.com

بڑے بڑے سائنسدان' لیڈر' ڈاکٹر' افسر اور انجینئر پیدا کرتی ہے اور ان کے خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کر کے بروئے کار لاتی ہے۔ اس خیال کا ذہن میں آنا تھا کہ مجھے اپنے قابل تکریم اساتذہ یاد آ گئے۔ جنہوں نے میرے دل و دماغ کو تو علم سے منور کیا۔ یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جو مخلوق خدا کو زندہ رہنے اور کامیاب زندگی کا سلیقہ سکھاتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قوم اور معاشرے کے سچے معمار ہیں۔ انہی کی جدوجہد سے تہذیب انسانی کو فروغ حاصل ہے۔ یہ اساتذہ ہیں جن کی کاوشوں سے انسانی تمدن کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ فکر انسانی کے باغ میں رنگا رنگ پھول کھلتے ہیں۔ اخلاقی اقدار کی نشوونما ملتی ہے اور نسل آدم تعمیر حیات کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔

رسول آخرالزمانؐ نے فرمایا۔

"مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

آپؐ ہی نہیں' تمام انبیاء اس الوہی فریضے کی ان جام دہی کے لیے ہی دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ چنانچہ اساتذہ ایسی خدمت سرانجام دیتے ہیں جو انبیاء و اولیاء کا شیوہ ہے اور یہ انسانیت کی ایسی خدمت ہے جس کے احسانات وہ اب تک فراموش نہیں کر سکتی۔

میرے عزیز ساتھیو!

چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ استاد بنوں گا اور اپنے ہم وطنوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کر کے انہیں باشعور انسان بنانے کی کوشش کروں گا تاکہ وہ مہذب قوم کے افراد کہلا سکیں۔ اگرچہ معلمی کا پیشہ مالی لحاظ سے منفعت بخش نہیں تاہم میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے نام پر اقتصادی مطالبات کو ثانوی حیثیت دوں گا۔ میرے ضمیر نے فیصلہ دے دیا ہے کہ معمولی سے ذاتی فائدے کو نسل انسانی کے وسیع تر مفاد پر قربان کر دینا کوئی مہنگا سودا نہیں ہے۔

Marfat.com

نظریہ اور صاحبِ نظریہ

عام مباحثوں میں نظریہ وخیال کو بحث، تجزیہ وتحلیل یا تنقید وتبصرہ کے ذریعے قبول یا رد کرنا چاہیے اور صاحبِ خیال یا اسے پیش کرنے والے کی ذات کو درمیان میں نہیں لانا چاہیے۔ یہ طریقہ اس لیے کیا جائے تاکہ گفتگو کا رخ جھگڑے کی طرف نہ ہوجائے، جس کا نتیجہ عام طور پر طعنے بازی اور تکلیف رسانی ہوتا ہے، پھر مسائل وافکار پر بحث سے بات ہٹ کر ذاتیات اور اشخاص پر جا پہنچتی ہے۔ البتہ بعض حالات میں اس قاعدے سے ہٹ جانا بہتر ہے۔ یہ اس وقت ہونا چاہیے جب حق واضح کرنے کے لئے دوسرے فریق کی غلطی کو ظاہر کرنا ضروری ہو، تاہم اس بات کا ضرور خیال رہے کہ ذاتی جذبات و احساسات اس کا سبب نہ ہوں، البتہ یہ طرزِ عمل واضح نصوص کی روشنی میں اور اسلامی آداب کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ. (۱)

''آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو''۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جسے عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا ہے:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَّانٍ وَلَا لَعَّانٍ وَلَا فَاحِشٍ وَلَا بَذِيٍّ. (۲)

''مؤمن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور بدزبان نہیں ہوتا''۔

اور جابر بن عبداللہؓ نے آپؐ سے روایت کی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ وَلَا الصَّيَّاحَ فِي الْاَسْوَاقِ. (۳)

''اللہ بے حیائی کی باتیں کرنے والے اور بے حیا کو اور بازاروں میں چیخنے والے کو پسند نہیں کرتا''۔

عام طور پر جو باتیں کسی خیال اور نظریے کی مقبولیت کا باعث بنتی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

---

(۱) الحجرات ۴۹: ۱۱۔ (۲) ترمذی، احمد، بخاری۔ (۳) بخاری، مسلم، ترمذی، المستدرک للحاکم۔

Marfat.com

۱- صاحبِ نظریہ کا اطمینان: نظریے کو پیش کرنے والا شخص اس پر غور و فکر کر کے اس کی حقانیت پر پہلے خود وہ مطمئن ہو جائے۔

۲- نتیجے کے لئے بے تابی: اس کے پھیلانے اور اس کا نتیجہ حاصل کرنے کے لئے بے تاب ہو جائے۔ اپنی زندگی اس پر تج دے۔ اس کی کامیابی کی دھن لگی ہوئی ہو۔

۳- عملی نمونہ: صاحبِ نظریہ اپنے عمل و کردار و حرکات و سکنات میں اس کا نمونہ ہو اور اپنی زندگی میں اسے اوڑھنا بچھونا بنالے۔ جو بات وہ پیش کر رہا ہے اسے سب سے پہلے خود اختیار کر کے اس پر عمل پیرا ہو جائے۔

۴- نظریہ کی منزلوں کا تعین: نظریہ پیش کرنے والا، اس کے مؤیدین اور معترضین سے اس وقت تک مقابلہ نہیں کر سکتا جب تک وہ واضح نقشے کے ساتھ اس کے دل و دماغ میں پوری طرح راسخ نہ ہو جائے۔

۵- جہدِ مسلسل: اس طرح کی فہم و فراست کے باوجود اسے چاہیے کہ اپنے موقف پر مضبوطی سے ڈٹا رہے اور ایک خیر خواہ ہونے کی حیثیت سے اسے بیان کرتا رہے۔

۶- تکبر و غرور سے دوری: صاحبِ نظریہ کا تکبر و غرور چھوڑنا ضروری ہے۔

اللہ تعالٰی نے گفتگو اور برتاؤ میں نرمی اختیار کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ. (۱)

اور مؤمنوں میں سے جنہوں نے آپ کی پیروی کی ہے ان کے لئے شفقت کے بازو پھیلائیے''۔

۷- اخلاص: اپنا مقصد و مراد بے لوثی اور اخلاص سے بیان کرے اور سننے والوں سے اس طرح گفتگو کرے جیسے وہ خود ان میں سے ایک فرد ہے، جس طرح رسول اللہ ﷺ دعوت کے وقت اپنی قوم سے خطاب فرماتے تھے:

اِنَّ الرَّائِدَ لَا یَکْذِبُ اَهْلَهٗ وَاللّٰهِ لَوْ کَذِبْتُ النَّاسَ جَمِیْعًا مَّا کَذِبْتُکُمْ وَلَوْ اَضْلَلْتُ النَّاسَ جَمِیْعًا مَا اَضْلَلْتُکُمْ. (۲)

''بلا شبہ قافلے کا پیش رو اپنے ساتھیوں اور قافلے والوں سے جھوٹ نہیں بولتا، خدا کی قسم اگر میں تمام لوگوں سے جھوٹ بولتا تو بھی آپ لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا، اور اگر تمام لوگوں کو گمراہ کرتا تو بھی آپ کو گمراہ نہیں کرتا''۔

Marfat.com

عالم دین مقناطیسی شخصیت

ایک عالم دین کی شخصیت مقناطیسی ہونی چاہئے یعنی لوگ اس کے پاس کھچے چلے آرہے ہوں۔

(1) اسکی شخصیت' اس لباس وضع وقطع مثالی ہو۔

(2) عمل صالح ایمان ویقین کے ساتھ عالم دین کا عمل صالح کا پابند ہونا بہت ضروری ہے' نماز تہجد اور ذکر واذکار کا پابند ہو۔

(3) تقویٰ' پرہیزگاری ایک ایسی صفت ہے جس سے مومن کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ ایک عالم دین کی شخصیت میں یہ خوبی رزق حلال اور صدق مقال کے ذریعے آسکتی ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون الذین امنواوکانو یتقون۔

(4) اخلاق حسنہ' رحمت' شفقت ومحبت' درگزر جیسا حضورؐ نے فرمایا'' جونرمی سے محروم ہوگیا وہ ہر خیر سے محروم کیا گیا''

(5) خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین عفوودرگزر کے ساتھ جاہلوں سے اعراض

(6) محبت' السلام علیکم کہنے میں پہل کرنا' محبت سے پیش آنا۔

(7) مسکراہٹ اور شگفتہ مزاجی' مسکرانا صدقہ ہے۔

(8) صحت مند سوچ اور بیان میں اعتدال اور انداز بیان شیرینی کے ساتھ۔

(9) تنقید سے مت گھبرائیں ہر تنقید کو غور سے سنیں اور مدلل جواب دیں۔ جب آپ حق اور سچ بیان کریں تنقید ہوگی یاد رکھئے تنقید حق کے ساتھ توحید کے اثبات اور بدعت کے ابطال پر ہوگی۔

Marfat.com

(10) دوسروں کی خوبیوں کو تلاش کریں ایک مفکر کا قول ہے ''میں فلاں جگہ کو اس لئے پسند کرتا ہوں کہ وہاں فلاں نیک آدمی رہتا ہے اور فلاں شخص کو اسلئے پسند کرتا ہے اس میں ایک خاص خوبی ہے۔''

(11) دوسروں کیلئے رائے قائم کرنے پر صرف اپنا دماغ استعمال کریں۔

(12) دوسروں کی باتیں توجہ سے سنیں۔

(13) کسی آدمی کے متعلق فوراً رائے قائم نہ کریں حضرت حقدار فرماتے ہیں۔ ''میر نظر ہمیشہ نتائج پر ہوتی ہے''اور حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ''انسان کا دل بہت بدلنے والا ہے۔''

(14) بحث سے گریز کریں مراد مناظرہ بازی لیکن اگر ایسا موقعہ پیش ہو جہاں دین اسلام پر آنچ آرہی ہو وہاں ضرور دلائل دیجئے یہ اہم ترین فریضہ ہے کلمہ حق ضرور ادا کریں۔

(15) جدال احسن ' وجادلهم بالتی هی احسن ۔ بحث کرنی ضروری ہو تو احسن طریقہ پر کریں بدزبانی سے گریز کریں۔

Marfat.com

سیرت نبویؐ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب صدر و معزز حاضرین گرامی!

آج میں جس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے جا رہا ہوں وہ خصوصاً" مسلمانوں کے لیے نہ صرف ایک متبرک بلکہ نہایت اہم موضوع بھی ہے۔ میری مراد سیرت نبوی ﷺ سے ہے اور آج کی اس بابرکت و باوقار تقریب میں میں اپنی بساط کے مطابق اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا/گی۔

حضرات!

محسن انسانیت' نبی آخرالزماں' فخر موجودات' حضرت محمد ﷺ کی انقلاب انگیز' انقلاب آفریں و انقلاب پرور شخصیت کے بحر مواج کے کنارے کھڑا ایک سبک چشم مقرر حیران و پریشان ہے کہ وہ اس بحر بیکراں سے کیا کیا موتی سمیٹے اور کیا کیا نگینے چھوڑ دے۔ بہرحال جو کچھ میری بساط میں ہے بیان کر رہا ہوں۔

جناب والا!

اس دنیا میں آنے والے نہ صرف ہر مسلمان پر بلکہ غیر مسلم پر بھی حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور پاک' سرور دو عالم رحمت اللعالمین کی حیات طیبہ اعلیٰ و ارفع اخلاق اور عمدہ اوصاف کا نادر نمونہ تھی۔ آپ ﷺ نے خلاف شرع کبھی کوئی بات نہیں کہی اور آپ ﷺ کا کوئی عمل خلاف شرع نہیں ہے۔ مشرکوں کے پہلوؤں میں کبھی ایک لمحہ بھی بسر نہیں کیا۔ کبھی شراب کو چھوڑنا تو درکنار اس کا نام لینا بھی پسند نہ تھا۔ بتوں کے نام پر بھینٹ چڑھائے گئے۔ جانوروں کا گوشت کھانا تو دور کی بات اس کی سخت مذمت فرماتے تھے۔ حق و صداقت' ایمانداری' خوش معاملگی و شیریں گفتگو آپ ﷺ کے کردار کی ایسی خوبیاں تھیں جنہیں دوست تو دوست دشمن بھی اعلیٰ و ارفع خیال کرتے تھے۔ انہی خوبیوں سے

Marfat.com

مالامال بے مثل کردار کی بدولت آپ ﷺ اپنی قوم میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ ﷺ کے یہ اوصاف حمیدہ خداداد تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں کتابوں سے پڑھ کر یا کسی کو دیکھ کر اختیار نہ کیا تھا' کیونکہ اس دور میں نہ تو علم کا اس قدر رواج تھا نہ ہی کوئی اس قدر عمدہ اوصاف کی حامل کوئی شخصیت اردگرد موجود تھی۔

صدر گرامی صدر!

یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اس دور میں بلکہ رہتی دنیا تک محسن انسانیت' معلم اخلاق اور ذریعہ نجات انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بابرکت بجائے خود ایک سعات سے کم نہیں ہے اور یہ کیا کم ہے کہ آپ ﷺ کا معلم خود خدائے بزرگ و برتر کی ذات پاک تھی۔ آپ ﷺ ہی کی بدولت انسان نے خدا کو پہچانا۔ آپ ﷺ انسانیت کا ایک مکمل اور حسین و جمیل نمونہ تھے۔ آپ صداقت و دیانت' انس و الفت' عدل و انصاف' عفوودرگزر' صبروتحمل' پاکیزگی و شفقت اور بردباری کا پیکر اعظم تھے۔ آپ ﷺ کی قناعت اور تقویٰ' حوصلہ اور ہمت بے مثل تھی۔ کوئی اس کی تقلید تو درکنار پائے مبارک کی خاک کو بھی نہ چھو سکا۔

میرے عزیز ساتھیو!

جب میں اس بحر بیکراں میں غوطہ زن ہوتا ہوں تو ایک سے بڑھ کر ایک گوہر نایاب دکھائی دیتے ہیں اور یہ فیصلہ ناممکن ہے کہ کون سا زیادہ ارفع ہے اور کون سا کم۔ دل یہی کہتا ہے کہ کوئی ایک بھی کمتر نہیں بلکہ سب عمدگی کی آخری معراج تک پہنچے دکھائی دیتے ہیں۔ سیرت محمدی ﷺ سے بہتر کسی انسان کے حالات اتنی تفصیل اور مستند اور مصدقہ ذرائع سے کم نہیں ملتے۔ جتنے حضور نبی پاک ﷺ کے حالات ہر شعبہ زندگی سے متعلق ہمارے پاس موجود ہیں۔

جناب والا!

دنیا کی کوئی تاریخ سیرت نبوی ﷺ سے بڑھ کر نہیں ہے اور غیر مسلم بھی اس کا اظہار اس طور کرتے ہیں کہ دنیا کی سب سے بڑی درس گاہ کے داخل دروازے پر سرفہرست نام حضور پاک ﷺ کا کندہ کیا گیا ہے۔ جنہیں رہتی دنیا تک

Marfat.com

کا سب سے بڑا اور ہر قسم کے عیوب سے پاک قانون دان تسلیم کیا گیا ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کی حیات مقدسہ ایک ایسی سنہری تاریخ ہے جس میں سارے انسانی اجزاء مکمل شکل میں موجود ہیں۔ اگر بے بسی کا دور ہو تو آپ ﷺ کی ابتدائی زندگی کی تاریخ سہارا فراہم کرتی ہے کہ یہ بے بسی ختم ہو گئی اور بالآخر کامیابی نے قدم موچے۔ آج کے مغرور اور طاقت کے نشے میں چور شیطان صفت حکمرانوں کے لیے آپ ﷺ کی زندگی کا نمونہ یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ کس طرح حکومت کی جاتی ہے۔

جناب صدر!

سیرت طیبہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ایک طرف یہ انسانوں کو خدا کے قریب کر کے ان کی اخلاقی اور روحانی زندگی کو سنوارتی ہے تو دوسری طرف بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اخوت اور مساوات قائم کرنے پر ابھارتی ہے اور مختلف الخیال لوگوں کے اخلاق میں ہم آہنگی پیدا کر کے باہمی نفرت کو دور کرنے کا سبق سکھاتی ہے۔ انسانی اخوت اور عالمی یگانگت کے جذبہ خیرسگالی کو فروغ دیتی ہے۔

صدر محترم!

حضور پاک ﷺ کی صداقت و امانت بچپن ہی سے مسلم تھی۔ آپ ﷺ ہمیشہ سچ بولتے اور دوسروں کو بھی سچائی کی تلقین کرتے۔ آپ ﷺ کی سچائی کا اس سے بڑھ کر اعتراف اور کیا ہو سکتا ہے کہ کفار بھی آپ کو "صادق" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو اس کی بنیاد صداقت پر ہی رکھی گئی۔ ایک روز آپ ﷺ نے صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر مکہ والوں کو پکارنا شروع کیا۔ لوگ پہاڑی کے سامنے جمع ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

> "اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر نکل کر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے۔"

حضور پاک ﷺ کے اس فرمان پر سب نے بیک زبان کہا "آپ صادق اور

Marfat.com

امین ہیں۔ ہم بلا شک و شبہ آپ کی بات پر یقین کر لیں گے" اس پر حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ "صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے" اگرچہ کفار نے آپ ﷺ کے اس ارشاد پر کان نہ دھرے لیکن وہ دل و جان سے آپ ﷺ کی سچائی کا اعتراف کرتے تھے۔

صاحب صدر!

ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ اچھے لوگوں کی خوبیاں بیان فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "مومن میں دو برائیاں کبھی نہیں ہو سکتیں"۔

ایک خیانت کرنا

اور دوسرے جھوٹ بولنا

ایک اور حدیث میں ہے کہ انسان کا ایمان اس وقت مکمل ہوتا ہے جب وہ جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ ہنسی مذاق اور لڑائی جھگڑے میں بھی جھوٹ نہ بولے۔

عزیز ساتھیو!

ایک مرتبہ آپ ﷺ بازار گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک شخص غلے کا ایک ڈھیر لے کر بیٹھا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ڈھیر میں ڈالا تو اس میں نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے غلے کے مالک سے دریافت کیا کہ "کیا بات ہے؟" اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بارش زدہ غلے کو اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے۔ جو شخص کسی کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔"

صدر ذی وقار!

حضور ﷺ کے نزدیک سچائی اور امانت کی اس قدر اہمیت ہے کہ آپ ﷺ کو ایمان کا ہم پلہ قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جس میں امانت نہیں' اس میں ایمان نہیں" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے" امانت کا دائرہ صرف

Marfat.com

روپے پیسے یا دوسری اشیاء تک ہی محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام معاملات میں امانت کا پاس کرنا ضروری ہے۔ جس طرح کسی کی کوئی چیز بعینہ اس کو واپس کر دینا امانت ہے۔ ایسے ہی کسی کے راز پوشیدہ رکھنا بھی امانت ہے۔ صحیح مشورہ دینا اپنے فرائض کو پوری ذمہ داری کے ساتھ بجا لانا' عہدوپیمان اور قول و قرار پر قائم رہنا۔ اسلامی احکام کی پابندی کرنا بھی امانت ہے' جب کہ ان کی خلاف ورزی خیانت ہے۔

صدر گرامی!

حضور پاک ﷺ کی حیات طیبہ کو جس پہلو سے بھی دیکھ لیں۔ آپ ﷺ کی زندگی سچائی اور امانت کا ایک زریں مرقع دکھائی دیتی ہے۔ اعلان ریاست کے بعد مکہ کے مشرکین حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جان کے دشمن ہو گئے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے خلاف الزام تراشی تو کرتے لیکن اس کے باوجود انہیں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی قابل اعتماد شخص نظر نہ آتا تھا۔ وہ اپنی امانتیں آپ ﷺ ہی کے پاس رکھتے تھے۔ ہجرت کی رات جب کفار نے آپ ﷺ کی جان لینے کے لیے آپ ﷺ کے مکان کے گرد گھیرا ڈالا تو اس وقت بھی ان کی امانتیں آپ ﷺ کی تحویل میں تھیں۔

جناب والا!

آپ ﷺ کو ان امانتوں کی اس قدر فکر تھی کہ آپ ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکہ میں ہی چھوڑ گئے' تاکہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں ان کو واپس کر کے مدینہ آئیں۔ اس سے بڑھ کر حضور پاکؐ کے امین ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "صداقت کو مضبوطی سے تھامے رکھو' صداقت نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت میں پہنچاتی ہے۔ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی دوزخ میں پہنچاتی ہے۔ جب کوئی شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے تو خدا کے نزدیک اس کا شمار صادقین میں ہوتا ہے۔ جب کوئی آدمی مسلسل جھوٹ بولتا ہے تو خدا کے نزدیک وہ کاذب بن جاتا ہے۔ سچائی تمام نیکیوں کا سرچشمہ

Marfat.com

ہے اور جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اگر ایک شخص ہی جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو وہ دوسرے بہت سے گناہوں سے خود بخود محفوظ رہتا ہے۔

صدر گرامی!

یوں تو حضور پاکؐ کی حیات مبارکہ ایک ایسا بحر بیکراں ہے جس میں ایک سے بڑھ کر ایک انمول موتی ملتے ہیں' لیکن اس مختصر وقت میں میں اس بحر بیکراں میں غوطہ زن ہو کر ان انمول موتیوں کو تلاش کرنا ممکن نہیں۔ اپنی بساط کے مطابق میں نے سیرت نبویؐ پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی۔ آخر میں میں اس شعر پر اپنی تقریر ختم کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ ۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

عظمت قرآن مجید

یاایھا الناس قدجاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لمافی الصدور وھدوّرحمة اللمومنین قل بفضل اللّٰہ وبرحمته فبذالک فلیفرحوا۔ ہو خیر" ممّا یجمعون۔ وقاالنبی ﷺ "کن عالمًا اومتعلما اَوْمُستمعاً اومحباولاتکن الخامسة فتھلک" صدق اللّٰہ مولانا الفطیم وصدق رسولہ النبی اکریم۔

دنیا نے دین کو بھلا رکھا ہے۔ غفلت کی نیند میں سلا رکھا ہے۔ اس دور میں خوش نصیب ہے وہ اکبر۔ جس نے قرآن مجید کو کھلا رکھا ہے۔

مومن کا یہ کردار ہے مومن کی یہ پہچان
اخلاص میں ہو روح تو اخلاق میں ہوجان

ایمان کی بجلی ہو تڑپتے ہوئے دل میں
ایک ہاتھ میں تلوار ہو ایک ہاتھ میں قرآن

یاالٰہی جسم میں جب تک ہماری جان رہے
تجھ پہ صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے

میں رہوں یا نہ رہوں مگر دعا ہے دل کی
دین محمدؐ رہے اور عزت قرآن رہے

جمیع العلم فی القرآن لکن۔ تقاصر عنه افھام الرجال

Marfat.com

عزیز بزرگو دوستوں اور نوجوان ساتھیو عظمت قرآن کے حوالے سے ابتدأ آیت پڑھی ترجمہ سن لو'' اے لوگوں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے اور تمہارے دلوں کی بیماریوں کا علاج بھی اور ہدایت رحمت ہے قرآن مومنین کے لئے کہہ دیجئے اے محبوبؐ یہ اللہ کا فضل اور رحمت ہے پس تمہیں اس پر خوشی کا اظہار کرنا چاہئے جو کچھ تم دنیا میں جمع کرر ہے ہوں قرآن اس سے بہتر ہے۔'' حضورؐ نے فرمایا'' عالم بن جایا متعلم یا سننے والا یا قرآن سے محبت کرنے والا ورنہ پانچویں نمبر پر ہلاکت ہے۔''

عظمت قرآن مجید کے حوالے سے بات ہورہی ہے قرآن مجید کی عظمت کا تقاضا یہی ہے اور یہی اعلان قرآن کرنا ہے۔ جب تک یہ کتاب اللہ کی نہیں آئی تھی۔ خود میرے محبوب کو بھی مکہ والے لوگ محمد ابن عبداللہ کہتے تھے جب آپؐ پر قرآن نازل ہوا تو آپؐ محمد الرسول اللہ بن گئے۔ اقرأ آنے کے بعد حضورؐ کا موضوع اور آپ کا مقام بدل گیا۔

عظمت قرآن کا تقاضا

فرمایا ایک اللہ کا قرآن ہے ایک میرا فرمان ہے جو مان لے مسلمان اور جو نہ مانے بے ایمان عظمت قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون جب تک تم پاک ہوکر نہ آ ؤ قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے فاروق اعظم کو انکی بہن نے عظمت قرآن کی طرف متوجہ کیا اور ان کی زندگی کے اندر بہار آ گئی آتے ہوئے قرآن بہن سے سن رہے تھے جبکہ جاتے ہوئے قرآن پڑھ رہے تھے۔ قرآن مجید سے سب سے آخر میں آنے والی کتاب لیکن مقام و مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بلند و بالا اس کے اعجاز کو دیکھئے روز اوّل سے لیکر قیامت تک آنے والوں کفار کو اپنی حقانیت وسچائی کا پیغام پہنچا گیا اور اس کے ساتھ چیلنج بھی دے گیا کہ اگر تمہیں اس کتاب ہدایت میں شک ہے تو اس جیسا کچھ بنالاؤ ۔ کافر عاجز ہوگئے یاد رکھئے قرآن زندہ معجزہ ہے قرآن مجید کا یہ معجزہ دوسرے وقتی اور عملی معجزوں کی طرف نہیں بلکہ یہ ایک عملی اور غیر فانی معجزہ ہے اسکی بہار حسن جو روز اوّل تھی وہی آج تک باقی ہے انشاء اللہ تا قیامت رہے گا۔ اگر آپ لسان اعتبار سے دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ پر اس زبان کی فضیلت دوسری زبانوں پر واضح ہو جائیگی اور آپکو اندازہ ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغام کے لئے اس زبان کا انتخاب کیوں کیا۔ اسلئے کے اسکی کتاب زندہ ہے اسلئے ایک زندہ زبان کی

Marfat.com

ضرورت تھی اور عربی زبان سے زیادہ زندہ زبان اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ سرکاری دو عالم ؐ نے فرمایا تین وجوہ کی بنا پر عربی زبان سے محبت کرو (۱) ایک یہ کہ میں عربی ہوں (۲) قرآن عربی میں ہے (۳) اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا "کتاب اللّٰہ ھو حبل اللّٰہ الممدود من السّماء الی الارض "۔ یعنی کتاب اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ اللہ فرماتے ہیں قرآن عرب میں نازل ہوا استنبول میں لکھا گیا مصر میں پڑھا گیا اسے پاک و ہند میں سمجھا گیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اللہ فرما گئے جب ہجرت کی رات پیغمبر اپنے دیوانے یار کی گود میں آرام فرماتے تھے صدیق" یوں نظر آتا تھا جس طرح قرآن کا مطالعہ کر رہا ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشہور واقع ہے کہ ان کا ایک عیسائی پادری سے مناظرہ ہوا عیسائی پادری انجیل لیکر آئے اور کہا کہ میں اپنی کتاب کو آگ میں ڈالتا ہوں آپ اپنی کتاب قرآن کو آگ میں ڈالدیں جسکی کتاب کو آگ لگ گئی وہ جھوٹا اور جسکی کتاب آگ سے بچ گئی وہ سچا حضرت شاہ صاحب اہل بصیرت وبصارت کاملہ کے مالک تھے انہوں نے دیکھا کہ عیسائی پادری نے انجیل کو مصالحہ آگ سے بچنے کیلئے لگایا ہوا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا بھائی ایسا کرتے ہیں آگ کا الاؤ جلاتے ہیں تم اپنی کتاب کو سینے سے لگاؤ میں اپنی کتاب قرآن کو سینے سے لگاتا ہوں۔ جو کتاب کے ساتھ آگ سے بچ گیا وہ سچا اور جس کو آگ لگ گئی وہ جھوٹا ہوگا۔ عیسائی پادری نے جواب دیا حضرت شاہ صاحب میں نے مصالحہ انجیل کو لگایا ہوا ہے اپنے اوپر نہیں اس طرح وہ عیسائی پادری بھاگ گیا یہ ہے قرآن اور اہل قرآن کی صداقت۔

قرآن مجید کی صداقت وہدایت قیامت تک ہے

جس طرح میرا آقا محمد رسول اللہ کی رسالت قیامت تک کیلئے ہے اسی طرح قرآن کی ہدایت قیامت تک کیلئے ہے اللہ رب العالمین ہے حضورؐ رحمۃ اللعالمین ہیں کعبہ قبلۃ لعالمین ہیں جبکہ قرآن مجید ہدا للعالمین ہیں۔ میرے بھائی جب تک خدا کی خدائی رہے گی کملی والے کی مصطفائی رہے گی۔ اس وقت تک قرآن کی بھلائی رہیگی سید عطاءاللہ شاہ بخاری سے پوچھا شاہ صاحب آپ اتنی مفصل

Marfat.com

تقریر کہاں سے دیکھ کر کرتے ہیں فرمایا جو قرآن جبرائیل لاتے تھے وہ میرے پاس ہے جو قرآن میرے نانا کے پاس تھا اب وہ میرے پاس ہے اس سے تقریر کرتا ہوں۔ آیئے آپکے ذہنوں کے ذریعے معطر کردوں۔

قرآن سے پوچھا گیا تیرا نام کیا ہے تو قرآن نے جواب دیدیا والقرآن الحکیم القران مجید تو کہاں سے آیا۔ فی لوح محفوظ ۔قرآن تجھے کون لایا۔نزل به الروح الامین ۔قرآن تو کس طرف سے آیا تنزیل من رب العلمین ۔قرآن تو کس پر آیا۔ نُزّل علی محمد وھو الحق من رّبھم ۔قرآن تو کس مہینے میں آیا۔ شھر رمضان الذی اُنزل فیه القرآن ۔قرآن تو کس رات میں آیا ان انزلنه فی لیلة القدر ۔قرآن تو کیوں آیا۔وننزل من القرآن ماھو شفا ورحمة للمومنین ۔رمضان قرآن میں آیا قرآن رمضان میں توجہ کیجئے ایک اہم نکتہ بیاں کر رہا ہوں رمضان قرآن میں آیا قرآن رمضان میں آیا اسلئے رمضان المبارک کی بھی شان بن گئی ۔قرآن پاک نے کہا میں بیماریوں کا علاج کرنے آیا ہوں جہاں جہاں جہالت ہے اسے نور اسلام سے روشن کرنے آیا ہوں جہاں جہاں لعنت برستی ہے وہاں رحمت برسانے آیا ہوں۔

حفاظت قرآن

قرآن مجید کا یہ عظیم معجزہ ہمارے سامنے نہیں گئی صدیاں بیت چکی لیکن قرآن جوں کا توں حفاظت کے ساتھ موجود اسلئے اللہ پاک نے اسکی حفاظت کا وعدہ کرلیا ہے۔انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔

بدلے کا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائیگا
یہ قول محمدؐ قول خدا فرمان نہ بدلا جائیگا

نہ گھبراؤ مسلمانوں خدا کی شان باقی رہے
ابھی اسلام زندہ ہے ابھی قرآن باقی رہے

Marfat.com

قرآن کے عاشق کون لوگ تھے

آیئے دیکھتے ہیں ہمیں سرکار مدینہ جن پر قرآن نازل ہوا ہے حضرت ابی بن کعب کو فرماتے ہیں آپ قرآن پڑھئے میں سنوں گا ابی بن کعب نے فرمایا یارسول اللہ قرآن تو آپ پر نازل ہوا فرمایا ٹھیک لیکن قرآن جو آپ سے سُنا جاتا ہے اس کا مزہ ہی اور ہے، صحابہ کرامؓ کو دیکھئے قرآن کے ساتھ اتنا شغف کہ ہر وقت قرآن کی تلاوت حلاوت کے ساتھ ہو رہی ہے انہوں نے اپنی زبانوں کو گھروں کو قرآن کی تلاوت سے آباد کر رکھا ہے۔

بات ہو رہی تھی حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں میں دو زانوں ہو کر محبوب کی محفل میں قرآن شروع کیا فکیف اذا حبئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علی هؤلا شهیدا. جب میں نے دو آیتیں پڑھیں اذا عینیاہ رسول اللّٰه تذفان صحابی کہتے ہیں۔ میں نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ایک صحابی کے کہنے پر ابی بن کعبؓ رُک گئے حضورؐ نے فرمایا ابی تم قرآن پڑھتے رہو تیرے قرآن پڑھنے سے مصطفیٰ کو مزہ آرہا ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا واقع ہے ہندوستان میں رام پور جیل میں تھے جیل میں دانے دیئے گئے ان کو پیسو کہا گیا عطاء اللہ تو باغی ہے۔ اسلئے تیری یہی سزا ہے کہ آج تو چکی پیس بخاریؒ کہتے ہیں مجھے مزہ آیا رومال اتار کر رکھدیا وضو کیا اور بسم اللہ پڑھکر سورۃ یٰسٓ کی تلاوت شروع کردی جب میں نے قرآن کو سوز سے آواز سے پڑھا سپرنٹنڈنٹ جیل قریب تھا وہ گھر سے نکل آیا اور قریب آ کر رُوتا ہوا کھڑا ہو گیا اور جیل کا دروازہ کھلوادیا کہنے لگا عطاء اللہ تیرے نبی کی قسم بس کر تو نے تو آیتیں اور پڑھیں تو میرا جگر پھٹ جائیگا۔

علماء اولیاء کرام کا قرآن سے محبت

قرآن کے عاشق حقیقت میں علماء حفاظ وقراء اور اولیاء عظام میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں اکسٹھ قرآن ختم کیا کرتے تھے، سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کے دیوانوں انکی حالت دیکھئے پیرانہ پیر نے دس سال سوکھے ٹکڑے کھا کر مسافری کاٹ کر قرآن کو سیکھا اور سینہ سے لگایا۔ ان کے بارے میں آتا ہے رات کو تہجد کی دو رکعت نماز میں

Marfat.com

پندرہ پارے تلاوت کیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ آپ کا معمول یہ تھا کہ رمضان میں ساٹھ بار قرآن مجید کا ختم کیا کرتے ہیں حضرت پیران پیر کو قرآن کے ساتھ عشق تھا۔

طفیل بن عمرؓ دوسی کا واقع

ایک بہت ہی اہم واقع سناتا ہوں طفیل بن عمر دوسی حضورؐ کے زمانے کا آدمی ہے بہت امیر آدمی ہے ابوجہل نے اسکی دعوت کی بڑے لشکر بڑے سازوسامان کے ساتھ ابوجہل کی طرف آرہا ہے ابوجہل نے اس کے کانوں میں روئی ڈالدی دونوں کانوں میں کپاس ڈالی طفیل نے کہا تم مجھے بہرہ کررہے ہو ابوجہل نے کہ یہاں ایک محمدؐ نامی شخص رہتا ہے اسکی آواز میں جادو ہے لوگ کشاں راکشاں اس کے ہورہے ہیں خاوند سنتا ہے تو بیوی کا خیال نہیں بیوی اسکی بات سنتی ہے تو گھر چھوڑ دیتی ہے والد سنتا ہے تو اس کو بیٹوں کی فکر نہیں وہ شخص عجیب انقلاب لارہا ہے وہ کہتا ہے اللہ ایک ہے لاشریک ہے۔ مصود و مسجود وہی ہے۔ مشکل کشا حاجت روا وہی ہے وہ کہتا ہے طواف کعبے کا کرو، تم میرے مہمان ہوا ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کی آواز کا شکار ہو جاؤ اور مجھ سے بے زار ہو جاؤ اس کے تابعدار ہو جاؤ پھر جنت کے حقدار ہو جاؤ اسلیئے روئی کان سے نہ ہٹانا۔ ابوجہل نے انہیں بڑا کھانا کھلایا پانی پلایا اور سلا دیا طفیلؓ فرماتے ہیں میں نے درمیاں پہلو بدلا تو روئی کا پھایا نکل گیا میں کہتا ہوں یہ پھایا نہیں نکلا رحمت کا دروازہ کھل گیا ہدایت کا دروازہ کھل گیا اللہ پاک کی طرف سے ہدایت کا راستہ مل گیا حضورؐ سے قرآن سنا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حقوق قرآن عظیم

اب سوال یہ ہے کہ ہم پر قرآن کے کیا حق ہے تو اس کا جامع جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کے تین حقوق ہیں۔ (الف) حق ظاہر (ب) حق باطن (ج) حق عمل

الف۔حق ظاہر یہ ہے کہ قرآن حکیم کو صحت لفظی کے ساتھ پڑھا جائے اور حروف کو ان کے صحیح مخارج سے نکالنے کا ملکہ بہم پہنچایا جائے۔

ب۔حق باطن یہ ہے کہ الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان کا مفہوم بھی سمجھنے کی کوشش کی جائے یہ بھی معلوم رہے میں جو کچھ پڑھ رہا ہوں اس کا کیا مطلب ہے اور یہ قرآن پاک مجھ سے کس

Marfat.com

بات کا تقاضا کر رہا ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کی جائے جب قرآن والی زبان سیکھ لی تو پھر کیا ہی کہئے' اس کے مستند تراجمہ وتفاسیر کا مطالعہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی عالم مومن کے پاس بیٹھ کر قرآن کو سیکھا اور سمجھا جائے۔

حق عمل قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرنا۔ جب ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قرآن مجید سے روشنی حاصل کرینگے تو قرآن ہمارے لئے ہدایت کا ذریعہ بنے گا بقول علامہ اقبال ۔

آں کتاب زندہ قرآن و حکیم
حکمت لایزال است و قدیم
گرتی خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

Marfat.com

موضوع کا علم ہونا

جب تک داعی کو کسی موضوع کے متعلق اچھی طرح معلومات حاصل نہ ہوں تو اسے اس موضوع پر بات نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح جب تک اسے کسی نظریہ کے بارے میں پوری طرح اطمینان نہ ہو اس وقت تک اُس کا دفاع نہیں کرنا چاہیے ورنہ ''آ بیل مجھے مار'' والی صورتحال ہوگی کہ خواہ مخواہ انسان اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کردے۔ پھر یہ اس [illegible] کا آپ پروپیگنڈہ اور دفاع کر رہے ہیں خیر خواہی نہیں ہے کیونکہ عام لوگ نظریات کو شخصیات کے روپ میں دیکھتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی بات پیش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ بات حق ہے اور اگر کوئی صحیح طریقے سے پیش کرنے میں ناکام رہتا ہے تو لوگ اس کو نظریے کی ناکامی پر محمول کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ غلط اور باطل ہے۔ داعی کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ذہن میں رکھنا چاہیے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا. (۱)

''کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے''۔

لہٰذا جس موضوع کے بارے میں آپ بات کرنا چاہتے ہیں، پہلے اس کی اچھی طرح تیاری کرلیں کیونکہ عمدگی سے کام سرانجام دینا مؤمن کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جو کام بھی مومن بندہ کرے بہترین طریقے سے کرے اور داعی کا پہلا ہدف بہترین تیاری ہونا چاہیے۔ مقصد کے حصول میں عمدہ گفتگو معاون ہوتی ہے۔ اس لیے اسے اچھے طریقے سے پیش کرنا چاہیے، تب ہی لوگ پوری توجہ سے اس کی بات سنیں گے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی بھی کام میں پختگی اور عمدگی نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہے بلکہ اس سے خود متکلم کی ذات بھی دوسرے لوگوں کی نظر میں قدر و منزلت

---

(۱) الاسراء ۱۷:۳۶۔

Marfat.com

اور احترام کی مستحق بنتی ہے۔

اسی طرح داعی کو ہر بات باریک بینی کے ساتھ کرنی چاہیے۔ الفاظ وکلمات نپے تلے ہونے چاہیں، کیونکہ عدم احتیاط کی صورت میں اس کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل سکتی ہے جو مصلحت کے بجائے فساد کا سبب بن جائے گی۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی یہ نصیحت داعی کے پیشِ نظر رہنی چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں: گفتگو کی تین حالتیں ہیں۔ ایسی بات جس سے رشد و ہدایت حاصل ہوتی ہو اس کا کہنا ضروری ہے، ایسی بات جس سے غلطی ظاہر ہوتی ہو اس پر خاموش رہنا لازم ہے اور ایسی بات جس کے دونوں پہلو برابر ہوں تو بھی خاموشی لازم ہے۔ اس لیے کہ اس سے بات اچھے پہلو سے خراب پہلو کی طرف جاسکتی ہے"۔

قرآن کریم نے دعوت کے باب میں یقین، علم، ٹھوس دلائل اور گہری بصیرت کے اصول بیان کئے ہیں، جن کی پیروی کی جانی چاہیے، کیونکہ اس باب میں ظن اور گمان کافی نہیں ہے جس سے نہ علم کا فائدہ ہے اور نہ راہِ حق کی طرف راہنمائی ہوتی ہے۔

قرآن کریم نے جس بصیرت کا ذکر کیا ہے وہ ہمیشہ انسان کو ایسی بات کہنے سے منع کرتی ہے جس کے بارے میں اسے مکمل علم نہ ہو۔ ایک صاحبِ بصیرت داعی موضوع کا مطالعہ کئے بغیر کسی سے مباحثہ نہیں کیا کرتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ. (۱)

"تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں"۔

گفتگو کے لئے موضوع کا تعین اور اس کے متعلق پوری معلومات اور اس کی تفصیلات سے واقفیت حاصل کرنا اور اس کے تائیدی دلائل و براہین سے مسلح ہونا کامیاب داعی کے مضبوط ہتھیار ہیں جو اسے ٹھوس بنیاد فراہم کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ جم کر اپنی بات پیش کرتا ہے اور اس راہ میں ٹھوکریں کھانے سے بچ جاتا ہے۔ کسی جاننے والے

---

(۱) یوسف ۱۲: ۱۰۸۔

Marfat.com

(عالم) کے سامنے اعتراض کرنے، اسے غلط قرار دینے اور چیلنج کرنے، گفتگو اور بحث کرنے کا حق کسی ان جان کو نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ یہ بات سرے سے ہی ناقابلِ قبول ہے اور جو شخص نہیں جانتا اس کے لئے کسی صاحبِ علم کو چیلنج کرنا صحیح نہیں۔ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو اپنے نفس کی قدر جانتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ موضوع پر بات کرنے کے لئے اس کی تمام ممکنہ صورتوں کا جائزہ لینا چاہیے، تمام احتمالات اور اسباب کو ذہن میں ملحوظ رکھنا چاہیے، گرد و پیش کا ماحول، علوم و فنون کے ادوار، انسانی طبیعتوں کی نفسیات و جذبات پر گہری نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ جو شخص جتنے سلیقے سے اپنی معلومات اور اپنے افکار لوگوں تک پہنچائے گا اتنا ہی لوگ اسے توجہ سے سنیں گے۔ اسی طرح دورانِ تقریر قرآنی آیات اور اس کی مختلف تفاسیر اور اسباب نزول داعی کی نظر میں ہونے چاہئیں اور آیات سے متعلقہ احکام کا فقہی علم بھی اسے ہونا چاہیے، پھر احادیث نبوی کا بھی اسے اپنی تقریر میں ذکر کرنا چاہیے اور معتمد کتب احادیث کے حوالوں سے ان کی مختلف شروح کا تذکرہ کرنا چاہیے۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے گفتگو کرنے والے کا موقف مضبوط ہوگا اور وہ حاضرین کو اپنی بات پر قائل کر سکے گا۔

ایک اور اہم بات جس کی طرف گفتگو کرنے والے فرد کو اپنی توجہ بہر حال مرکوز رکھنی چاہیے وہ یہ کہ اپنی ذات اور اپنے نظریات کے ساتھ مخلص ہو اور حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں اس کا شمار نہ ہو جن کا تذکرہ اس حدیث میں ہے:

لَا تَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَآءَ وَ تُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَآءَ وَ لِتَصْرِفُوْا بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْكُمْ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَهُوَ فِي النَّارِ. (۱)

”تم اس لیے علم حاصل نہ کرو کہ اس کے ذریعے علماء پر فخر کر سکو اور بے وقوفوں کے ساتھ مناظرے کرتے پھرو اور اس سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرو پس جس آدمی نے بھی ایسا کیا وہ جہنم میں جائے گا“۔

* * *

(۱) الترمذی و ابنِ ماجہ۔

Marfat.com

زبان کی حیثیت

زبان کے کردار پر گہرائی سے غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آئے گی کہ اکثر عبادتیں، نیکیاں، بھلائی کی باتیں اور اکثر حقوق العباد اس زبان کے ذریعے ادا ہوتے ہیں، مبالغہ نہیں ہوگا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ پچھتر فیصد نیکیاں زبان سے ادا ہوتی ہیں اور اتنے ہی فیصد برائیاں زبان کے ذریعے ہوتی ہیں۔ جیسے کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، نماز، ذکر، دعا، استغفار، حج کے احکام اور دعائیں، سلام کا تبادلہ، سچ بولنا، حق بات کہنا، وعظ ونصیحت، تلاوت قرآن، انصاف کی بات کرنا اور فیصلہ دینا، اقامت وآذان کہنا، نماز پڑھانا، علم پڑھنا اور پڑھانا، شکر کرنا، لوگوں میں صلح کرانا، بیمار کی عیادت اور دعا، اور بہت سے اخلاق وآداب زبان کے وسیلے ادا ہوتے ہیں۔ اس طرح بہت سی برائیوں کا تعلق بھی زبان سے ہے۔ جیسے کفر کے بول، جھوٹ، جھوٹی گواہی، گالیاں اور بدشد بولنا، لعنت کرنا، غیبت، چغلی، گندے مذاق اور ٹھٹھے، کسی کی بے عزتی کرنا، خوشامد، فحش اور بے حیائی کی باتیں، گناہ کے کاموں کے مشورے، بے ہودہ راگ، طعنہ زنی، عیب جوئی اور کتنے ہی برے اخلاق اور بے حیائی کے کام ہیں جن کا بڑا حصہ زبان ادا کرتی ہے۔

زبان کی اہمیت اور انسانی جسم میں اس کے کردار کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے۔ حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے جسم کے تمام (ظاہری) اعضاء زبان کے مطیع فرمان بن کر اسے کہتے ہیں تو ہمارے (حقوق کے) بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر، پس ہم تیرے ساتھ ہیں، اگر تو سیدھی (درست) رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے"۔(۱)

تمام اعضاء پر حاکم زبان ہے یہ اگر ٹھیک چلے اور صحیح بات کہے تو تمام اعضاء عافیت میں رہیں گے۔ لیکن یہ ٹیڑھا پن اختیار کرلے اور لوگوں کو گالیاں دے یا بدشد کہے تو لوگ جب جوتے ماریں گے یا پٹائی کریں گے تو یہ تو بتیسی میں محفوظ اور بند رہے گی اور

---

(۱) الترمذی..........

Marfat.com

دوسرے اعضاء کی پٹائی ہوگی۔

انسانی زندگی کی تعمیر میں زبان کا کردار بہت اہم ہے۔ لہٰذا اصلاح اور تربیت میں اسے سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے اور وقتاً فوقتاً اس کی تربیت کرنے کے ساتھ اس کی نگرانی بھی خوب کرنی چاہیے۔ ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے بیٹھے ہوئے اپنی زبان کو پکڑ کر جھٹکے دیئے، اس وقت حضرت عمرؓ کا وہاں سے گذر ہوا تو انہوں نے اچانک حضرت ابوبکر کو اپنی زبان پکڑ کر جھٹکے دیتے دیکھا تو کہا: مَہ مَہ (اسے چھوڑ و اسے چھوڑو)۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس نے تو مجھے ہلاکت کی جگہ پر پہنچایا ہے۔ یہ واقعہ حضرت ابوبکرؓ کی زبان پر نگرانی، جائزہ اور ہلکی پھلکی سزا کو ظاہر کرتا ہے۔ ہمیں بھی اپنی زبان پر اسی طرح کنٹرول کرنا اور اسے اپنے قابو میں رکھنا چاہیے۔

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (۱) کی تشریح یہ کی ہے، خشکی سے مراد زبان ہے اور سمندر سے مراد دل ہے۔ جب زبان خراب ہوجاتی ہے تو اس پر لوگ روتے ہیں اور جب دل بگڑ جاتا ہے تو اس پر ملائکہ روتے ہیں۔ پھر جب زبان فضول باتوں میں جگہ پائے تو ہلاکی کی منزل قریب ہوجاتی ہے۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ پہلے زمانے کے لوگ تین باتوں کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ فضول باتوں، زیادہ کھانے اور زیادہ سونے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ اس لیے صوفیاء اور صلحاء نے تربیت و اصلاح اور عبادات کو پوری طرح ادا کرنے کے لئے یہی تین باتیں ضروری قرار دی ہیں۔ اور انہیں اس طرح بیان کیا ہے۔ قلتِ طعام، قلتِ کلام اور قلتِ منام کا تربیت میں ہونا ضروری ہے۔

تقویٰ اسلام میں مومن کے لئے مِلَاکُ الْحَيَاة (زندگی کی پونجی) کا درجہ رکھتی ہے یہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک فضول اور لایعنی باتوں کو ترک نہ کرے۔ ایک بزرگ سے روایت ہے کہ تقویٰ کے سامنے رکاوٹیں پانچ چیزیں ہیں جو شخص انہیں عبور کرے گا وہ تقویٰ کو حاصل کرے گا۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) شدت اور سختی کو نعمت پر ترجیح دینا۔ (۲) محنت و مشقت کو راحت پر ترجیح دینا۔ (۳) عجز و انکساری کو عزت و غرور پر اختیار کرنا۔ (۴) سکوت کو فضول باتوں پر ترجیح دینا۔ (۵) اور موت کو زندگی پر فوقیت دینا۔

---

(۱) الروم ۳۰:۴۱۔

Marfat.com

زبان کے دو بڑے کرداروں یعنی گفتگو اور خاموشی کے بارے میں سید علی المرتضیٰؓ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: خاموشی کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کا تدارک تو آسان ہے۔ مگر گفتگو سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کا تدارک مشکل ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مشک کا منہ باندھ کر ہی پانی کو رُوکا جاتا ہے۔ (وصیت حضرت علیؓ از شاہراہ عافیت، مرتب: محمد بشیر جمعہ)

فرائض گفتگو

گفتگو کی اہمیت، ضرورت، ہمہ گیریت اور وسعت پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر انسان کو روزانہ کسی نہ کسی سے گفتگو ضرور کرنی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ کاشتکار، چرواہے، اکیلے سفر کرنے والے مسافر، تنہائی میں کام کرنے والے کارندے بھی بالکل خاموش نہیں رہ سکتے، اس لئے وہ بھی کچھ نہ کچھ بولنے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ یہ سلسلہ ذکر واذکار، حمد ونعت، مختلف قسم کے گیت گنگنانے اور جانوروں سے باتیں کرنے کی شکل میں ہوتا ہے۔

جب گفتگو کی یہ اہمیت وضرورت ایک حقیقت ہے تو گفتگو کے فرائض وآداب کا جاننا، سیکھنا اوران کا گفتگو میں استعمال کرنا اور یاد رکھنا ضروری ہے اور ایک اچھے انسان کی حیثیت سے اس طرف توجہ کرنا لازم ہے۔ پھر مؤمن ومسلم کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ. (ق ۵۰: ۱۸) ''کوئی لفظ اس کی زبان سے نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو''۔ گفتگو کا حقوق سے تعلق اور حیثیت دوہری ہے۔ ایک طرف یہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتا ہے تو دوسری طرف یہ حقوق العباد سے متعلق ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں باز پرس بھی دوہری ہوگی۔ جیسے کوئی کسی سے سچی بات کہتا ہے تو یہ اس شخص کا حق بھی ادا کررہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کررہا ہے۔ لیکن اگر کسی سے جھوٹ بولتا ہے تو اس شخص سی دروغ بیانی کرکے اس کا حق تلف کررہا ہے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کررہا ہے۔

گفتگو پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے ہمارے لیے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ

Marfat.com

گفتگو میں کونسی باتیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں عمومی اصطلاح میں فرض اور ضروری کہہ سکتے ہیں اور کونسی باتیں آداب وفضائل میں سے ہیں جنہیں سنت اور مستحب کا درجہ دے سکتے ہیں۔ فرائض کا لحاظ کرنا ضروری ہے اور ان کے چھوڑنے پر انسان نہ صرف گنہگار ہوگا بلکہ وہ بات بھی غلط، لایعنی اور اخلاقی لحاظ سے بے بھروسہ ہوگی۔ اس بات میں گفتگو کے فرائض کا مختصر بیان کیا جائے گا۔ البتہ دوسرے ابواب میں گفتگو کے آداب وفضائل و تحسینات کا تذکرہ ہوگا۔ اگرچہ گفتگو اور کلام کی دونوں پہلو اہم اور بنیادی ہیں اور ان دونوں کا لحاظ کرنا اور اختیار کرنا ضروری ہے۔ تاہم پہلے حصے (باب نمبر۲) کا تفصیلی بیان اخلاقیات کی کتابوں میں کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی مزید تفصیل وہاں ملاحظہ کی جائے۔

(۱) سچ بولنا

گفتگو کے فرائض میں پہلی صفت جو لازمی ہے وہ سچ بولنا اور سچی بات کہنا ہے۔ یہ وہ صفت ہے جس میں بہت سی دوسری اچھی صفات، خوبیاں اور نیکیاں خود بخود شامل ہو جاتی ہیں۔ اس طرح اس صفت کی وجہ سے بہت سی برائیاں اور خرابیاں انسان سے نکل جاتی ہیں اور انسان گفتار و کردار کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے۔

انسان کے ہر قول وعمل کی درستگی کی بنیاد یہ ہے کہ اس کے لئے اس کا دل اور اس کی زبان باہم ایک دوسرے سے مطابق اور ہم آہنگ ہوں۔ اس کا نام صدق یا سچائی ہے۔ جو سچا نہیں، اس کا دل ہر برائی کا گھر ہوسکتا ہے اور جو سچا ہے اس کے لئے ہر عمل اور ہر نیکی کے حاصل کرنے کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں "اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ". سچ انسان کو نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے"۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ میں چار بُری خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بدکار ہوں، دوسری یہ کہ چوری کرتا ہوں، تیسری یہ کہ شراب پیتا ہوں اور چوتھی یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں۔ ان میں سے جس ایک کو فرمائیں تو آپ کی خاطر چھوڑ دوں۔ ارشاد ہوا جھوٹ نہ بولا کر (سچ بول) چنانچہ اس نے عہد کیا۔ اب جب رات ہوئی تو شراب پینے کو جی چاہا اور پھر بدکاری کے لئے آمادہ ہوا تو اس کو خیال گذرا کہ صبح کو آنحضرتؐ پوچھیں

Marfat.com

گے تو کیا جواب دوں گا۔ اگر ہاں کہوں گا تو شراب اور زنا کی سزا دی جائے گی اور اگر نہیں کی تو عہد کے خلاف ہوگا۔ جب رات زیادہ گذری اور اندھیرا خوب چھا گیا تو چوری کے لئے گھر سے نکلنا چاہا تو پھر اس خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ کل پوچھ گچھ ہوئی تو کیا کہوں گا۔ ہاں کروں گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور نہیں کروں گا تو بدعہدی ہوگی۔ اس خیال کے آتے ہی اس جرم سے باز رہا۔ صبح ہوئی تو دوڑ کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں بد خصلتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ یہ سن کر آپ مسرور ہوئے۔ (۱)

حقیقت یہ ہے کہ سچائی کی عادت انسان کو بہت سی برائیوں سے بچاتی ہے۔ جو سچا ہوگا وہ ہر برائی سے پاک ہونے کی کوشش کرے گا، وہ راست باز ہوگا، راست گو ہوگا، ایماندار ہوگا، وعدہ پورا کرے گا، عہد کو وفا کرے گا، دلیر ہوگا، دل کا صاف ہوگا، ریاکار نہ ہوگا، اس کے دل میں نفاق نہیں ہوگا، پیچھے کچھ اور سامنے کچھ اس کی شان نہ ہوگی، سب کے قابلِ بھروسہ ہوگا، لوگوں کو اس کے قول و فعل پر اعتبار ہوگا اور وہ جو کہے گا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مؤمنوں کی جو بڑی صفات کثرت سے اور بار بار بیان کی ہیں ان میں صدق ہے۔ اس صفت سے ان کو موصوف کر کے صادق اور مصدق نے فرمایا ہے، ارشاد ہے:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ ...... أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا. (۳)

بیشک اسلام قبول کرنے والے مرد اور عورتیں، ایمان لانے والے مرد اور عورتیں، فرمانبردار مرد اور عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں ...... اللہ نے ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر رکھا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سچائی کا اجر اور بدلہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی دے گا۔

لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ. (۴)

تاکہ اللہ سچے اترنے والوں کو ان کی سچائی کا عوض دے اور منافقوں کو عذاب دے، اگر چاہے یا ان کی توبہ قبول کرے۔

Marfat.com

ایمان اور سچ کا ساتھ

سچائی سے ایمان کی اور جھوٹ سے نفاق کی پرورش ہوتی ہے۔ سچ سے ایمان اور نیکی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے جبکہ جھوٹ سے نفاق اور برائی پروان چڑھتی ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کی ایک حدیث میں کتنی واضح رہنمائی کی گئی ہے۔ فرمایا: سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا ہے اور سچ بولتے بولتے وہ صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری کا راستہ بتاتا ہے اور بدکاری دوزخ کو لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ جھوٹ بولتے بولتے وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔ (۱)

قرآن مجید میں برے عمل کے لحاظ سے لعنت کم لوگوں پر کی گئی ہے۔ البتہ جھوٹوں پر لعنت کی گئی ہے۔ ارشاد ہے: فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (۲) ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو''۔ اسی طرح میاں بیوی کے باہمی الزامات وتہمتوں کا تصفیہ نہ ہونے پر آخری چارے کے طور پر لعان (میاں بیوی کی ایک دوسرے پر لعنت کرنے) کو بات ختم کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ (۳)

Marfat.com

ٹی وی معاشرہ کی تعمیر میں

مثبت کردار ادا کرتا ہے

ہر نقش کہن کو زیر و زبر کر کے رہیں گے
ہر ذرہ کو ہمدوش قمر کر کے رہیں گے
مایوس ہیں جینے سے جو تیرے جہاں میں
ہم ان کو سرگرم سفر کر کے رہیں گے

جناب صدر محفل / اساتذہ کرام اور پیارے ساتھیو!

آج جس قرارداد کی حمایت میں مجھے کچھ کہنا ہے وہ ہے ٹی وی معاشرہ کی تعمیر میں مثبت کردار !دا کرتا ہے۔

جناب والا!

جدید دور اور جدید معاشرہ جس میں میں آپ اور ہم سب بھرپور زندگی بسر کر رہے ہیں اس کی زندگی کی بنیادی سہولیات میں سے ایک ٹی وی ہے جس کی نشریات سے معاشرہ کا ہر فرد نہ صرف مستفید ہوتا ہے بلکہ لطف اندوز بھی

جناب والا!

ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں مثبت اور منفی جیسے کہ خالق فطرت نے خیر کی صورت میں زہر پیدا کیا تو بہت سی امراض کی دوا بن گئی لیکن منفی سوچ رکھنے والے ان جیسے ساتھیوں نے غلط استعمال کیا تو شر بن گیا۔ خالق کائنات نے لوہے کو انسانی تمدن کی ترقی کے لیے خیر کی صورت میں پیدا کیا لیکن ان جیسے لوگوں نے اس سے تلوار بنا کر لوگوں کے گلے کاٹنے شروع کر دیے۔ رب کائنات نے کاربن اس لیے پیدا کیا کہ یہ درختوں کی غذا بن کر بنی انسان کی انسانیت کی ماحولیاتی فضا کو خوشگوار بنائے لیکن ان جیسی منفی سوچ رکھنے والوں نے اسی کاربن کو انسانی وجود میں داخل کر کے انسانیت کا قتل شروع کر دیا۔ ایسا ہی ٹیلی ویژن کے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔
لیکن دوستو! پیالے میں شراب بھی پی جا سکتی ہے اور دودھ بھی اس میں پیالے کا تو

Marfat.com

کوئی قصور نہیں۔

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلی نظر آتا ہے

جناب والا!

جب ہم ٹی وی نشریات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مثبت پہلو زیادہ اور منفی پہلو کم دکھائی دیتے ہیں۔ ٹی وی نشریات اگر معاشرہ اور سماج میں برائی پھیلانے کا سبب ہوتیں تو گلگت جیسے دور افتادہ علاقے کے ہر گھر پر انٹینا اور ان ساتھیوں کے گھروں پر ڈش انٹینا دکھائی نہ دیتا۔ میرے ان ساتھیوں کا تعلق عوام کے اس گروہ سے ہے جو چوری چوری چپکے چپکے چھپ چھپ کر ہر چیز سے خود لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن عوام میں اس کی مخالفت برائے مخالفت کرتے دکھائی ہیں ایسی ہی منفی سوچ رکھنے والوں کے لئے کہا گیا ہے۔

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

سامعین محترم!

ٹی وی نشریات میں طرح طرح کے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں کھیلوں کے پروگرام نوجوان نسل میں کھلاڑی بننے کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ معلوماتی پروگرام انسانی ذہنوں کو جلا بخشتے ہیں۔ بچوں کے پروگرام معصوم روحوں کی تسکین کا باعث بنتے ہیں۔ پھر سائنسی پروگراموں میں سائنسی تحقیقی معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ طبی مشوروں کے ذریعہ انسانیت کو ہلاکت سے بچانے کی تدابیر فراہم کی جاتی ہے۔ ماحولیات کے تحفظ کے پروگرام۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے سیلاب کو روکنے کے پروگرام سیاحت اور ان دیکھی دنیا کے پروگرام معاشرہ کی تعمیر میں مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔

جناب والا!

خبرنامہ ٹی وی نشریات میں حج کی ادائیگی اور اس میں پیش کردہ خطبہ دینی اور مذہبی مسائل کے بارے میں پروگرام۔ قرآنی آیات اور تدریس قرآن اور نبی

Marfat.com

اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ۔ حضرت قائداعظم کے فرمودات اور حضرت علامہ اقبال کے اشعار جہاں قومی اور ملی شعور کی بیداری کا باعث بنتے ہیں۔ وہاں منفی سوچ رکھنے والے معاشرہ میں موجود ان جیسے ساتھیوں کی شعور بیداری۔ ذہنوں کی صفائی اور تطہیر کا باعث بنتے ہیں۔

ہر دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں چنانچہ جناب والا!

آج کے بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں جہاں ٹی وی نشریات کے ذریعہ بچوں اور نوجوانوں کو جدید ایجادات سے آگاہی فراہم کی جا رہی وہاں پاکستانی معاشرہ کے لئے پاکستان کے مخصوص اساسی نظریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈرامائی انداز میں محمد بن قاسم اور بابر جیسی تخلیقات پیش کی جا رہی ہیں۔

جناب والا!

وطن عزیز کے بارے میں دستاویزی پروگرام منظر نامہ اور ملی نغمات خاص طور قر قومی تہواروں کے موقعہ پر پیش کرنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ کوئٹہ کی وادیوں۔ سندھ کے وسیع و عریض ساحلوں۔ پنجاب کے لہلاتے سبزہ زاروں۔ سرحد کے مرغزاروں اور شمالی علاقہ جات کے کوہساروں میں وطن عزیز سے محبت و عقیدت سے سرشار بچے بچے کی زبان پر یہ گیت سنائی دے رہے ہیں۔ جو ٹی وی نشریات کا مثبت اور جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے
اس پر دل قربان اس پہ جان بھی قربان ہے

ان دلائل اور حقائق کو پیش کرنے کے بعد جناب صدر کیا میں معزز ایوان سے وثوق کے ساتھ یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہوں کہ ٹی معاشرہ میں مثبت کردار ادا کر رہا ہے۔

دل جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

Marfat.com

حضورؐ بحیثیت رحمتہ للعالمین

اس زباں سے آپؐ کی تعریف ممکن ہی نہیں
اے شہنشاہؐ امم' اے تاجدارؐ مرسلین

ہر نظرؐ ہر فکرؐ ہر انداز' ہر نطق حسیں
دلپذیر و دلنواز و دلگداز و دل نشیں

ہر تبسم حاصل سرمایہ لوح و قلم
ہر تکلم حامل منشائے رب العالمین

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین روف رحیم○ (سورۃ التوبہ' آیت: 128)

(اے نوع انسانی تمہارے پاس وہ رسول برحق آگیا جو خود تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے۔ ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے)

صدر گرامی! یہ آیت اور اسی طرح کی دوسری آیات حضورؐ کی شان رحمتہ اللعالمین نوع انسان کے لیے آپ کی شفقت اور محبت' دردمندوں کے لیے دلسوزی اور دردمندی کا ایسا حسین مرقع پیش کر رہی ہیں کہ اس سے بڑھ کر تعریف و توصیف احاطہ خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ فکر کی گہرائیوں میں جب عقل انسانی ڈوب کر ابھرتی ہے تو وہ دیکھتی ہے کہ کائنات میں رافت و رحمت کی جتنی کھیتیاں لہلہا رہی ہیں۔ باغ جہاں میں جتنے پھول اپنی نکہت پاشی سے مشام جان کو معطر کر رہے ہیں۔ انہیں سیراب کرنے والے اور حسن و جمال کی قبا پہنانے والے میرے آقا و مولا محمد کریمؐ ہی ہیں۔

رحمت کی اقسام میں سے سب سے بڑی رحمت اولاد آدم کو جہنم کے مہیب

Marfat.com

شعلوں سے نکال کر بہشت بریں کے خلد زاروں میں داخل کرنا ہے اور یہ فریضہ با حسن و خوبی حضور رحمت عالم ﷺ نے سرانجام دیا وکنتم علی شفا حضرة من النار فانقذکم منھا کی نوید جانفزا سنانے والے آپ ہی ہیں۔

سامعین کرام! حضورؐ نے صراط مستقیم دکھا کر نہ صرف عرب و عجم کو ہلاکت ابدی سے بچا لیا' بلکہ قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے بھی رافت و رحمت کے دریا بہا دیئے' تاکہ آنے والے آتے جائیں اور اپنی پیاس بجھاتے جائیں۔ اسلام کا عالمگیر پیغام اور اسلامی نظام حیات کا قیام سب سے بڑی رحمت اور انسانیت پر سب سے بڑا احسان ہے۔ جو حضور ختمی مرتبتؐ کی وساطت سے دکھیا انسانوں کو نصیب ہوا۔

اس نظام رحمت نے سوچنے کے زاویے بدل دیئے۔ زندگی کی قدریں تبدیل کر دیں' خیر و شر کے پیمانے الٹ ڈالے اور ظلم و جور کی چکی میں پسی ہوئی انسانیت کو امن و راحت کی بہشتوں میں محو خرام کر دیا۔ خاک میں لتھڑے ہوئے یتیموں' گلیوں میں ٹھوکریں کھانے والے مسکینوں' دم توڑتے ہوئے محتاجوں' خستہ حالی کے گردابوں میں غوطے کھانے والے بے نواؤں کو بحر غرقاب سے بچا کر ساحل سلامتی پر پہنچا دیا۔

عورت جو منڈی کا مال بنا دی گئی تھی' جو عشرت گاہوں میں پامال تھی' جو دل لبھا کر بھی بدحال تھی۔ اسے گھر کی ملکہ بنا دیا۔ اسے انسانی شرف سے ہمکنار کر دیا۔ اسے نصف بہتر کے لقب سے نوازا اور اسے صحیح معنوں میں امت کی ماں بنا کر گھر کی تاریکیوں کو اس کی تجلیات سے صبح نور میں تبدیل کر دیا۔

آپؐ نے انسانی زندگی کو غاروں سے نکالا۔ رہبانیت سے نجات دلائی تو دوسری طرف عشرت کدوں سے نجات دلا کر عام انسانوں کے برابر کر دیا۔

عدل کا نقطہ اعتدال زندگی کے ایک ایک گوشے میں نمایاں کر کے اسے خوشگوار بنا دیا اور نوع انسانی کو محبت کے جام شیریں پلا کر بغض و فساد اور حسد و رقابت کی تمام تلخیاں کافور کر دیں۔ وجدان اس منظر کو دیکھ کر پکار اٹھتا ہے ؎

یقیناً یہ گزرگاہ شہنشاہ دو عالم ہے

Marfat.com

فضا میں کس قدر پاکیزگی محسوس ہوتی ہے
اذان صبح دیتا ہے کوئی لحن بلالی میں
یکایک روح میں بالیدگی محسوس ہوتی ہے

حضور ﷺ نے اپنی تدبیر جہانبانی سے متفرق اجزائے ہستی کی شیرازہ بندی فرمائی۔ آوارگی اور لا ابالی پن کو قانون کی زندگی بخشی۔ انتشار کو اتحاد سے۔ افتراق کو وصال سے، عناد کو محبت سے، بغض کو پیار سے اور خودغرضی کو ایثار سے بدل کر دنیا کے جہنم کدوں کو بہشت بریں کا دارالامان بنا دیا۔

حضور ﷺ نے گالیاں کھا کر دعائیں دیں، پتھر کھا کر پھول برسائے، دکھ اٹھا کر راحت پہنچائی، دانت تڑوا کر نوید امن بخشی، لہولہان ہو کر سکھ پہنچایا۔ فتح یاب ہو کر عفوودرگزر سے کام لیا اور خون کے پیاسوں کو معافی کا سرٹیفکیٹ دے کر تاریخ عالم پر رحمت عالم کا نقش دوام ثبت فرما دیا۔

محمدؐ بے کسی کے درد کو پہچاننے والا
وہ اشک گرم، آہ سرد کو پہچاننے والا
محمدؐ دیدہ و دل کی تجلی بہت مہجوراں
محمدؐ آخری حرف تسلی بہر مزدوراں
محمدؐ زور معبودان باطل توڑنے والا
محمدؐ حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے والا

(10 / نومبر 1987ء)

Marfat.com

ہم اور ہمارا ماحول

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل یہ گھٹائیں
یہ گنبد افلاک یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ یہ صحرا یہ سمندر یہ ہوائیں

جناب صدر محفل اور سامعین ذی وقار مجھے آج کی تقریب سعید میں ہم اور ہمارا ماحول کے موضوع پر کچھ کہنا ہے

جناب والا!

خداوند قدوس نے نوع انسانی کو ایک خوبصورت کائنات جو اس کی زندگی کی تمام سہولیات اور ضروریات کو پورا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی تھی عطا کی اور قرآن پاک میں فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز میں نے تمہارے لئے مسخر کر دی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ناشکرے نے قناعت کی دولت سے محروم ہو کر ھل من مزید کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنی زندگی کو توازن سے محروم کر دیا۔ اس توازن کے بگاڑ کو ماحولیاتی آلودگی کہا جاتا ہے۔

جناب والا!

تمام ادیان میں پاکیزگی طہارت اور صفائی کو اولیت دی گئی ہے لیکن دین مبین میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ دینی اقدار سے دوری اور آبادی کے دباؤ نے انسانی زندگی کے متوازن ماحول کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ایٹمی تجربات۔ طرح طرح کی صنعتوں سے دھوئیں کا اخراج اور شور۔ تیسری دنیا میں پرانے اور فرسودہ ذرائع مواصلات۔ فصلات میں کیماوی کھاد کا استعمال اور کیڑے مار دواں کا بے ہنگم چھڑکاؤ۔ پلاسٹک کے مختلف النوع تھیلوں کا استعمال۔ دودھ اور جوس کے خالی ڈبے یہ وہ تمام عوامل ہیں جس نے نوع انسانی کو پھیپھڑوں کے سرطان۔ آنکھ۔ ناک۔ دل۔ ہڈیوں اور جوڑوں کے درد۔ حافظ کی کمزوری اور طرح طرح کی نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ سامعین محترم! حیات انسانی کے یہ قاتل انسانی

Marfat.com

ترقی کے نام پر۔ چاند ستاروں کو مسخر کرنے کا دعوی کر رہے ہیں جن کے بارے میں مجید امجد نے کہا تھا۔

بستیاں چاند ستاروں پہ بسانے والو!
کرہ ارض پہ بجھے چلے جاتے ہیں چراغ

سامعین ذی وقار!

درخت فطرت کا انسان کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے جس کا لگانا اور اس کی حفاظت کرنے کو دین مبین میں صدقہ جاریہ قرار دیا گیا ہے لیکن یہ صدقہ جاریہ آج آروں اور کلہاڑوں کی زد میں ہے۔ درختوں اور جنگلات کی کٹائی اور تباہی و بربادی نے فطرت کے قائم کردہ ماحولیاتی نظام کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے جس سے اوزان کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ اس نقصان نے موسموں کے تغیر و تبدل پر منفی اثرات چھوڑے ہیں۔ غیر معمولی بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کی وجہ سے آج آدھی سے زیادہ دنیا طوفانوں اور سیلابوں کی زد میں ہے۔ درختوں اور جنگلات کی غیر ضروری کٹائی کی وجہ سے جنگلی حیات اور ان کا فطری حسن عنقا ہو کر رہ گیا ہے بنی نوع انسان آج پپیہے کی پی پی اور کوئل کی سریلی آوازوں سے محروم ہو گیا ہے جو اس کی روح کی تسکین کا باعث بنتی تھی جس کا احساس کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا

حسن بے پرواہ کو اپنی نقابی کے لیے
ہوں اگر شہروں سے بن اچھے تو شہر اچھے کہ بن

جناب والا!

سمندر۔ دریاؤں۔ نہروں اور تالابوں کے کیمیائی مواد اور مختلف النوع گندگی سے آلودہ کر دیا گیا ہے جس سے نہ صرف آبی حیات تباہ و برباد اور معدوم ہو رہی ہے بلکہ حضرت انسان طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو چکا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دوبارہ اس دینی احساس کو اجاگر کریں کہ اگر ہم نے پانی کو آلودہ کیا تو حضرت الیاس ناراض ہو جائیں گے۔

شمالی علاقہ جات کا یہ جنت نگاہ خطہ جس میں میں آپ اور ہم سب فطری

Marfat.com

رعنائیوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ میری اور آپ کی وجہ سے۔ ماحولیاتی آلودگی کی دستبرد سے محفوظ و مامون نہیں رہا اور اسے ماحولیاتی آلودگی کا روگ لگ چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوامی سطح پر ہم سب مل کر ایک باہمی شعور کو بیدار کریں کہ جس طرح ہم اپنے گھر کو اپنا سمجھتے ہیں یہ کائنات اور اس کا ماحول بھی ہمارا اپنا ہے اس کے نگہبان اور محافظ ہم خود ہیں۔ حکومت اور بلدیہ کا کوئی کارکن اس کی صفائی کے لیے نہیں آئے گا ہمیں خود اس کی صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھنا ہے اگر ایسا ہو گیا تو ہم کامیاب ہو جائیں گے بقول شاعر

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

Marfat.com

سائنس انسان کے لیے رحمت ہے

برتراز اندیشہ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی
اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سر آدم ہے ضمیر کن فکاں ہے زندگی

جناب صدر محفل اور معزز سامعین کرام!

آج جس موضوع پر مجھے اظہار خیال کرنا ہے وہ ہے (سائنس انسان کے لیے رحمت ہے)

جناب والا!

سائنس انسان کے لیے رحمت ہے۔ سائنس ایک علم ہے اور علم کے حصول کے لئے خداوند قدوس نے کتاب مبین میں بار بار تلقین فرمائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔ اسلام میں علم و حکمت کے حصول کے لیے کوشش کرنا اور تدبیر و تفکر کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اگر علم و فنون کی تحصیل انسانیت کے لیے زحمت ہوتی تو ہمیں اس کے حصول کے اس قدر بار بار تاکید نہ کی جاتی۔

جناب والا!

میرے مد مقابل ساتھیوں جیسی سوچ رکھنے والے لوگوں نے ذاتی مقاصد کی تکمیل کی خاطر ایسی زہریلی گیسز اور ایٹمی ایجادات کر ڈالیں جو انسانیت کے لیے واقعی زحمت ہیں۔

لیکن جنابِ والا پیالے میں تو دودھ بھی پیا جا سکتا ہے اور شراب بھی پیالے کا کوئی قصور نہیں۔ ہر گھر میں چھری ہوتی ہے جس سے سبزی کاٹی جاتی ہے اگر کوئی اس سے کسی کی کایا پلٹ دے تو چھری تو قصوروار نہیں

انہیں حقیقت دریا کی کیا خبر امجد
جو اپنی روح کے منجدھار سے نہیں گزرے

Marfat.com

جناب والا!

اس معزز ایوان میں سائنسی ایجادات کی طویل فہرست کا پیش کرنا قلت وقت کی وجہ سے ممکن نہیں۔ لیکن یہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سائنسی سہولیات سے انسانیت بھرپور طریقہ سے مستفید ہو رہی ہے۔

مہلک اور جان لیوا بیماریوں کا علاج لیزر شعاؤں کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ سائنس اور سائنسی علوم نے علوم و فنون کی اشاعت آسان کر دی ہے۔ مائیکرو فلموں نے بڑی بڑی کتابیں چھوٹی کر کے رکھ دی ہیں۔ ایسے ایسے روبوٹ ایجاد ہو گئے ہیں جو گھر کی صفائی کرتے ہیں۔ برتن دھوتے ہیں اور ناشتہ تیار کرتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے سیلاب کا مقابلہ سائنس کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ ورنہ میرے مدمقابل ساتھی روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترس رہے ہوتے۔

سامعین کرام!

آج سائنس کی بدولت دنوں اور گھنٹوں کا سفر پلک جھپکنے میں ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ چاند اور ستاروں کو مسخر کر لیا گیا ہے۔ جو انسان کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میرے مدمقابل ساتھی جو لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ وہ بھی سائنس کی دین ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد یہ اپنے کو تازہ دم کرنے کے لیے کوکا کولا اور سیون اپ سے لطف اندوز ہوں گے جو سائنس کی مہیا کردہ ایک نعمت ہے۔
لیکن ان کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلی نظر آتا ہے

ان تمام دلائل کی روشنی میں میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ انسان کے لئے سائنس رحمت ہے۔

Marfat.com

اتحاد بین المسلمین

صدر ذی وقار حاضرین کرام اور افق علم کے درخشندہ ستارو! آج کی معزز و محترم محفل میں جس موضوع پر مجھے اظہار خیال کرنے کی دعوت دی گئی ہے اس کے الفاظ ہیں۔ ''اتحاد بین المسلمین'' آج کا موضوع وضاحت طلب نہیں ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن و حدیث' خدا اور رسول پر ہمارا ایمان ہے۔ اور قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واعتصمو بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقو!

اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور منتشر نہ ہو۔

اسلام سے پہلے قوم کا تصور دو معنی رکھتا تھا۔ قوم یا تو کسی بزرگ کے نام پر بنتی تھی۔ جیسے بنو قریش' بنو ہاشم' بنوامیہ وغیرہ یا پھر قوم کسی خاص خطہ ارض کی نسبت سے بنتی تھی جیسے عربی' ایرانی' شامی؛ مصری وغیرہ' لیکن آنحضور نے پہلی مرتبہ نظریاتی قوم کا تصور عطا فرمایا۔ اور واضح کر دیا کہ جو شخص یہ کہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ شخص مسلمان ہے اور جو شخص مسلمان ہے۔ وہ ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ آخری خطبہ میں آپؐ واضح طور پر فرما دیا۔ کسی عجمی کو عربی پر' کسی عربی کو عجمی پر' کسی گورے کو کالے پر' کسی کالے کو گورے پر کوئی ترجیح نہیں ہے۔ گویا معاشرتی زندگی میں رنگ و نسل کا جو مصنوعی امتیاز پایا جاتا ہے اسے ختم کریں اور سب مسلمانوں کو آپس میں مل جل کر رہنے کی تلقین فرمائی۔

جناب صدر! لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان میں پھر سے ایام جاہلیت کے امراض پیدا ہو گئے اک بار پھر مسلمان رنگ و نسل کے مصنوعی امتیازات کے سحر میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ ہم نے اسلامی تصور قومیت کو چھوڑ کر پھر مغربی تصور قومیت کو اختیار کر لیا ہے۔ اور ایک دوسرے کی پہچان جغرافیائی حدود کی مدد سے کرنے لگے ہیں۔ کوئی ایرانی ہے۔ کوئی یمنی کوئی شامی ہے کوئی مصری کوئی افغان

Marfat.com

ہے کوئی افریقی۔ اور اسی بنا پر ہم سب تباہی و بربادی کا شکار ہو رہے ہیں۔ آج ایران اور عراق آپس میں برسرپیکار ہیں۔ حالانکہ دونوں مسلمان ملک ہیں۔ دونوں کا عقیدہ ایک ہے۔ صرف عربی اور عجمی کا تعصب وہاں کار فرما ہے علامہ اقبال نے جب مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ ہوتے دیکھا تو فرمایا۔

غبار آلودہ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پر فشاں ہو جا

انسانی خواہشات اور مادہ پرستی نے مسلمانوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے اس وقت مسلمان مسلمان کا دشمن ہے۔ آج افغانستان میں مسلمانوں کا شکار وسیع پیمانے پر کیا جا رہا ہے۔ ملت اسلامیہ نے الفت و محبت کا پیغام فراموش کر دیا ہے اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اسی صورت حال کو دیکھ کر ترجمان حقیقت علامہ اقبال کہتے ہیں۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

جناب صدر! علامہ اقبال اور جمال الدین افغانی ملت اسلامیہ کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو متحد کرنے کے خواہاں تھے۔ انہوں نے ایک خدا ایک کتاب ایک رسول کے ماننے والوں کو متحد کرنے کی بہت کوشش کی۔ آج کوئی اپنے ہندوستانی ہونے پر فخر کرتا ہے اور کوئی افغانی اور ایرانی عراقی ہونے پر نازاں ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی سمندر کی وسعتوں کو چھوڑ کر ساحل پر بیٹھ کر زندگی گزارنے لگے۔ علامہ اقبال اسی صورت حال کو محسوس کر کے فرماتے ہیں۔

یہ ہندی وہ خراسانی یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندہ ساحل اچھل کر بے کراں ہو جا

جناب صدر! اس وقت ساری دنیا میں جس قدر قدرتی وسائل کے مالک مسلمان ملک ہیں۔ اور جس قدر دولت ان کے پاس ہے اگر یہ متحدہ اور متفق ہو جائیں سب ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور ایک مرکزی اسلامی حکومت کے زیر نظم آ جائیں تو آج مسلمان دنیا کی سپر پاور بن سکتے ہیں مسلمان ساری دنیا کی آبادی ایک

Marfat.com

تمائی ہیں۔ لیکن ضروری یہ ہے کہ مسلمان نیل کے ساحل سے لے کر خاک کاشغر تک متحد ہو جائیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

اگر مسلمان متحد ہو جائیں اور مصیبت کے وقت میں ایک دوسرے کے کام آنے لگیں تو غیر ملکی سیاسی غلبے سے نجات پا سکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں اتحاد ہو جائے اور مصیبت کے وقت میں ایک دوسرے کے کام آنے لگے تو غیر ملکی سیاسی غلبے سے نجات پا سکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں اتحاد ہو جائے تو مسلمان ایک مشترکہ دفاعی نظام قائم کر سکتے ہیں۔ اس وقت عرب طاقتیں بکھری ہوئی ہیں۔ ہندوستان مکاری سے ایشیا کی سب سے بڑی قوت بنا ہوا ہے۔ عرب ممالک میں امریکہ اپنے پنجے گاڑ رہا ہے۔ شورش کاشمیری مرحوم نے بالکل درست لکھا ہے۔

عربوں کا انتظار قیامت سے کم نہیں
دل ہے کہ اس خیال سے بھی پائمال ہے
ابن زیاد اب بھی ہے شام و عراق میں
لیکن حسین کوئی نہیں یہ ملال ہے
اٹھتا ہے دل میں اب بھی اذانوں سے ولولہ
لیکن حرم میں کوئی موذن بلال ہے

جناب صدر! غور کا مقام ہے کہ ہم سب کہاں کھڑے ہیں۔ اسلامی کانفرنسیں کرنے سے مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ اسلامی کانفرنس تو ابھی تک ایران عراق جنگ بند نہیں کرا سکی۔ افغانستان کا مسلہ حل نہیں کرا سکی ایسی غیر موثر تنظیم کا کیا فائدہ اس وقت مسلمانوں میں اجتماعی سوچ اور فکر کی ضرورت ہے تاکہ دنیا کے ہر خطے کے مسلمان متحد ہو جائیں آج ہمیں اقبال اور جمال الدین افغانی کی ضرورت ہے جو مسلمانوں میں اتحاد کی تبلیغ کر سکیں۔

(وما علینا الا البلاغ)

Marfat.com

مسلمان قوم موت کے دروازے پر

ہے آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

جناب صدر! آج کے اس معزز ایوان میں مجھے جس موضوع پر اظہار خیال کرنا ہے اس کے الفاظ ہیں۔ "مسلمان قوم موت کے دروازے پر" آج کے دور میں مسلمان ذلت و خواری سے دوچار ہیں۔ آج درحقیقت مسلمان موت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ آج سے چودہ سو سال پہلے جب نبی کریمؐ نے انسانیت کو وقار عطا کر کے دنیا میں ایک نئی ملت کا ڈول ڈالا تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ زار و نزار قوم کبھی دنیا میں پھل پھول سکے گی' لیکن جناب صدر! ہمیں تاریخ سے گواہی ملتی ہے کہ مسلمان تھوڑے تھے۔ کمزور تھے۔ معاشی اعتبار سے تباہ حال تھے۔ لیکن ان کے دلوں میں یقین کی دولت تھی اس وقت مسلمان موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتے تھے' اسی لیے مسلمان جدھر بھی جاتے تھے فتح یابی ان کے قدم چومتی تھی۔ کامرانی ان کے راستے میں آنکھیں بچھاتی تھی۔ تب اس کے گھوڑوں کے سموں تلے قیصر و کسریٰ کے تخت کانپتے تھے۔ مشرق و مغرب کی راہیں کشادہ ہو گئی تھیں اور مسلمانوں نے بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑا دیئے تھے تب طارق بن زیاد نے ساحل سپین پر کھڑے ہو کر کشتیاں جلا دی تھیں وہ جنگ جیتنے کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کا عزم لے کر میدان جنگ میں جاتے تھے اور آخری آدمی تک جنگ لڑتے تھے کیونکہ ان کی نظروں میں موت کا کوئی تصور نہ تھا۔ وہ شہادت کو حیات نو کا پیغام سمجھتے تھے۔

کشاد در دولت سمجھتے ہیں اس کو
شہادت نہیں موت ان کی نظر میں

لیکن صدر محترم! اس قوم کا زوال بھی عبرت ناک ہے جب اس قوم کے اوج ثریا تک پہنچے۔ زمین و آسمان مسلمانوں کی فتوحات کو بچشم حیرت دیکھتے

Marfat.com

تھے۔ دولت و اقبال ان کے سر کے تاج تھے تب یہی دولت ان کے لیے فراغت اور عیش لائی' وہ قوم جو شہر فتح کرتی تھی اب دلوں کو تسخیر کرنے لگی اور حسین زلفوں کے سائے تلے شام کرنے لگی۔ اس قوم کے معمار مسجد قرطبہ بنانے کی بجائے قصر الحمرا بنانے لگے۔ تب خدا تعالیٰ کو اس پر غصہ آیا اور بغداد کی طرف ہلاکو خان کی پیش قدمی کا انجام بغداد کی تباہی و بربادی کی صورت میں نمودار ہوا۔ یہ امت جب خرافات میں کھو گئی تو اس کی بربادی لازم کر دی گئی۔ سپین جس پر مسلمانوں نے پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ حکومت کی اب ازا بیلا فرڈی ننڈ کے زیر نگیں آتا ہے تو سپین کو مسلمانوں کے وجود سے خالی کروا لیا جاتا ہے۔ جو قوم مسجد بنانے کی بجائے عشرت کدے تعمیر کرنے لگے اس کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔

صدر ذی وقار! مسلمان جب محمود غزنوی' شہاب الدین غوری اور بابر کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے تو ہندوستان کی حکومت کا تاج ان کے سروں پر رکھا گیا لیکن جب اس قوم میں محمد شاہ رنگیلا اور واجد علی شاہ جیسے عیش پرست بادشاہ ہونے لگے تو پھر چار ہزار میل کا سفر طے کر کے وہ آ گئے جنہیں نہیں آنا چاہیے تھا۔ اس طرح مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب تاریخ کے صفحات میں نے آپ کے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ آپ ہی انصاف فرمائیے کہ اس وقت مسلمان موت کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں یا نہیں۔

صدر محترم! اس وقت دنیا بھر میں مسلمان ممالک آپس میں برسرپیکار ہیں۔ جب سے مسلمانوں نے کملی والے کا دامن چھوڑ کر روس و امریکہ کا دامن پکڑا ہے یہ ذلت و خواری سے دوچار ہو رہے ہیں۔ ساری دنیا سائنسی ترقی میں آسمان کے ستاروں کو قدموں تلے روند رہی ہے لیکن مسلمان عیش و عشرت میں پڑے ہوئے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں تیل کی دولت سے ان کے گھروں میں تو روشنی ہو گئی ہے لیکن یہاں خانہ دل تاریک ہو گیا ہے۔ آج مسلمان ٹی وی' وی سی آر' منشیات کے نشے میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں اور نصرانیوں کی یہ ایک سازش ہے کہ اس قوم سے قوت عمل چھین لی جائے اور وہ اس میں پوری طرح کامیاب ہیں۔ مسلمانوں کے دل سے جذبہ جہاد

Marfat.com

نکال دیا گیا ہے۔ مسلمان علاقائی تعصبات میں کھوئے ہوئے ہیں۔ عربی عجمی کے نزع نے ان کو الجھا رکھا ہے۔ ایران عراق جنگ سات سال سے مسلمانوں کو کشت و خون میں غرق کر رہی ہے۔ فلسطین میں مسلمانوں کی ناچاقی کی بدولت اسرائیل اپنے خونیں پنجے گاڑے ہوئے ہے۔ افغانستان میں روسی عفریت نے مسلمانوں کے ساتھ معرکہ آرائی کی ہوئی ہے۔ پاکستان کو روس اور بھارت دونوں سے خطرہ ہے، تمام عرب دنیا نااتفاقی کا شکار ہے پھر آپ ہی کہیے جناب صدر! کہ کیا مسلمان موت کے دروازہ پر نہیں ہیں۔

جناب صدر! آج مسلمانوں نے یہودیوں اور نصرانیوں کی سی وضع قطع اختیار کر لی ہے ان کی تہذیب و تمدن کو اپنی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنا لیا ہے اس لئے اقبال نے کہا تھا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

آج ہم نے قرآن کو جزدانوں میں بند کر کے رکھ لیا ہے اور وی سی آر کو سروں پر اٹھا لیا ہے اس صورت حال پر تو یہی کہوں گی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاؤ۔

لیکن جناب صدر! اس وقت مسلمانوں نے اللہ کی رسی کو چھوڑ کر روس و امریکہ کا دامن پکڑ رکھا ہے۔ ذات پات رنگ و نسل کا جھگڑا زوروں پر ہے۔

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ کل مسلمہ اخوۃ_ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لیکن آج کے مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

کسان کی زندگی

صدر گرامی و معزز حاضرین کرام!

کسان ایک ایسی شخصیت ہے جس کے دم قدم سے اس دنیا کی ساری رونق ہے۔ دنیا کی ہر چیز بدلتی رہتی ہے۔ تغیر ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو قیام و ثبات حاصل ہے۔ موسم بدلتے ہیں۔ آج گرمی ہے' پھر سردی۔ کبھی بہار ہے کبھی خزاں' زندگی پیہم رواں دواں ہے۔ حکومتیں اور سلطنتیں بھی بدلتی رہتی ہیں۔ آج ایک بادشاہ ہے کل فقیر۔ اسی طرح زندگی میں ترقی اور تہذیب کے ساتھ معمولات حیات میں بھی تبدیلی آرہی ہے' لیکن کسان کی زندگی اپنے اندر قدیم طرز لیے ہوئے ہے۔ وہ اپنی پرانی ڈگر پر رواں دواں ہے۔ اس کو نہ تہذیب حاضر کی چمک دمک متاثر کر سکتی ہے نہ زمانے کے انقلاب۔

جناب والا!

ہمارے اس ملک یعنی پاکستان کا کسان شاید دنیا کا مظلوم ترین اور بے بس و بے کس ترین انسان ہے کہ ہمارے ملک میں جتنے بھی حکمران ہو چکے ہیں وہ اپنے اپنے دور حکومت میں زبان سے تو اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ انہیں کسانوں اور دیہاتوں کے مسائل کا بڑا احساس ہے لیکن اس میں سے کسی ایک خدا کے بندے کو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ ان مسائل کے حل کے لیے معمولی سا کام بھی کر کے دکھا جاتا کہ کچھ تو کسان جیسی مظلوم ہستی کو خوشحالی نصیب ہو جاتی۔

صدر گرامی!

ہم سب جانتے ہیں کہ ایک عام کسان کی زندگی بہت ہی سادہ سی ہے۔ اس میں کوئی مکاری' فریب اور تصنع نہیں ہے۔ وہ رنگ تکلف کے غازے سے ناآشنا ہے۔ سادگی اور محنت اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس کی طرز بودوباش انتہائی محدود' اس کے کام انتہائی محنت طلب ہیں۔ وہ زمین کے ذروں کو اپنا خون دیتا ہے اور زمین

Marfat.com

اس کے لیے سونا اگلتی ہے۔ آج کی دنیا میں ہر شخص غیر مطمئن ہے۔ پریشانی نے زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کر لیا ہے۔ زندگی کا نظام سکون سے تہی ہوتا جا رہا ہے۔ وقت کی شاخ سے حادثات کے نت نئے شگوفے پھوٹ رہے ہیں۔ انسان انسان کا دشمن ہو رہا ہے۔ اطمینان قناعت اور سکون کی دنیا لٹ گئی ہے۔ جس طرف دیکھو' انسان سکون کا متلاشی ہے۔ سکون اس لیے ناپید ہے کہ انسان نے اپنی ضروریات کو لامحدود کر لیا ہے' لیکن ایک کسان کے معمولات چونکہ مختصر سادہ اور محدود ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کے شب و روز میں ایک دلجمعی' سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔

صدر محترم!

آج بھی ہمارا کسان جدید زرعی آلات سے محروم ہے۔ نئے اور اچھے بیجوں سے محروم ہے۔ مناسب قیمتوں پر کھاد حاصل کرنے سے محروم ہے۔ فصلیں اگانے اور پروان چڑھانے کے لیے جتنے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس سے محروم ہے۔ اپنے دیہاتوں میں اپنے ان جانوروں مثلاً بیلوں وغیرہ کے علاج سے محروم ہے۔ جس سے وہ کھیتی باڑی کا سارا کام لیتا ہے۔ خود بیمار پڑ جائے تو علاج کی مناسب سہولتوں سے محروم ہے۔ غلے' اناج اور دوسری فصلوں کو شہروں میں واقع منڈیوں تک پہنچانے کے لیے سڑکوں سے محروم ہے۔ اپنی توانائی اور صحت کو قائم رکھنے کے لیے مناسب انتظام سے محروم ہے۔ تن ڈھانپنے کے لیے موزوں لباس سے محروم ہے۔ رہائش کے لیے موزوں گھروں کی تعمیر سے محروم ہے۔ غرضیکہ اس کی محرومیوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے۔ وہ زندگی کی ہر ایک سہولت سے محروم ہے' لیکن حیرت اس کی سخت کوشی پر ہے کہ اس کے باوجود اب تک زندہ ہے اور جئے جا رہا ہے۔ چین' روس' امریکہ' فرانس' جرمنی اور جاپان جیسے کسی ملک کے غریب سے غریب کسان کو چند دن ہمارے کسی عام دیہات میں ٹھہرایئے۔ مجھے یقین ہے کہ اسے ہمارے کسانوں کی زندگی کے طور طریقوں اور رہن سہن کو دیکھ کر رونا آ جائے گا اور وہ بے اختیار پکار اٹھے گا کہ ہمارے ہاں تو اس طرح اس قسم کے ماحول میں جانور بھی نہیں رکھے جا سکتے' جس طرح پاکستان کے دیہاتوں کے اندر اس ملک کی اسی فیصد آبادی کا بھرم بنانے والے بستے ہیں۔

Marfat.com

جناب والا!

کسان کی زندگی بھی کیا زندگی ہے کہ وہ صبح اس وقت اٹھتا ہے کہ جب آج کا "جدید انسان" گہری نیند سو رہا ہوتا ہے اور نہ اسے موذن کی آواز جگا سکتی ہے۔ نہ مرغان سحر کے نغمے' وہ صبح اٹھ کر نماز ادا کرتا ہے۔ خدا کا نام لے کر وہ اپنی صبح کا آغاز کرتا ہے اور اسی نام سے انجام' وہ کھیتوں میں جاتا ہے۔ ہل جوتتا ہے' فصل بوتا ہے' نلائی کرتا ہے' پانی دیتا ہے'۔زمین کی سختی اس کے ہل کے سامنے نرم ہو جاتی ہے اور اونچ نیچ خود بخود ہموار ہو کر رہ جاتی ہے۔

جس کے چھو جاتے ہی مثل نازنین مہ جبیں
کروٹوں پر کروٹیں لیتی ہے لیلائے زمین

جناب صدر!

ہمارے کسان کے آج جتنے بھی مسائل ہیں اور جتنی بھی محرومیاں ہیں وہ سب حکومتوں کی غفلت اور بے توجہی کے سبب پیدا ہوئی ہیں اور اس پر ستم یہ کہ ان سب محرومیوں کو دور کرنے کی بجائے حکومت کا محکمہ مال ان غریبوں کو طرح طرح سے ہمیشہ ستاتا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ ان بے چاروں کے جسموں پر جو تھوڑا بہت خون رہ گیا ہے اسے بھی نچوڑ کر پی لیا جائے۔ کوئی غریب کسان چاہے کسی مجبوری کے تحت تھوڑی بہت زمین خریدے یا فروخت کرے' پٹواری' تحصیلدار اور قانون گو وغیرہ پانچ سو' ہزار روپیہ صرف اس بات کا ہتھیا لیتے ہیں کہ انہوں نے کاغذات میں زمین کو ایک نام سے دوسرے نام منتقل کرنے کا احسان عظیم فرمایا ہے۔

جناب محترم

کسان تو وہ عظیم ہستی ہے جو بیج بو کر فصل تیار ہونے کا انتظار کرتا رہتا ہے اور موسم کے سرد و گرم سے اپنی فصل کو بچاتا ہے۔ جوں جوں خوشے لگتے ہیں اس کا دل شگفتہ ہوتا جاتا ہے۔ وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ فصل کے خوشوں میں اس کے دل و جگر کے خون کی آمیزش ہے۔ فصل پک جاتی ہے تو وہ اسے کاٹتا ہے۔ گھر لاتا ہے' ذخیرہ کرتا ہے' ضرورت کے مطابق رکھ لیتا ہے اور باقی فروخت کر دیتا ہے۔

Marfat.com

جسے تن آسان لوگ خریدتے اور کھاتے ہیں اور ان کے دل میں یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ اس اناج میں کتنے کسانوں کے دنوں کی تپش، شبوں کا گداز، ہاتھوں کی محنت اور نگاہوں کی آرزوئیں چھپی ہوئی ہیں ۔

یہ وہ انسان ہیں دامان مشقت میں جو پلتے ہیں
جہاں سوتا ہے اور یہ آبیاری کو نکلتے ہیں
برستے بادلوں میں کھیتیاں جب لہلہاتی ہیں
تو ان کی آرزوئیں جھومتی ہیں مسکراتی ہیں

صدر گرامی قدر!

یہاں ایک نہیں بے شمار مسائل ہیں جو کسان کو درپیش ہیں۔ کسی گاؤں کی کوئی نہر خواہ محکمہ نہر کی غفلت اور مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی صورت میں کنارے کمزور پڑنے پر غوڑ جائے۔ پٹواری محکمہ مال کا ہو یا نہر کا ہو کسان سے منوں کے حساب سے گندم، دیسی چینی، گڑ شکر اور سیروں کے حساب سے سرسوں کا تیل مختلف قسم کی دالیں اور پیاز، لہسن وغیرہ ضرور وصول کر لیتا ہے۔ جو قسمت کا مارا انکار کی جرات کرے گا اس کا آبیانہ اور مالیہ غلط اندراج کر کے اتنا بڑھا دیا جاتا ہے کہ غریب کسان برسوں تک قرضہ ہی اتارتا رہ جائے۔

جناب والا!

آج کل کی بڑھتی ہوئی ترقی دیہات تک بھی پہنچ گئی ہے اور کسان کی زندگی بھی کسی حد تک اس سے متاثر ہے۔ یعنی اب کنوؤں کی بجائے کسان نے ٹیوب ویل لگا لیے ہیں۔ ہل کی جگہ ٹریکٹر لے رہے ہیں، لیکن اس کے باوجود اس کی زندگی کے معمولات میں سادگی اور باقاعدگی موجود ہے اور آج ضرورت بھی اس امر کی ہے کہ کسان دور جدید کی زرعی ایجادات سے فائدہ اٹھائے اور اپنی کوششوں کو بہتر طریق سے بروئے کار لائے۔

جناب والا!

حکومتی سطح پر بھی تو کسان کی بہبود کے لیے کچھ نہ کچھ کیا جانا چاہیے۔ ہمارا کسان دیہات میں بستا ہے لیکن اس کے ڈور ڈنگر کے علاج کے لیے شفا خانے

Marfat.com

قصبوں اور شہروں میں قائم ہیں۔ ہمارے کسانوں کے لیے دیہاتوں میں شفاخانوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے لیکن ملک کے میڈیکل کالجوں سے ڈاکٹر بن کر نکلنے والے نوجوان مغربی ممالک میں ملازمت کے لیے چلے جاتے ہیں۔ ہماری دیہاتی عورتوں اور نومولود بچوں کی ایک بڑی تعداد آئے دن زچہ و بچہ کے علاج کی مناسب سہولتوں کے فقدان کے باعث موت کا تر نوالہ بنتی رہتی ہے لیکن ہماری لیڈی ڈاکٹر مشرق وسطیٰ کے ممالک میں جاکر وہاں کے عوام کی صحت ٹھیک رکھنے کے لیے تو تیار ہوتی ہیں لیکن وہاں سے ان کو دولت کی مدہوش کن خوشبو آتی ہے۔

صدر محترم!

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بہت سے دوسرے طبقوں کی طرح کچھ مسائل کسانوں کے اپنے پیدا کیے ہوئے بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً کسانوں میں مقدمہ بازی کی لت ایک ایسی چیز ہے جس نے اس کی زندگی کا فطری سکون ہلا دیا ہے۔ وہ روپیہ جو وہ اپنے جگر کے خون سے کماتا ہے۔ مقدمہ بازی کی نذر ہو جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کو تو گاؤں کی پنچائت میں سلجھا دیتے ہیں لیکن اکثر عدالت تک جانے کی نوبت آجاتی ہے۔ جہاں اس کا وقت اور روپیہ دونوں ضائع ہوتے ہیں۔

جناب والا!

زیادہ فصل دینے والے بیجوں کو کسانوں کے ہاتھوں' ان کے دیہاتوں کے اندر مناسب قیمت پر فروخت کرنے کا حکومت نے کوئی انتظام نہیں کیا ہوا' لیکن ابلاغ عامہ پر "دانے ہور اگاؤ" (یعنی زیادہ اناج پیدا کرو) قسم کے اشتہار دلانے میں کوئی کوتاہی گورنمنٹ کی طرف سے بالکل نہیں ہوتی۔

کاشت شدہ فصلوں کو شہر کی منڈیوں تک پہنچانے کے لیے دیہاتوں سے نکلنے والی سڑکیں کچی اور انتہائی خستہ حال ہیں۔ جن کو لاہور جیسے شہر کا کوئی باشندہ سڑک ہی تسلیم نہیں کر سکتا' لیکن وہاں پختہ سڑکیں بنانے کی بجائے لاہور' کراچی' اسلام آباد' پشاور اور کوئٹہ جیسے شہروں کی مال روڈوں پر لاکھوں روپے ہر سال صرف اس لیے خرچ کرتی رہتی ہے کہ ان کی خوبصورتی اور حسن میں کچھ کمی نہ واقع ہو جائے۔ بڑے شہروں کی گلیاں پختہ بن جاتی ہیں۔ رات کو روشنی کے لیے

Marfat.com

مرکزی بلبوں سے ان کو سجایا اور بنایا جاتا ہے لیکن گاؤں کی گلیوں میں ہمیشہ گندہ پانی جمع ہو کر بدبو دیتا رہتا ہے۔

میرے دوستو!

بظاہر دیہاتوں کو اچھے بیج خریدنے' زرعی آلات فراہم کرنے اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کے لیے حکومت زرعی بینک اور دوسرے کئی ذریعے قرض اور دوسری سہولتیں عطا فرمائی ہیں' لیکن یہ نظام اتنا ظالمانہ اور مکروہ ہے کہ بے چارہ کسان اس قرض کا بوجھ اتارتے اتارتے اپنی کھال بھی اتروا بیٹھتا ہے۔ نہریں آئے دن خشک رہتی ہیں۔ جہاں نہریں نہیں ہیں اور کسان ٹیوب ویل سے آبپاشی پر مجبور ہیں وہاں آئے دن واپڈا کی مہربانی سے بجلی کی سپلائی کی رولیں شدت یا کمی آنے سے بے چاروں کی الیکٹرک موٹریں جلتی اور بے کار ہوتی رہتی ہیں یا پھر کئی دن تک بجلی کی سپلائی معطل ہوتی رہتی ہے اور کھڑی فصلیں دھوپ میں جھلس اور جل کر ختم ہو جاتی ہیں۔

یہ تو ان بے چارے کسانوں کے مسائل ہیں جو اپنی ذاتی ملکیت میں تھوڑی بہت زمین رکھتے ہیں لیکن جن کی اپنی کوئی زمین نہیں جو بڑے بڑے زمینداروں کے مزارع ہیں ان کی حالت جتنی ناگفتہ بہ ہے' اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تو گویا حضرت موسیٰ کے عہد میں جی رہے ہیں جہاں فرعون کو اپنے غلاموں پر خدائی اختیارات حاصل تھے۔

اب فرعون تو نہیں ہیں لیکن ان کی بدروحیں زمینداروں کی شکل میں ان بے چاروں کے سروں پر مسلط ہیں۔

جناب والا!

آخری حروف کے طور پر میں یہ کہوں گا کہ کسان کو اپنی تعلیم کی طرف توجہ بھی دینی چاہیے۔ جدید ایجادات سے فائدہ اٹھائے اور کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کرے۔ اپنی محنت سے ملک کو فائدہ پہنچائے۔ اس میں اس کی ذاتی خوشحالی کا راز پوشیدہ ہے۔

Marfat.com

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

محترم صدر گرامی و حاضرین جلسہ!

حضرت انسان ایک ایسی ہستی ہے جس کے بارے میں وثوق سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ایک پل میں کچھ اور دوسرے پل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ پل میں تولہ' پل میں ماشہ والی مثل حضرت انسان پر پوری اترتی ہے اور اس کی بنیاد حضرت انسان کا دل ہے جو اپنے ہی ہم جنسوں کا درد بھی محسوس کر سکتا ہے اور درد سے عاری بھی ہو سکتا ہے۔ درد دل سے میری مراد باہمی ہمدردی' اخوت' مروت اور بھائی چارہ ہے۔ یعنی انسان کی تخلیق کا مقصد یہی ہے کہ ایک انسان کے دل میں دوسرے انسان کے لیے محبت ہو۔

جناب والا!

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک انسان کے دل میں دوسرے کے لیے محبت نہیں ہے تو انسان کا یہ معاشرہ حیوانوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ دنیا کس قدر پر سکون اور قابل قدر ہو اگر اس میں رہنے والے ایک دوسرے کے دکھ درد کو اپنا سکیں۔ مگر صورت حال دگرگوں ہے۔ اس دنیا میں بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ ایک قوم دوسری قوم سے سخت ترین نفرت کرتی ہے اور ایک ملک دوسرے ملک کو پنپتا دیکھ ہی نہیں سکتا۔ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں تو ہر طرف نفرت پر مبنی خبریں ہی دکھائی دیں گی۔ بھائی بھائی کا گلہ کاٹتا نظر آئے گا۔ سر بازار عزت نیلام ہوتی دیکھائی دے گی۔ جنگ و جدل کا بازار گرم ہے اور خون' پانی سے بھی سستا نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دنیا میں آسودگی اور سکون ختم ہو گیا ہے۔ نتیجہ معلوم کہ زندگی کا لطف باقی نہیں رہا۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے حضور رسالت مآب ﷺ میں یہی بات کہی تھی کہ ۔

حضورؐ ، دہر میں آسودگی نہیں ملتی

Marfat.com

تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

جناب والا!

انسانی زندگی کی یہ بے چینی' دنیا کا اضطراب اور نسل نو کی یہ پریشانی اسی وجہ سے ہے کہ ہمارے سامنے صحیح مقصد حیات نہیں ہے۔ ہم نے اخلاق کا ہر اصول طاق نسیاں پر رکھ دیا ہے۔ مذہب سے ہمارا تعلق ہی نہیں رہا ہے۔ ہم مسلمان صرف اس لیے ہیں کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے ہیں' ورنہ اس عظیم مذہب کو سوچ سمجھ کر ہم نے کب قبول کیا ہے اور کب اس کے اصولوں کو اپنی زندگی میں جگہ دی ہے۔ ہمارے اقوال مسلمانوں کے سے ہیں' لیکن ہمارے اعمال ایسے ہیں کہ یہود کو بھی شرما رہے ہیں۔ ہمارے اندر اس قدر کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں کہ شاید ہمارے آباء نے ہمارے بارے میں کبھی یہ سوچا بھی نہ ہوگا۔ یہ ایک عظیم المیہ نہیں تو اور کیا ہے کہ ہم بنیادی فرض یعنی نماز سے بھی دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

صدر گرامی قدر!

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ایک مذہب کو ماننے والے دوسرے مذہب کے ماننے والوں سے نفرت کرتے ہیں اور ان کے خلاف جنگ و جدل کے بازار گرم کرتے ہیں۔ خون کی ندیاں بہہ جاتی ہیں۔ دلوں میں کدورت پختہ ہو جاتی ہے۔ مرد جنگ کا لقمہ بن جاتے ہیں۔ یتیم اور بیوائیں باقی رہ جاتی ہیں۔ درحالیکہ ہر مذہب' امن و آشتی اور احترام انسانیت کا سبق دیتا ہے اور خون ریزی کو ہر مکتب فکر برا خیال کرتا ہے۔ ہم لوگوں نے مذہب کا مطلب بھی غلط اخذ کر رکھا ہے۔ محض نماز' روزہ اور تسبیح و عبادت مذہب نہیں ہے۔ یہ چیزیں بھی ضروری ہیں لیکن اصل چیز حقوق اللہ اور حقوق العباد ہیں۔

جناب والا!

ذرا غور کریں کہ ایک انسان بہت بڑا عبادت گزار ہے۔ راتوں کو اٹھتا ہے اور عبادت کرتا ہے' مگر اس کا ہمسایہ نان شبینہ کا محتاج ہے تو اس کی عبادت کسی کام کی نہیں ہے۔ ایک انسان غریبوں پر مہربانی کرتا ہے۔ یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے اور محتاجوں کی امداد کرتا ہے۔ اس کے یہ تمام اعمال

Marfat.com

نیکیاں بن کر اس کے نامہ اعمال کا حسن بن جائیں گے کیونکہ ہمارے پاک نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کسی نے دین کی تعریف پوچھی تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

"دین اللہ کے احکام کو ماننے اور اس کے مخلوق پر شفقت
کرنے کا دوسرا نام ہے"

گویا اخلاق اور درد دل ہی دین ہے ۔

یہی ہے عبادت ' یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

دوستو!

دل تو ایک نازک آبگینے کی طرح ہے۔ یہ بہت جلد ٹوٹ جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انسان کو کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جس سے کسی کا دل دکھے۔

میر تقی میر نے کہا تھا ۔

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

گویا یہ شیشے بنانے کا کارخانہ ہے جہاں احتیاط کی ضرورت ہے کہ کسی دل کے شیشے کو ٹھیس نہ پہنچ جائے ۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

جناب والا!

ہماری تاریخ اپنے اندر ایسی بے شمار مثالیں لیے ہوئے ہیں کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے لیے اپنی جان تک کی قربانی دی ہے۔ یہ تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک جنگ میں ایک سپاہی زخمی ہوتا ہے۔ پانی پلانے والا اس تک آتا ہے مگر وہ پانی پینے سے انکار کر دیتا ہے' کیونکہ دوسرے زخمی کی آہ اس کے کان تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ پانی دوسرے تک بڑھا دیتا ہے۔ دوسرا تیسرے کی طرف اور تیسرا چوتھے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مگر چوتھا شہید ہو چکا ہے۔ پانی پلانے والا لوٹتا ہے تو باقی بھی ختم ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہی اسلامی اخلاق کا ایک قابل قدر' قابل

Marfat.com

فخر اور قابل تقلید نمونہ ہے۔ جوں جوں ہم اپنی تاریخ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اخلاق و کردار کی پاکیزہ بلندیاں بھی ہم سے چھن گئی ہیں۔ خون ریزی' اغواء' قتل اور چوری' غرض کونسی برائی ایسی ہے جس نے ہمارے معاشرے کو ذلیل و خوار نہیں کر رکھا ہے اور ہر سوچنے والا اس امر پر کڑھتا ہے کہ انسان کو کیا ہو گیا ہے۔ اس کا دل مہر و وفا سے کیوں خالی ہو گیا ہے اور آج کا انسان کیڑے مکوڑوں سے بھی گیا گزرا کیوں بن گیا ہے۔

دوستو!

یہ غور طلب بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اب سنجیدگی سے اس پر غور کرنا چاہیے۔

یہی میرا پیغام ہے جہاں تک پہنچے۔

Marfat.com

حفاظت زبان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ قَالَ تَقْوَی اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ ۔ قَالَ تَقْوَی اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ ۔ وَسُئِلَ عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ ۔ اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ ۔ (ترمذی) صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔

ترجمہ:۔

فلاح پا گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں جو لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ سے سوال ہوا وہ کونسا خلق ہے جس سے اکثر لوگ جنت میں داخل ہوں گے آپؐ نے فرمایا ''اللہ کا ڈر اور حسن خلق'' اور دریافت کیا گیا وہ کونسی چیز ہے جو لوگوں کو زیادہ تر دوزخ میں لے جائیگی فرمایا ''زبان اور شرم گاہ''۔

حاضرین خلفت مجلس بابرکت بزرگو بھائیو واجب الاحترام ماؤں اور بہنوں آپ نے ترجمہ سُنا موضوع گفتگو ہے زبان جب ہم نے کلمہ طیبہ پڑھا گویا ہم نے اللہ پاک کے ساتھ سودا کرلیا اور اپنی جان و مال کو جنت کے بدلے بیچ دیا۔ جب مومن اپنے رب سے یہ سودا کرلیتا ہے تو اس کے بعد مومن اپنی جان و مال کو خدا کی رضا کے مطابق استعمال کرنے کا پابند ہوجاتا ہے اور اسلامی تعلیمات

Marfat.com

کے مطابق انسان امین ہے اور امانت دینے والے کی رضا کا پابند ہے۔

میرے عزیز بھائیو! دنیا میں انسان کی حیثیت خلیفہ کی ہے اور خلیفہ آزاد نہیں ہوتا بلکہ اپنے مالک کے احکام کا پابند ہوتا ہے حقیقت کو حضورؐ نے یوں بیان فرمایا۔ اَلدُّنیا سِجنُ الْمُؤمِنِ وَجَنَّتُ الْکَافِرِ

حفاظت زبان

زبان گوشت کا ایک ٹکڑا اور انسانی جسم کا اہم ترین عضو ہے اور اللہ پاک کی عطا کردہ عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ جسکی حفاظت پر اللہ پاک نے بہت زور دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ زبان انسان کی شخصیت کی ترجمان ہوتی ہے قلب کا اور زبان کا آپس میں گہرا تعلق ہے ایک بگاڑ دوسرے کا بگاڑ ہے اور ایک کی اصلاح دوسرے کی اصلاح ہے اس کا غلط استعمال گناہ اور صحیح استعمال کار ثواب ہے مثلاً کلمہ کفر کا اقرار اس کا غلط استعمال ہے جبکہ صدق دل سے ایمان و یقین اور اسلام کا اقرار کامیابی ہے۔ میرے عزیز و جتنی خوبیوں کی حامل زبان ہے دیگر اعضاء اتنی خوبیوں اور صفات کے حامل نہیں ہیں دیکھئے آنکھ کسی چیز کو دیکھنے کیلئے کان آواز سننے کیلئے ہاتھ و پاؤں چھونے اور چلنے کیلئے مگر زبان کا میدان وسیع ہے اسکی کوئی حد اور انتہا نہیں جو خیر کے چند بول بولنے پر قادر ہے وہی زبان شر کے بول بول سکتی ہے۔ اس لئے کامیاب وہی شخص ہے جو زبان کو قابو میں رکھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنی زبان ہاتھ میں لیکر کھینچ رہے ہیں حضرت عمرؓ دیکھا اور پوچھا حضرت آپ کیا کر رہے ہیں جواباً فرمایا اس زبان نے مجھے ناک کے چنے چبوائے ہیں۔ اور حضورؐ کا ارشاد ذکر فرمایا۔ ''میں کوئی ایسا عضو نہیں جو کہ زبان کی تیزی کی شکایت خدا سے کر رہا ہو'' ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر یوں ارشاد فرما رہے تھے۔ ''اے زبان اچھی بات کہدے غنیمت پائیگی اور بُری بات سے سکوت کر سلامت رہیگی پہلے اس سے کہ شرمندہ نہ ہو۔ لوگوں سے اُن سے پوچھا آپ اپنی طرف سے فرماتے ہیں جواباً کہا میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ اِنَّ اَکْثَرَ الْخَطَایا اِبْنِ آدَمَ لِسَانِہٖ اکثر غلطیاں ابن آدم کی اُسکی زبان میں ہیں' حضرت لقمان حکیم کا قول بھی سنیئے فرماتے ہیں نماز میں قلب کی مجلس میں زبان کی غضب میں ہاتھ کی دستر خوان پر شکم کی حفاظت کرو۔ ایک مقام پر حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا مَنْ کَانَ یُؤمِنُ بِا اللّٰہِ وَالْیَوم

Marfat.com

اَلْاٰ خِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ (بخاری ومسلم) جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے اچھی بات کہے یا چُپ رہے اور بہت سی احادیث میں اسکی تاکید فرمائی۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ (ترمذی) جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا ایک حدیث میں بہت ہی پیاری بات فرمائی مَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ جس شخص نے زبان کی حفاظت کی اللہ پاک قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ حضرت عیسٰیؑ سے لوگوں نے سوال کیا حضرت ایسا عمل بتا دیجئے جس سے جنت ملے جواباً فرمایا۔ کبھی بولو مت انہوں نے عرض کیا یہ تو نہیں ہوسکتا فرمایا خیر کے سوا زبان سے کوئی کلمہ مت نکالو اسی طرح حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض کلام چاندی ہو تو خاموش رہنا سونا ہے۔

حدیث پاک میں ایک واقعہ آتا ہے صحابہؓ نے حضورؐ سے شکایت کی ایک عورت ہے جو نماز وروزہ کی پابند ہے لیکن اُسکی زبان درازی سے پورا محلہ تنگ ہے حضورؐ نے فرمایا وہ عورت جہنمی ہے میرے بھائیو یہ احادیث وارشادات آپ نے سنے کس قدر زبان کی حفاظت کی تاکید فرمائی گئی ہے ہمیں چاہئے کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں۔ زبان کی حفاظت کی تاکید فرمائی گئی ہے ہمیں چاہئے کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں۔ ایک واقعہ آپکو سناؤں ایک صحابی حضرت براابن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضورؐ کی خدمت میں آیا اور پوچھا ایسا عمل بتا دیجئے جسکی وجہ سے مجھے جنت ملے آپ نے فرمایا۔ بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا اور اچھی بات کرنا اور اس کا حکم کرنا اور بُری بات سے منع کرنا اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو خیر کے سوا کچھ بھی نہ بول۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں میں حضورؐ سے سوال کیا کہ نجات کی کیا صورت ہو سکتی ہے آپؐ نے فرمایا۔ اَمْسِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ وَیَسَعُکَ فِیْ بَیْتِکَ وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ (بخاری) زبان کو قابو میں رکھ گھر میں بیٹھ کر اپنے گناہوں پر رو جیسا کہ شروع میں حدیث پڑھی تھی جس میں حضورؐ سے پوچھا گیا کہ کونسی چیز ہے جس کے باعث لوگ جنت میں کثرت سے جائیں گے آپؐ نے فرمایا اِتَّقُوا اللّٰہَ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اور جب یہ پوچھا کہ دوزخ میں کس چیز کے سبب زیادہ جائیں گے فرمایا۔ اَلْاَجْوَفَانِ اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ. آیئے اب آپکو زبان کی آفات کی تفصیل بتاؤں غور سے سنیئے۔

Marfat.com

بے فائدہ کلام کرنا

حضرت انسؓ غزوۂ احد میں ایک لڑکا شہید ہوا ہم نے دیکھا کہ اُس شخص نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے اُسکی والدہ اُس کے پاس بیٹھی ہوئی اس کے چہرے سے مٹی جھاڑ رہی ہے اور کہتی ہے بیٹا جنت مبارک ہو حضورؐ نے فرمایا یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ جنتی ہے شاید تیرے بیٹے نے بے فائدہ کلام کیا ہو جنت میں وہی شخص بے حساب جائیگا جس کے ذمے حساب نہ ہو اور جو شخص بغیر حاجت کے کلام کرتا ہے اُس کا حساب باقی رہتا ہے اگر چہ مباح ہی کیوں نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضورؐ کے پاس مسجد نبوی میں بیٹھے تھے آپؐ نے فرمایا ابھی جو شخص مسجد میں داخل ہوگا وہ جنتی ہے ہم نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ مسجد میں داخل ہوئے انہیں دیکھ کر کچھ صحابہ اُن کے پاس گئے حضورؐ کی خوشخبری انکو سنائی اور پوچھا آپ کونسا ایسا عمل کرتے ہیں جواباً فرمایا میں بہت کمزور انسان ہوں میرا عمل یہ ہوسکتا ہے دو باتیں ہیں ایک یہ کہ میں اپنے سینے کو بچائے رکھتا ہوں دوسرا یہ کہ بے فائدہ کلام نہیں کرتا۔ دیکھئے جو عمل ہمیں بہت معمولی نظر آتا ہے حقیقت میں وہ عمل بڑا عظیم ہے۔

زیادہ بولنا

بے فائدہ کلام بھی اس میں شامل ہے اور ضرورت سے زیادہ بولنا بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہ میں تمہیں کلام زائد سے ڈراتا ہوں ہر آدمی کیلئے اس قدر کلام کافی ہے جس سے اسکی حاجت روائی ہوجائے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ تمام باتیں لکھی جاتی ہیں یہاں کہ کوئی اپنے بچے کو کہے چپ ہوجا میں تمہیں فلاں چیز دونگا اگر اس نے وعدہ ایفا نہیں کیا تو وہ شخص جھوٹا لکھا جائیگا۔ حضرت ابودرداؓ نے ایک زبان دراز عورت دیکھی تو فرمایا اگر یہ گونگی ہوتی تو اس کے حق میں اچھا ہوا۔ اسی طرح ایک اللہ والے ابراہیمؒ کا قول ہے دو باتوں سے آدمی کی تباہی ہے (۱) مال زائد سے (۲) کلام زائد سے

باطل امور کا ذکر کرنا

زبان کی آفات سے تیسری آفت گناہ کی باتوں کا ذکر ہے عورتوں کا ذکر شراب کی مجلس،

Marfat.com

بدکاروں کی مجلسوں کا بیان' میرے بھائیو یہ بات سمجھ لو کہ انسان جب بُری گفتگو کرتا ہے یہ اسکی عادت بن جاتی ہے اور پھر اس بُری عادت کو بُرا نہیں سمجھتا یوں وہ دارین سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سب سے بڑی غلطی پر قیامت کے دن وہ ہوگا جو اکثر امر باطل میں غور وخوض کرتا رہا ہو اسی کا ذکر قرآن نے وَکُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِیْنَ میں کیا ہے۔

دوسروں کی بات کاٹنا اور جھگڑا کرنا

لڑنا اس نے دل سخت ہو جاتا ہے اور حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ لڑائی وجھگڑا دین کو اس طرح مونڈھ دیتا ہے جس طرح استرا سر کو مونڈھتا ہے مزید فرمایا بُرے آدمیوں سے اللہ کے ہاں وہ ہے جو جھگڑالوں ہیں۔

فحش کلامی

نبی کریمؐ فرماتے ہیں اِیَّاکُمْ وَالْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ (نسائی) بچاؤ تم اپنے آپکو فحش سے اللہ دوست نہیں رکھتا فحش اور تفحش کو مراد بکواس کرنا ہے اور ایک مقام پر فرمایا ''مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ فحش گو اور نہ زبان دراز ہوتا ہے۔''

لعنت کرنا

لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دور دین اسلام نے لعنت بھیجنے سے منع فرمایا ایک صورت ہے اگر کسی کے بارے حتمی طور پر یہ بات معلوم ہو کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے تو اس پر لعنت بھیجی جاسکتی ہے مثلاً فرعون' ابوجہل ہے آپ کا دور ہے ایک شخص حاضر ہوا سوال کیا حضورؐ مجھے وصیت کیجئے آپؐ نے فرمایا لعنت نہ کیا کرو۔ اللہ پاک کے ہاں کثرت سے لعن وطعن کرنے کو ناپسند فرمایا ہماری عورتیں اگر لعنت کا لفظ زبان سے استعمال کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اس لئے حضورؐ نے فرمایا میں نے معراج کے موقع پر جب مجھے جہنم کا مشاہدہ کروایا عورتوں کو اکثر جہنم میں دیکھا اسکی وجہ لعن وطعن کرنا اور خاوندوں کی ناشکری کرنا ہے۔

Marfat.com

راز کا ظاہر کرنا

راز دین اسلام میں اسکی بہت بڑی اہمیت ہے ایک صحابی حضرت خدیفہؓ جن کو راز دار نبوی کہا گیا حضورؐ نے انکو منافقین کی فہرست بتائی دی تھی لیکن انہوں نے اس کا اظہار کسی کے سامنے نہیں کیا۔ اسلئے جب کوئی مشورہ کرے خاص میٹنگ ہو زوجین کی گفتگو یہ ساری باتیں امانت میں شامل ہیں حضورؐ نے فرمایا اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فھی امانتہ (ابوداؤد۔ترمذی) جب کوئی آدمی بات کر کے چلا جائے وہ امانت ہے۔

جھوٹا وعدہ کرنا

وعدہ کو پورا کرنا مومن کا بنیادی فریضہ ہے اور وعدہ کا ایفاء نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے زبان وعدہ کیلئے پیش قدمی کرتی ہے مگر نفس کو پورا کرنا اس کیلئے ناگوار ہوتا ہے تو وہ وعدہ جھوٹا ہو جاتا ہے جسکو حدیث میں نفاق کی علامت قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اے ایمان والو اپنے وعدوں کو پورا کر

غیبت

زبان کی آفات میں بہت بڑا گناہ غیبت کرنا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب" الرحیم"۔ غیبت نہ کرو کیا تم یہ پسند کرتے ہو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ اس سے تمہیں نفرت آئیگی اللہ سے ڈرو وہ تو یہ قبول کرنے والا ہے۔ میرے بھائیو اس بات کو پیغمبر اعظمؐ نے یوں فرمایا۔ لا تحاسدو ولا تباغضوا ولا تغتب بعضکم بعضا کونوا عباد اللہ اخوانا (بخاری و مسلم) یہ تو زبان سے غیبت کرنے سے منع فرمایا دل سے بھی غیبت کرنا حرام یعنی بدگمانی کرنا۔

چغلی کرنا

ویل لکل ھمزۃ لمزہ تباہی ہر اس شخص کیلئے جو طعن و تشنیع کرتا ہے اور پیٹھ پیچھے چغلیاں کھاتا پھرتا ہے خیر سے روکنے والا اور حد سے بڑھ جانے والا ہے۔ اسی بات کو حضورؐ نے فرمایا کہ چغلی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

Marfat.com

حیاتِ مقدسہ ایک نظر میں

ولادت سے غارِ حرا تک

1- ۲۲ اپریل ۵۷۱ء پیدائش

2- تقریباً ایک ہفتہ بعد ۔ حلیمہ سعدیہؓ کی آغوش رضاعت میں

3- پانچ سال کی عمر میں پھر آغوش مادر میں

4- چھ سال کی عمر میں والد ماجد کا انتقال

5- آٹھ سال کی عمر میں دادا عبد المطلب کی وفات

6- بارہ سال کی عمر میں شام کا پہلا تجارتی سفر

7- ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے نکاح

8- ۳۰ سال کی عمر کے بعد قوم کی طرف سے ''الامین'' کا خطاب

9- ۳۵ سال کی عمر میں حضرت علیؓ کی کفالت تمام قبائل کی طرف سے ''حَکَم'' وثالث

10- ۳۷ سال کی عمر میں غارِ حرا میں خلوت وعبادت وتفکر

بعثت ونبوت

1- چالیس سال کی عمر میں نزول وحی

2- ۳ نبوی ۴۳ سالہ کی عمر میں چالیس زن ومرد کا اسلام قبول کرنا۔

3- ۵ ۴۵ سال کی عمر میں حبشہ کی طرف ہجرت کیلئے صحابہ کرامؓ کو حکم

4- ۶ ۴۶ سال کی عمر میں حضرت حمزہؓ وحضرت عمرؓ کا قبول اسلام

5- ۷ ۴۷ سال کی عمر میں کفار قریش کی جانب سے بائیکاٹ اور شعب ابی طالب میں محصور ہونا

6- ۱۰ ۵۰ سال کی عمر میں معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) کا خاتمہ

Marfat.com

چچا ابو طالب کا انتقال حضرت خدیجہؓ کی وفات تبلیغ اسلام کیلئے طائف کا سفر حضرت عائشہؓ سے نکاح معراج کا واقعہ

7- ۱۱ ھ نبوی ۵۱ سال کی عمر میں یثرب (مدینے) کے چھ آدمیوں کا قبول اسلام

8- ۱۲ ھ ۵۲ سال کی عمر میں مدینے کے ۱۲ آدمیوں کا قبول اسلام

9- ۱۳ ھ نبوی ۵۳ سال کی عمر میں یثرب (مدینے کے ۲۷ آدمیوں کا قبول اسلام

ہجرت سے رحلت تک

1- ۵۳ سال کی عمر میں ہجرت مدینہ

2- ۱ ھ ہجری ۵۴ سال کی عمر میں مدینے کے شہری نظم ونسق

3- ۲ ھ ہجری ۵۵ سال کی عمر میں کفار کا پہلا حملہ (واقع بدر)

4- ۳ ھ ۵۶ سال کی عمر میں کفار کا دوسرا حملہ (واقعہ اُحد)

5- ۴ ھ ۵۷ سال کی عمر میں بنی عامر کی چالبازی اور قرّا کی شہادت

6- ۵ ھ ۵۸ سال کی عمر میں کفار کا تیسرا حملہ (واقعہ خندق)

7- ۶ ھ ۵۹ سال کی عمر میں صلح حدیبیہ

8- ۷ ھ ۶۰ سال کی عمر میں بادشاہوں کو دعوت نامے۔ فتح خیبر

9- ۸ ھ ۶۱ سال کی عمر میں موتہ کا واقعہ فتح مکہ اور حنین کا واقعہ

10- ۹ ھ ۶۲ سال کی عمر میں واقعہ تبوک مسلمانوں کا حج ادا کرنا وفود کی آمد

11- ۱۰ ھ ۶۳ سال کی عمر میں حجۃ الوداع اور مشہور آخری خطبہ

12- ۱۱ ھ ۶۳ سال کی عمر میں علالت ورحلت

نوٹ:۔ اس فہرست کو ترتیب دینے کا مقصد یہ ہے کہ حضورؐ کی مبارک زندگی کے خاص خاص واقعات قارئین کی ایک ہی نظر میں ان کے سامنے آجائیں اور پڑھنے والے اس کا اندازہ کرسکیں کہ حضورؐ کی زندگی انتہائی پاک اور کامل پاکیزگی کے ساتھ عمل وحرکت اور انقلاب وعزمت کی زندگی ہے۔ یہ واقعات کب ظہور میں آئے ان کے سنین وتاریخ کے تعین میں مؤرخین کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں۔ یہاں وہ تاریخیں درج میں جن کے بارے میں مؤرخین اور ارباب سیَر کی زیادہ سے زیادہ تعداد کا اتفاق ہے۔

Marfat.com

اہل عالم پر حضورؐ کے احسانات

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

زندگی اکھڑے اکھڑے سانس لے رہی تھی' چمنستان رنگ و بو خزاں کی زد میں آکر نہ صرف بہاروں سے محروم ہو جاچکا تھا' بلکہ اس کی شاخیں بھی آسمان کی طرف منہ کر کے اپنی بربادی کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں۔ انسان پر انسان کی خدائی ستم ڈھا رہی تھی۔ فلاحِ نوع انسان کے گلے کا طوق بنی ہوئی تھی۔ نیکی منہ چھپائے کسی کونے کھدرے میں اپنی ناکامی پر کفِ افسوس مل رہی تھی اور بدی تمام دنیا پر حکمران ہو کر عالم ہستی کو فسوق و فجور سے بھر رہی تھی۔

انسان کا سر جو ایک خدا کے سوا کسی آستانے پر نہیں جھکنا چاہیے تھا۔ پتھر کے بتوں' لکڑی کے مجسموں اور اسی طرح کی بے جان چیزوں کے آگے جھکا ہوا تھا۔ تمام دنیا ایک تاریک رات کی زد میں تھی اور نوع انسانی کا بیڑا ہلاکت کے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا کہ ؂

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت
بڑھا جانبِ بو قبیس ابرِ رحمت
ادا خاکِ بطحا نے کی وہ امانت
چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہؓ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ اور نویدِ مسیحاؑ

حضور نبی پاک ﷺ نے وہ بارِ امانت اٹھا لیا جس کے اٹھانے سے زمین و

Marfat.com

آسمان اور پہاڑوں نے انکار کر دیا تھا۔ آپؐ نے نوع انسانی کی کشتی کو پار لگانے کا تہیہ کر لیا۔ سب سے پہلے سرکار دو عالمؐ نے روٹھے ہوئے خدا کو منانے کے لیے بندوں کو اس کے دربار میں لا کر حاضر کیا۔ توحید خالص کے چشمہ صافی سے تشنہ لب انسان کو سیراب کیا اور شرک کی نجاست سے قلوب اہل عالم کو دھو ڈالا۔ غلامی کے بوجھ تلے تمام مخلوق کراہ رہی تھی۔ انسانوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک کیا جا رہا تھا۔ حضورؐ آئے اور غلامی کے طوق و سلاسل کاٹ کر رکھ دیئے اور گرفتار بلا انسان آزادی کی فضا میں سانس لینے لگا۔

عورت ہوس کے ہاتھ میں ایک کھلونا تھی' ظلم و جبر نے اسے کنیز سے بدتر مقام پر پہنچا دیا تھا۔ وہ محفل نشاط کی روح رواں ضرور تھی' لیکن اس کے حقوق کا کھاتا بالکل خالی تھا۔ سرکارؐ نے اسے "نصف بہتر حیات" بنا دیا۔ گھر کی ملکہ کا اسے خطاب ملا اور وہ شمع محفل کی بجائے زینت خانہ بن کر کاشانہ ہستی کی روح و رواں بن گئی۔ انسانی تمدن کی چولیں جو عورت کی پامالی سے ہل گئی تھیں۔ حضورؐ کے دست حق شناس سے پھر ٹھکانے آ گئیں۔ دختر کشی کے رواج کو ملیامیٹ کر دیا گیا۔ بچی کی پیدائش نحوست کے بجائے رحمت قرار پائی اور جننے والی جسے سانپ سمجھ کر گود خالی کر دیتی تھی' اسے اللہ کی دین سمجھ کر سینے سے لگانا باعث سعادت سمجھنے لگی۔

محکوموں کے حقوق حاکموں نے نگل لئے تھے' عدل و انصاف کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ تمدن کی بہاریں مرجھا چکی تھیں۔ معاشرت میں حسن عمل کے پھول ابید نیند سو چکے تھے۔ معیشت کے گھوڑے کی باگیں سرمایہ دار کے ہاتھ میں تھیں اور وہ اپنا الو سیدھا کرنے اور دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے جس طرح چاہتا کام کرتا تھا۔ حضورؐ آئے اور تمام ناانصافیاں حرف غلط کی طرح مٹا دی گئیں اور زندگی کے چہرے پر حسن ازل کا نکھار آ گیا۔ سچ کہا ہے حضرت حفیظ جالندھری نے ۔

اسی کی زندگی نے زندگی کو زندگی بخشی
گلوں کو رنگ ماہ و مہر کو تابندگی بخشی

حضورؐ کے لائے ہوئے نظام نے سرمایہ داری کا خاتمہ کر دیا' جاگیرداری کی

Marfat.com

روح قبض کر لی۔ استحصال اور جبر کا نام و نشان مٹا دیا اور بندۂ مزدور کے تلخ اوقات فرحت بخش جھونکوں میں تبدیل ہو گئے ۔

گھٹائے زور اس نے سخت کوشوں کے الیموں کے
کیے حق اس نے قائم عورتوں کے اور یتیموں کے
نوید بخشش یوم الحساب اس کی زبان پر تھی
وہ امی تھا' مگر ام الکتاب اس کی زبان پر تھی

حضورؐ نے دنیا کو تہذیب و تمدن سے آشنا کیا۔ جہالت کی کالی رات میں علم کی شمعیں روشن کیں اور اپنی حق شناس تعلیم سے اہل عالم کی قسمتیں بدل کر رکھ دیں۔ اخوت و مساوات کا دور سعید آیا' محبت کے جام چلے اور صدیوں کے بچھڑے ہوئے انسان ایک دوسرے سے لپٹ لپٹ کر روئے۔

صدر محترم! آج دنیا میں جو نیکی کا چمنستان جہاں بھی اپنی مہک دکھا رہا ہے۔ حضورؐ کی آبیاری کا نتیجہ ہے' شرافت اور دیانت جس جگہ بھی ہیں حضورؐ کی ذات والاصفات کو دعائیں دے رہی ہیں۔ حسن عمل جہاں بھی ضوفشاں ہے۔ حضورؐ کی ضیا باری کا نتیجہ ہے۔ آزادی و حریت کا بلبل جہاں بھی چہک رہا ہے' حضورؐ کا ممنون احسان ہے۔ جمہوریت کی روح جہاں کہیں بھی ہے۔ حضورؐ کا قصیدہ پڑھ رہی ہے۔ حق کی آواز جس نہاں خانے سے بھی اٹھتی ہے' حضورؐ کا سہارا لے کر اٹھتی ہے۔

غرض اہل عالم پر حضورؐ کے اس قدر احسانات ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ یہ وہ وادی ہے جہاں جبریلؑ امین کے پر بھی جل جاتے ہیں۔ تو مجھے جیسا حقیر انسان وہاں کیسے دم مار سکتا ہے! جی چاہتا ہے کہ حضورؐ کے ذکر مبارک سے زبان کو اور تر رکھا جائے' مگر تاب گفتار انکار کر رہی ہے۔ جلوؤں کی بے پناہ بارش آگے قدم بڑھانے میں مانع ہے ۔

فروزاں ہے سینے میں شمع نفس
مگر تاب گفتار کہتی ہے بس
اگر یک سر موئے بر تر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

(25 ر اپریل 1972ء کو صبح سات بجے معرض تحریر میں لائی گئی)

Marfat.com

ہم اور ہماری قومی زبان

میر مجلس، مہمان مکرم و شرکاء محفل!

آج میں آپ کے سامنے ایک نہایت اہم اور حساس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور یہ موضوع ہے ہم اور ہماری قومی زبان۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہماری قومی زبان "اردو" ہمارے ملک پاکستان کا ایک نہایت اہم موضوع بن چکا ہے۔ خصوصاً جب سے پاکستان میں مختلف لسانی تعصبات کو ہوا ملی ہے تب سے یہ ایک حساس موضوع بن گیا ہے۔

جناب صدر!

ہمارے ملک پاکستان کو معرض وجود میں آئے آج ستائیس برس ہونے کو ہیں۔ اس عرصہ میں ہزاروں طوفان اور لاکھوں حوادث رونما ہوئے، لیکن پاکستان ان سب بحرانوں سے سرخرو ہو کر نکل آیا ہے۔ آج اگر ہم اپنے ماضی پر ایک نگاہ دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ان حوادث اور بحرانوں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ پاکستان میں زبان کے مسئلے کو ہمیشہ پس پشت ڈالا گیا اور اسے کوئی اہمیت نہ دی گئی۔ جس کے نتیجے میں لسانی فسادات ہوئے۔ بنگالی زبان کی تحریکیں چلائی گئیں اور جس بناء پر پاکستان دو ٹکڑے ہوا اور ایک نیا ملک بنگلہ دیش معرض وجود میں آگیا۔

جناب والا!

ماہرین کہتے ہیں کہ جب تک کسی قوم کی اپنی زبان نہیں ہوتی، اپنی ثقافت اور اپنا مذہب نہیں ہوتا وہ صحیح طور پر قوم کہلا ہی نہیں سکتی۔ اگر ہم اپنی قومی روایات کو اس نظر سے دیکھیں تو ہمیں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بھی یاد آتا ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو اور صرف اردو ہو گی۔ یہی ایک زبان ہے جسے پوری قوم کی زبان قرار دیا جا سکتا ہے۔

دوستو!

Marfat.com

افسوس ہے کہ قائداعظمؒ کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بنگالی بھائیوں نے بنگالی زبان کے لیے جدوجہد شروع کر دی اور بے شمار مظاہروں کے بعد طے پایا کہ پاکستان کی دو قومی زبانیں اردو اور بنگلہ ہوں گی۔ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد بنگلہ دیش میں بنگالی اور مغربی پاکستان میں اردو کو سرکاری زبان قرار دے دیا گیا۔ اب یہ امید واثق ہے کہ آئندہ برسوں میں اردو کو اس کا جائز مقام مل جائے گا اور اس کی ہمہ گیر اہمیت کو تسلیم کر لیا جائے گا۔

صدر گرامی قدر!

اس لحاظ سے ہم دیکھیں تو پاکستان میں ہم اردو ہی کو ان خوبیوں کی مالک زبان قرار دے سکتے ہیں۔ لاہور نے قومی زبان کی ترقی میں دہلی اور لکھنؤ سے کم خدمات سرانجام نہیں دی ہیں۔ اسی طرح کراچی' پنڈی' پشاور' سرگودھا' بہاولپور' ملتان' پشاور وغیرہ ایسے شہر میں جن کے اہل قلم نے اردو زبان و ادب کی خاطر خواہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہ زبان پاکستان کے ہر حصے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

جناب والا!

آج پاکستان میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا خواب کسی حد تک پورا ہوتا نظر آرہا ہے۔ پاکستان کی چند ایک یونیورسٹیوں نے ایم اے تک کے طلباء کو اردو زبان میں امتحانات دینے کی اجازت دے دی ہے۔ اس فیصلے کا طلباء اور اساتذہ دونوں پر خوشگوار اثر پڑا ہے۔ اساتذہ اب محنت سے پڑھاتے اور طلباء پہلے کی نسبت بہتر طور پر مضمون کو سمجھ سکتے ہیں۔ تقریباً ہر مضمون پر نصابی کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔

صدر گرامی قدر!

ایک اور مسئلہ جو اردو زبان کو درپیش ہے وہ اس کی قومی اہمیت اور علاقائی زبانوں سے اس کا تعلق ہے۔ اس کا کچھ ذکر تو میں نے کیا ہے اور مزید اس پر روشنی ڈالوں گا لیکن پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اردو زبان کو اور کون کون سے زیادہ اہم مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور انہیں حل کرنے کے لیے کیا کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ پچھلے چند برسوں سے اردو زبان کا رسم الخط

Marfat.com

تنازعہ غیر مسئلہ بنا ہوا ہے۔ اس پر ہر طبقہ فکر کے لوگ روشنی ڈال چکے ہیں۔ مخالفین کے نزدیک اردو زبان کا موجودہ رسم الخط اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اردو ٹائپ رائٹر اس وقت تک تیزی سے اپنا کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ اسے رومن رسم الخط میں نہ بدل دیا جائے۔ دوسرے کتابت سے کام نہیں چل سکتا۔

جناب صدر!

اگر اس مسئلے پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیا جائے۔ تو حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ مسئلہ اتنا پیچیدہ نہیں ہے۔ محض اس لیے رومن رسم الخط اختیار کرنا کہ اردو کو سرکاری زبان بننے سے انگریزی ٹائپ رائٹروں کو کام میں لا کر انہیں بے کار ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ یہ ایک غلامانہ سوچ ہے۔ انقلاب کے لیے قربانیاں دینا ہی پڑتی ہیں۔ اگر چند لاکھ روپے کے ٹائپ رائٹر اردو پر قربان ہو جائیں تو کون سی قیامت آجائے گی اور پھر اردو میں تو ایک گراں قدر سنگ میل عبور کیا جا چکا ہے کہ اب اردو کو کمپیوٹر پر کمپوز کیا جا سکتا ہے۔ جدید کمپیوٹر ٹیکنالوجی نے اردو کے ایسے شاہکار پروگرام دیئے ہیں کہ اب تو اردو کے لیے کتابت کی بھی ضرورت نہیں رہی اور پھر اردو کا موجودہ ٹائپ رائٹر سسٹم بھی کامیاب ہے۔ بلکہ بڑی تیزی سے کامیابی کے مراحل طے کر رہا ہے۔ رومن میں اردو کا تلفظ ادا کرنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔

صدر ذی وقار!

یہ کتنا بھونڈا مذاق ہے کہ رومن رسم الخط اختیار کرنے سے ہم اپنے مذہبی 'ثقافتی' تہذیبی سرمائے سے کٹ کر رہ جائیں گے۔ جس کی ترقی بالکل ناممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سارا سرمایہ ادب اتنی جلدی رومن میں منتقل نہیں ہو سکتا۔ جتنی جلدی ایک نسل تیار ہوتی ہے۔

جناب والا!

اردو پاکستان کی واحد قومی زبان ہے۔ جو خیبر سے چاٹگام تک بولی جاتی ہے۔ پاکستان کی صوبائی زبانیں اپنی جگہ لیکن قومی زبان کی اہمیت اپنی جگہ ہے اور

Marfat.com

میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عالمی سطح پر بولی اور سمجھی جانے والی زبان بھی بن سکتی ہے۔

جناب عالی!

کسی بھی زبان کے لیے جو ہمہ گیر مقبولیت حاصل کر سکتی ہے اس میں چار چیزوں کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

نمبر ایک یہ کہ ملک کے دور و نزدیک تمام حصوں پر بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

نمبر دو یہ کہ آسانی سے سیکھی جا سکتی ہو۔

نمبر تین یہ کہ وقت کی تمام ضروریات کو پورا کر سکے۔

نمبر چار یہ کہ آنے والے زمانے کی امکانی ترقی کا ساتھ دے سکے۔

تو جناب والا!

اب میں اس چیز پر روشنی ڈالوں گا کہ اردو میں یہ خصوصیات کس حد تک موجود ہیں۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ پاکستان کی تمام زبانوں میں سے ہم اردو کو ہی ان خوبیوں کی مالک پاتے ہیں۔ یعنی پاکستان کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں اردو بولی اور سمجھی نہ جاتی ہو۔ بلکہ بیرون ملک بھی کئی جگہوں پر یہ جانی جاتی ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اردو اور دوسری علاقائی زبانوں میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ مثال کے طور پر ان سب کا رسم الخط ایک سا ہے۔ قواعد میں بھی زیادہ فرق نہیں ہے اور تمام لوگ اردو کو باسانی پڑھ لیتے ہیں۔

تیسری چیز یہ ہے کہ اردو زبان کا ضمیر اور مزاج ایسا ہے کہ وہ ہر زبان کے الفاظ کو اپنے اندر سمونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس نے سائنس اور علمی اصطلاحوں کو بڑی خوبی سے قبول کیا ہے۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر اردو کی تعلیم دی جا رہی ہے اور اس کے سمجھنے والے یورپ اور امریکہ کے علاوہ مشرق بعید میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ آنے والے زمانے کی امکانی ترقی کا بھرپور ساتھ دے سکتی ہے۔

جناب صدر!

Marfat.com

اردو زبان کی پیدائش اور ارتقاء میں مسلمانوں کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ انہوں نے اس کی پرورش کی اور اسے پروان چڑھایا یا اس لیے اردو شروع ہی سے مسلمانوں کی زبان سمجھی جانے لگی ہے۔ اس زبان نے برصغیر کے دور دراز علاقوں میں بسنے والے لوگوں میں باہمی افہام و تفہیم اور اتحاد کو بھرپور فروغ دیا اور یہ صورت حال اب تک موجود ہے۔ آپ پاکستان کے ایک علاقے میں اگر دوسرے علاقے کی زبان میں گفتگو کرنا چاہیں تو شاید آپ کی بات کو سمجھنے والا کوئی ایک بھی نہ مل سکے۔ لیکن آپ اردو میں پاکستان کے کسی بھی کونے میں بات کریں آپ کو اس کے سمجھنے اور بولنے والے بے شمار مل جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک دشمن عناصر جب ملکی اتحاد پر چوٹ کرنا چاہتے ہیں تو وہ اردو زبان کو اپنا ہدف بناتے ہیں کیونکہ یہی ہمارے اتحاد کا باعث ہے۔

میرے عزیز ساتھیو!

اردو ایک وسیع القلب اور عظیم ترین زبان ہے۔ اس میں جدید اور زندہ زبانوں میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو موجودہ زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ دوسری زبانوں کے الفاظ کو بڑی آسانی سے جذب کر لیتی ہے اور وہ الفاظ اجنبی محسوس نہیں ہوتے۔ انہی خصوصیات کی بناء پر یہ ترقی کے وہ تمام مدارج طے کر لیتی ہے اور اب اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ بن سکے۔ جدید سائنسی علوم بھی اس میں منتقل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی تمام ممتاز یونیورسٹیوں میں یہ اعلیٰ ترین تعلیم کا ذریعہ بنتی جا رہی ہے۔

صدر ذی شان!

حقیقت کی نظر سے دیکھیں تو اردو کو وسیلہ بنا کر پاکستان میں سائنسی ترقی اور سائنسی تعلیم کو زیادہ سہل اور تیز رفتار بنایا جا سکتا ہے۔ جہاں تک دفتری اور سرکاری ضروریات کا تعلق ہے۔ وہ تدریسی معیار سے کم تر درجے کی ہیں۔ جب اردو ان اعلیٰ معیاروں پر پورا اتر سکتی ہے تو یقیناً دفتری ضروریات بھی پوری کر سکتی ہے۔ اس کے باوجود گزشتہ نصف صدی سے پاکستان میں اردو کو سرکاری دفتر میں رائج نہ کیا جا سکا۔ افسوس صد افسوس۔

Marfat.com

ہم جانتے ہیں کہ اردو کو قومی زبان بنانے اور ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے قومی ترقی کی رفتار بہت تیز ہو سکتی ہے۔ وہ وقت اور صلاحیتیں جو ہمارے طلباء ایک غیر ملکی زبان سیکھنے میں صرف کرتے ہیں انہیں اگر براہ راست علوم کی تحصیل کے لیے صرف کیا جائے تو قومی نقطہ نظر سے بہت سے خوشگوار نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ دوسرے ملکوں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ چین نے ہمارے بعد آزادی حاصل کی ہے۔ اس سے قبل ان کے ملک پر بھی سامراجیوں کا تسلط تھا اور وہاں انگریزوں کو وہی مقام حاصل تھا جو اب تک ہمارے ملک میں حاصل ہے' لیکن سامراجی تسلط سے چھٹکارا پانے کے بعد یعنی آزادی جیسی گراں بہا نعمت حاصل کر لینے کے بعد انہوں نے اپنی قومی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دیا۔ اس میں تمام علوم کی تدریس شروع ہوئی اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہر اعتبار سے دنیا کی تیسری بڑی قوم ہے اور دنیا کی سب سے بڑی قوت بن چکی ہے۔ اگر ہم علم کی شاہراہ پر ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ قدم ملا کر چلنا چاہتے ہیں تو ہمیں اردو کو بلا تاخیر نہ صرف ہر سطح پر ذریعہ تعلیم بنانا ہو گا بلکہ سرکاری دفاتر کی کاروائیاں بھی اسی زبان میں سرانجام دینا ہوں گی۔ ہم اردو کو قومی زبان بنا کر ہی دنیا کی قوموں میں کوئی منفرد مقام اور باعث توقیر جگہ حاصل کر سکتے ہیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت طلب کروں گا۔
والسلام

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ اجمعین

Marfat.com

1- میں کیا بننا چاہتا ہوں

صدر گرامی و حاضرین مکرم!

ہر بچہ یہ ضرور سوچتا ہے کہ ایک دن بڑے ہو کر اسے کیا بننا ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ ہر انسان کسی نہ کسی مقصد کے تحت ہی پیدا ہوتا ہے۔ ویسے تو اس کائنات کی ہر شے بھی کسی نہ کسی مقصد کے لیے تخلیق کی گئی ہے۔ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مصرف ضرور ہے۔ کم از کم قدرت نے کوئی بھی بے کار شے تخلیق نہیں کی۔ سورج' چاند' ستارے ایک باقاعدگی کے ساتھ روز اول سے گردش میں ہیں۔ سورج ایک مقررہ وقت پر نکلتا ہے اور دن بھر کی مسافت طے کرتا اور اپنا فریضہ انجام دیتا ہوا غروب ہو جاتا ہے۔ یہی حال چاند' ستاروں کا بھی ہے' یہ باقاعدگی اور گردش کا تسلسل بے کار نہیں ہے۔ اس کے پس پردہ قدرت کے اہم مقاصد ہیں۔ ہر شے اپنے طے شدہ نصب العین کی طرف رواں دواں ہے۔

جناب والا!

انسان جسے خدا نے زمین پر اپنا نائب اور اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے۔ مقصد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنے مقصد کو کس حد تک پیش نظر رکھتا ہے اور دنیاوی مقصد میں کس حد تک گھر جاتا ہے۔ دنیاوی سطح پر ہی ہر انسان کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے۔ کوئی انسان زیادہ دولت سمیٹ لینے کو اپنا مطمع نظر بنا لیتا ہے اور اس کے لیے دن رات کوشاں رہتا ہے۔ ہر جائز و ناجائز طریقہ اختیار کرتا ہے۔ پھر بھی اس کی ہوس ہے کہ سیر نہیں ہوتی۔ کوئی عزت' شہرت کی خاطر بڑے بڑے عہدے حاصل کرنے کا متمنی ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کے بغیر معاشرے میں قابل احترام مقام حاصل نہیں ہو سکتا' اس لیے دن رات اسی فکر میں رہتا ہے۔

عزیز ساتھیو!

Marfat.com

اسی طرح ہر انسان کسی نہ کسی مقصد کے لیے دوڑ دھوپ کر رہا ہے۔ جہاں تک میرے مقصد کا تعلق ہے تو میں نے انسانیت کی خدمت کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق پر بندوں کے حقوق کو ترجیح دی ہے۔ اسی سے انسانیت کی خدمت واضح ہو جاتی ہے۔ میرے نزدیک انسانیت کی خدمت سب سے بڑی عبادت ہے۔ میں انسانوں کے دُکھ درد میں شریک ہونا اور ان کے دکھوں کو بانٹنا چاہتا ہوں۔ میں اندھے کی لاٹھی' بے سہارے کا سہارا اور کراہتی ہوئی انسانیت کے زخموں کا مرہم بننا چاہتا ہوں۔ میرے نزدیک انسانی زندگی کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے۔ جیسا کہ شاعر نے اس حقیقت کا خوبصورت انداز میں اظہار کیا ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

جناب صدر گرامی!

ہم جانتے ہیں کہ خدمت خلق ہی ہر اعتبار سے ایک افضل چیز ہے۔ دوسرے انسانوں کو سکھ پہنچا کر انسان جو انمول دولت حاصل کرتا ہے۔ وہ روحانی مسرت ہے۔ انسان کے لیے یہ بات سرمایہ افتخار ہوتی ہے کہ وہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود دوسروں کے کام آسکتا ہے۔ کسی کے غم کا مداوا کر سکتا ہے۔ دوسروں کے دکھ بانٹ سکتا ہے۔ کیونکہ زندگی کے دکھی ساگر میں جہاں انسانی آرزوؤں کی کشتی تیرتی کم اور ڈوبتی زیادہ ہے اور ہزاروں دکھی انسان بستے ہیں ان کے ساتھ ایک میٹھا بول اور ایک مشفقانہ مسکراہٹ وہ کام کر سکتی ہے جو کسی پرانی کہانی میں ایک ڈوبتے ہوئے مور ناتواں سے ایک پرندے نے کیا تھا۔ اگر انسان اس مشفقانہ مسکراہٹ اور میٹھے بول کے بولنے پر قادر ہو جائے تو یہی سب سے بڑی انسانیت ہے اور سب سے بڑی خدمت خلق ہے۔ دوسرے انسانوں کی خدمت کر کے روحانی مسرتوں کے خزینے ہاتھ میں آئے' وہاں اللہ کی خوشنودی بھی حاصل ہے۔ کیونکہ

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ دنیا میں انسان کے کام آئے انساں

صدر محترم!

Marfat.com

انسان کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد نیکی اور سچائی کو پھیلانا اور قربانی دینا تھا۔ بدی کے خلاف جہاد کرنا ایک کٹھن کام سہی لیکن خلیفہ الارض کا فرض منصبی بھی تو یہی ہے۔ جو انسان اس فرض کو پورا نہ کر سکے وہ انسان ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بدی کیا ہے؟

دوسرے انسانوں کی حق تلفی اور ناانصافی دوسرے کے ساتھ ناروا سلوک باہمی عداوت و نفرت' حسد اور تعصب کے ناپسندیدہ جذبات سے اپنے ذہن و شخصیت کو آلودہ کرنا۔ میں اپنی تخلیق کے بنیادی مقصد کو پورا کرنے کے لیے ان برائیوں سے اپنے آپ کو اور دوسرے سبھی انسانوں کو بچانا چاہتا ہوں۔ یہی میرا مقصد اور یہی میرا نصب العین ہے۔

صدر گرامی!

میرا یہ ایمان ہے کہ انسانوں کے ساتھ محبت' دوسروں کی بہتری اور بھلائی کے جذبات اگر فروغ پا سکیں تو یہی دنیا جنت بن سکتی ہے۔ یہ معاشرہ جو ہمیں برائیوں اور گناہوں کی آماجگاہ نظر آتا ہے۔ امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ جس مقصد کے لیے میں اپنی زندگی وقف کر دینا چاہتا ہوں وہ ارفع و اعلیٰ ہے اور اس کا حصول انتہائی دشوار ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس چند روزہ زندگی کے یہ عیش و آرام قطعی بے معنی ہیں۔ خواہشات بے رنگ اور آرزوئیں بے معنی ہیں۔ میں ان سب کو تج کر آزمائش کی بھٹی میں پگھل کر کندن بنا چاہتا ہوں تاکہ بدی کے اندھیروں کو نیکیوں کے اجالے میں تبدیل کر سکوں۔

صدر ذی شان!

میرا نصب العین بہت مضبوط ہے اور میرا ایمان ہے کہ میں اس پر ہمیشہ مضبوطی سے قائم رہوں گا۔

میں صحیح معنوں میں ایک ایسا انسان بننا چاہوں گا۔ جو دوسروں کے لیے خیر اور بھلائی کا باعث ہو اور جس کے وجود سے دوسرے انسانوں کو راحت میسر آ سکے۔ جو دوسروں کی تکلیفوں میں برابر کا شریک ہو اور ان کے دکھوں کو اپنا دکھ سمجھ

Marfat.com

سکے۔

اگرچہ بقول غالب

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

آخر میں میں صرف یہی استدعا کرنا چاہوں گا کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے میرے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

دی شیخ با چراغ ہمہ گشت گرد شہر
کز دام و دد ملولم و انسانم آرزو است

Marfat.com

نقل ایک لعنت ہے

نقل کرنے اور کروانے کی عادت چھوڑیے
کیجیے خوف خدا یہ کار ذلت چھوڑیے

کاروبار نقل سے علم و ادب کا ہے زیاں
ملک و ملت کا خسارہ ہے یہ لعنت چھوڑیے

علم کی جو شمع سینے میں ہے وہ بجھ جائے گی
چھوڑ دیجیے یہ اندھیرا گھپ' یہ ظلمت چھوڑیے

حاضرین باتمکین! بے ایمانی' کم ہمتی' نقب زنی اور گیدڑ کی زندگی جب یہ چار عناصر صورت پذیر ہو کر ایک ہیولیٰ کی شکل اختیار کرتے ہیں تو عرف عام میں اسے نقل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا روگ ہے جو ملک و ملت کی جڑیں کھوکھلی کر کے رکھ دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جو انسان کی صلاحیتوں کو زنگ آلود' اس کے ارادوں کو مضمحل' اس کے عزائم کو سرنگوں اور اس کی خودی کو ملیامیٹ کر کے قومی ترقی کی جڑ پر تیشہ چلا دیتا ہے۔

نقل کرنے والا طالب علم کارگہ حیات میں وہ کند ہتھیار ثابت ہوتا ہے جس سے کوئی معرکہ سر نہیں ہو سکتا اور وہ ہر مقام پر شکست خوردگی کی لعنت کا بار اور رسوائی کا طوق اپنے گلے کی زینت بناتا ہے۔ قوم کی زندگی اور بقا' اس کی ترقی اور نشوونما' اس کا عروج اور منتہا ہمیشہ فاضل اور علم و فن میں یگانہ روزگار لوگوں کی صلاحیتوں کا مرہون منت ہوا کرتا ہے' لیکن نقل سے جعلی ٹھپا لگانے والا انسان کارگاہ حیات میں رنجک چاٹی ہوئی تو ثابت ہوتا ہے۔ جو عین موقع پر دغا دے جاتی ہے۔

نقل کر کے فضیلت کا تاج سر پر رکھنے والا انسان ایک بہروپیا ہے۔ جس نے

Marfat.com

اپنی جہالت کو چھپانے اور پیٹ پوجا کرنے کے لیے یہ بہروپ اختیار کیا ہوا ہے۔ زمانے کا صراف جب اسے کسوٹی پر کستا ہے تو پہلے ہی رگڑے میں اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں اور اس کی ملمع سازی کا راز فاش ہو جاتا ہے۔

نقل کرنے والا طالب علم ایک چور ہے جو دوسروں کی علمی دولت لوٹ کر گلچھرے اڑاتا ہے۔ وہ ایک پست ہمت انسان ہے جو دوسروں کے زور بازو سے پہلوان بنتا ہے۔ وہ کمینگی کا ایک روپ ہے جو انسان کی صورت میں صورت پذیر ہو کر ملکی دولت سے متمتع ہوتا ہے۔ وہ ایک رستا ہوا ناسور ہے جس کی سڑاندسے معاشرے کا دل و دماغ چکرانے لگتا ہے۔ وہ علم و ادب کی دنیا میں ایک زندہ لاش ہے' جو کہاروں کی ڈولی میں بیٹھ کر اور جعلی زیور سے آراستہ ہو کر ایک دلہن کی شکل اختیار کر رہی ہے' لیکن جب اس کا پیا پیار سے اس کے رخ زیبا سے پردہ اٹھاتا ہے۔ تو وہ اسے بھیانک چڑیل کی شکل میں پاتا ہے۔

صدر ذی وقار! ہمیں قائداعظم کی انتھک محنت اور شہیدوں کی قربانیوں نے آزادی کی نعمت سے ہمکنار کیا۔ ہمیں پاکستان کی شکل میں ایک جنت کا ٹکڑا ملا جو اپنی بقا اور استحکام کے لیے اعلیٰ درجے کے وہ سائنس دان مانگتا ہے جو اپنی صلاحیتوں سے ایک نیا جہاں تعمیر کر کے دشمن کو ورطہ حیرت میں ڈال دیں۔ وہ بے پناہ قابلیت کے حامل فلسفیوں کا طالب ہے جو فلسفے کے پر لگا کر فلک نیلوں کی پہنائیوں میں غوطہ زن ہوں۔ وہ اعلیٰ کوالٹی کے مدبروں کا محتاج ہے جو اپنی تدبیر جہانبانی سے زندگی کی پیشانی کو تابدار بنا دیں۔ وہ ان معماران قوم کی تلاش میں ہے جو موجودہ نسل کو شاہین و عقاب بنا کو جوئے سما میں محو پرواز کر دیں۔ وہ مختلف علوم و فنون کے بحر زخار کا خواہاں ہے جس کی گہرائیوں سے لولوے لالہ نکلتے چلے جائیں اور قوم ان کو گلے کا ہار بنا کر سر افتخار بلند کر سکے۔ وہ ایسی مشاطہ دوراں کی جستجو میں ہے جو اس کی اجڑی ہوئی مانگ کو اپنے شانہ تدبیر سے سنوارے اور اسے حسن و جمال کے پیکر دلنواز میں جلوہ طراز کر دے۔

لیکن لعنت ہو نقل پیشہ افراد پر کہ یہ ہمیں جعلی سائنس دان عطا کر رہے ہیں۔ یہ جھوٹے فلسفی مہیا کر رہے ہیں۔ یہ شاہین و عقاب کو خاک بازی کا درس

Marfat.com

دینے والے معلم بنا رہے ہیں۔ یہ ڈگریوں کے ٹھپے لگا لگا کر جاہلوں کی ٹیم فراہم کر رہے ہیں۔ یہ مردان اولوالعزم کے بجائے ہیجڑوں کا غول بیابانی قوم کی محفل میں بھیج رہے ہیں۔ یہ ملک کی دولت غارت کر کے صبح بنارس اور شام اودھ بنانے والے افسر پیدا کر رہے ہیں۔ یہ کام چوروں' دوں ہمتوں' پست خیالوں کی ایک کھیپ اٹھا رہے ہیں جو ملک و ملت کا سفینہ غرقاب کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

صدر گرامی! سخت کوشی سے تلخ زندگانی انگبیں بنتی ہے' لیکن یہ بے محنت و مشقت شہد کے کپے اپنے حلق میں انڈیلنا چاہتے ہیں۔ کانٹوں کے زخم کھائے بغیر یاسمین و گلاب کے ہار نہیں ملتے' لیکن یہ دوں ہمت دوسروں کے سر سے بسد گل اڑانا چاہتے ہیں۔ علم و ادب کی دولت راتوں کی نیند حرام کر کے اور اپنے بدن کے تیل سے چراغ روشنی کر کے ملتی ہے' لیکن یہ خواب شیریں لکے مزے لوٹ کر فرہاد کوہکن کا سرمایہ لوٹ لیتے ہیں۔ چناب کی لہروں سے کشتی لڑے بغیر یہ سوہنی کا وصال حاصل کر لیتے ہیں' اور مہینوال بے چارے اپنے جگر کے کباب بنا کر محروم وصال رہتے ہیں۔

صدر گرامی! ہمیں دریا کی تند و تیز موجوں سے لڑنا ہے۔ اس کے لیے تجربہ کار ملاحوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں پاکستان کا نام اقضائے عالم میں بلند کرنا ہے۔ اس کے لیے بہترین صلاحیتوں کے حامل افراد درکار ہیں' لیکن نقلی سکے' جعلی نوٹ' دکھاوے کے بہروپیے' ہمارے کسی کام کے نہیں' لہٰذا ہمیں پوری دیانتداری سے یہ تمام جعلی کاروبار ٹھپ کر کے حقیقت کے رنگ میں جلوہ گر ہونا چاہیے!

ہماری حکومت کروڑوں روپیہ تعلیم پر صرف کر رہی ہے۔ اساتذۂ کرام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے مقدور بھر فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اب یہ اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ انتھک محنت کر کے ملک میں طوسی و رازی پیدا کریں۔ جوہر اور فردوسی اٹھائیں۔ قائداعظم! اور علامہ اقبال کو جنم دیں۔ کیمیاگر اور سائنس دان ابھاریں۔ بچوں کی خفیہ صلاحیتوں کو جلا بخشیں اور انہیں علامہ اقبال کا درس خودی دے کر غیور و خوددار بنائیں' جعلی ٹھپے لگا لگا کر کاغذی سکے چلانے کا کاروبار ختم کر دیں اور حکیم الامت شاعر مشرق کے اس قول کو حرز جان بنا لیں ۔

Marfat.com

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا
جس سے دل دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا وہ گہر کیا

آیئے! نقل کا خاتمہ کرنے کے لیے ایک تند و تیز مہم چلائیں اور ظلمتوں کا سینہ چیر کر صبح نو کا نورانی چہرہ دنیا کو دکھائیں۔ وطن عزیز کو بہاروں کا مسکن بنا کر دم لیں اور نقلی بہار کو جو درا صل خزاں کی ایک مکروہ تصویر ہے۔ جوتے مار مار کر دیس سے باہر نکال دیں ۔

اٹھ کہ خورشید کا سامان سفر تازہ کریں
نفس سوختہ شام و سحر تازہ کریں

(18 / فروری 1987ء)

Marfat.com

امام محمد غزالیؒ

قابل صد تحسین و آفرین ہیں وہ ذوات اعلیٰ و ارفع، جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ دنیائے فانی کی دلچسپیوں سے بیگانہ ہو کر۔ دین حقہ کی معرفت میں صرف کر دیا۔

یہ بزرگ ہستیاں صرف اور صرف خداوند قدوس اور رسول کریمؐ کی دین مبین کی اساس کو استوار کرنے کے لیے خلق ہوئیں۔ انہی ذوات کے لئے خداوند عالم نے فرمایا "کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا اپنی پہچان کے لئے میں نے دنیا کو پیدا کیا" انہیں عظیم شخصیات میں امام محمد غزالیؒ کی ذات گرامی بھی تھیں آپ کا نام نامی "محمد" پدر بزرگوار اور دادا کا نام بھی محمد ہی تھا خاندان میں سوت اور دھاگہ کا کام کیا جاتا اسی مناسبت سے آپ اپنے کو غزالی تحریر فرماتے ہیں۔ شہر طاہران خراسان میں 450ھ بمطابق 1052 عیسوی کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ امام غزالیؒ کے والد ان پڑھ تھے۔ لیکن علم کی خصوصیات سے واقف تھے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا زیور علم سے بہرہ ور ہو۔ امام صاحبؒ نے جب ہوش سنبھالا تو انتہائی شغف سے علم کی طرف راغب ہو گئے۔ دل میں خدا کی معرفت کا نور تھا۔ ذہن رسا پایا تھا۔ باپ کی محبت بھری نگاہیں بھی علم کی طرف مشغول کر رہی تھیں۔ ایسے میں توفیق ایزدی بھی شامل ہوئی تو آپؒ نے بچپن ہی میں بطریق احسن ابتدائی علوم کی تحصیل کی۔ اس کے بعد آپ نیشاپور آ گئے اور امام الحرمین ابو المعالی سے ظاہری اور باطنی علوم کی تکمیل کی۔ ناظم اعلیٰ کی رحلت کے بعد آپ کو مدرسہ نظامیہ کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔ امام غزالیؒ خاصے عرصے تک درس و تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد اس مشغلہ سے بالکل الگ تھلگ ہو کر فلسفہ اور مذہب کے عمیق

Marfat.com

مطالعہ میں مستغرق ہو گئے۔ اس مطالعہ نے انہیں اس نتیجہ پر پہنچایا کہ فلسفہ اور مذہب دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اس طرح انہوں نے فلسفیانہ عقائد و نظریات کی مخالفت اور اسلام کی حمایت کی اسی وجہ سے حجتہ اسلام کا لقب پایا۔ امام غزالیؒ نے تصوف میں بھی کمال حاصل کیا۔ آپ نے تقریباً ستائیس سال کی عمر میں شیخ ابو علی نارمدیؒ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی آپ نے طریقت کے اصولوں کے فروغ کے لیے۔ شام۔ بیت المقدس۔ حجاز اور مصر کے سفر سے واپسی کے بعد اپنے وطن میں ایک خانقاہ اور ایک دینی درسگاہ قائم کی۔ امام صاحب کی تصنیفات سینکڑوں کی تعداد میں ہیں مولانا شبلی نے اپنی کتاب "الغزالی" میں تصنیفات غزالی کو اٹھتر (78) لکھا ہے جن میں سے احیاء العلوم۔ کیمیائے سعادت۔ اخلاق ابرار۔ میزان العمل۔ خلاصتہ الرسول اور اقتصاد کو شہرت دوام حاصل ہے۔

آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ سلجوقی دور کے شعرا سے مختلف آپ نے قطعات اور رباعیات پر ہی اکتفا کی۔

امام غزالیؒ نے اوّلیں عمر سے آخری دم تک اشاعت اسلام میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کیا۔ شاہی دربار میں بھی اگر کوئی خلاف مرضی بات ہوتی تو اس کا برجستہ جواب دیتے۔ مال و منال۔ جاہ و حشم ان کی نگاہ میں حقیر تھے۔ نائب نقوی مترجم کیمیائے سعادت لکھتے ہیں کہ ایک دن جبکہ 14 جمادی الآخر 505 ہجری کی صبح صادق نے اپنا گریبان چاک کیا۔ امام غزالیؒ اٹھے۔ وضو کیا۔ ملک الموت سامنے دکھائی دیے آپ نے پیش قدمی کرتے ہوئے سر تسلیم خم کر دیا عرض کی "اس کا حکم بسر چشم مانوں گا" اس کے بعد کفن اپنے ہاتھوں سے پہنا اور ملک الموت سے گویا ہوئے ہاں آپ روح قبض کر لیں آپ کی رحلت کی خبر سے عالم اسلام میں ہلچل مچ گئی۔ دن بھی اتفاق سے پیر کا دن تھا۔ تاریخ ولادت لفظ محبت اور بحر العلوم ہے۔

* * *

Marfat.com

جشن بہاراں گلگت

موسم بہاراں کی یاد مناؤ کہ جشن کا دن ہے
بام و در سجاؤ کہ جشن کا دن ہے

جناب پرنسپل صاحب ---- عزیز ساتھیو!

آج جس موضوع پر مجھے اظہار خیال کرنا ہے۔ وہ ہے:

ہوا خیمہ زن کاروان بہار
ارم بن گیا دامن کوہسار

کوہ و دامن کی یہ سرزمین جس پر میں آپ اور ہم سب بس رہے ہیں۔ اپنی بے پناہ فطری رعنائیوں۔ سرسبز و شاداب وادیوں۔ سربفلک چوٹیوں۔ بل کھاتی گنگناتی ندیوں۔ چمکتے دمکتے گلیشرز اور سرخ و سفید پر عزم مکینوں کے باعث جنت نگاہ ہے۔

ترے خوش مناظر کی یہ خوش نمائی
پہاڑوں کی افلاک سے آشنائی
یہ فطرت کی صنعت گری کبریائی
سمٹ کر ترے ذرے ذرے میں آئی

وطن عزیز کے دیگر علاقوں سے مختلف گلگت اور شمالی علاقہ جات کی تمام وادیوں میں موسم بہار کی کشتی سرد جمود و سکوت کے سمندر میں یوں اترتی ہے کہ یک دم تلاطم برپا کردیتی ہے ایسا لگتا ہے کہ حسن کی دیوی جاگ اٹھی ہے زندگی پھر

Marfat.com

سے جوان ہونے لگتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وادی میں ہر چیز انگڑائی لے کر بیدار ہو گئی ہے اور اپنی کٹورا سی آنکھوں میں مستی۔ حسین رنگ لیے جلوؤں کو اپنے سنگ لیے جا بجا نغمے بکھیرتی جا رہی ہے۔

آبشاروں کے بہاروں کے چمن زاروں کے گیت
آمد صبح کے مہتاب کے کوہساروں کے گیت

بہار نوید ہے امید کی۔ پیغام ہے خوشی اور خوشحالی کا ثمر ہے قدرت کی بے کراں مہربانیوں کا۔ موسم گل و گلزار اپنے اندر اتحاد و یکجہتی کا ایک درس ایک سبق اور نیک لائحہ عمل بھی رکھتا ہے کہ اے انسان!

قدرت کی حسین ترین مخلوق تو بھی اپنے عمل اور کردار میں بہار جیسی صفات پیدا کر۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ!

آخر میں آپ سب کی نذر یہ دو شعر

کیا خبر تم کو اس وادی میں پرورش پاتے ہیں کون
عزت و ناموس آزادی پہ مٹ جاتے ہیں کون
پیکران عزم و ہمت ہی یہاں آباد ہیں
ان چٹانوں کی طرح جو فطرتاً آزاد ہیں
ہے ان کی زندگی میں لفظ آزادی رقم
یہ چٹانیں ان کی عزت یہ چٹانوں کا بھرم

❋ ❋ ❋

Marfat.com

شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

جناب صدر محفل۔ معزز سامعین اور پیارے ساتھیو! مجھے جس موضوع پر کچھ کہنا ہے وہ ہے شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

جناب والا!

بے معرکہ دنیا میں کوئی قوم نہیں ابھرتی اور یہی قانون فطرت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں تاریخ میں وہی قومیں سرفراز ہوئیں جن کے بچے تیغوں کے سائے میں پل کر جوان ہوئے اور انہی نے ستاروں پر کمند ڈالی مشقت جن کا شعار اور جدوجہد جن کی عادت تھی۔

سامعین محترم!

چشم فلک نے بڑے بڑے انقلابات دیکھے۔ قوم کے عروج و زوال کی داستانیں تاریخ کے اوراق سے پوچھئے کبھی سمیری بابل اور نینوا کی تہذیبیں بام عروج پر تھیں جن کے فخر کا تاج مصریوں نے چھینا اور اپنی تہذیب کو نئی شان اور رفعت سے ہمکنار کیا اور پھر مصریوں کے غرور اور تکبر کو یونانیوں نے توڑا یوں آریوں کی ایک نسل اور شاخ نے ہڑپہ کے میدانوں اور سبزہ زاروں۔ میں اپنا چراغ روشن کیا اور دوسری نسل نے ایران میں تہذیب و تمدن کے چراغ روشن کیے یوں ایران میں ایرانی تہذیب و تمدن کا قافلہ تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ صدیوں تک رواں دواں رہا۔ یہاں تک کہ یونان کی سنگلاخ چٹانوں سے ایک نوجوان نے ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا یہ نوجوان سکندر تھا جس کی بے پناہ قوت نے ایران کے

Marfat.com

عظیم شہنشاہ دارا کی شان و شوکت کو تہس نہس کر دیا یہ فاتح عالم اپنی عظیم قوت کے ساتھ ایران۔ مغربی ایشیاء مصر اور شمالی ہندوستان کو روندتا چلا گیا اور پھر دھیرے دھیرے موت کی تاریکیوں میں کھو گیا۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

جناب والا!

سکندر کی موت کے ساتھ ہی یونانیوں کی سطوت اور دولت کا ستارہ گہنا گیا اور اس کے ساتھ ہی رومیوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا جن کی عظمت و سطوت کے جھنڈے جنوبی یورپ ایشیائے کوچک اور شمالی افریقہ تک جا گڑھے۔ یہاں تک کہ گوتھک وحشیوں نے رومن سلطنت کے تارو پود بکھیر دیے جب دنیا صدیوں پر محیط تاریک راہوں پر سفر کر رہی تھی تو دعاء خلیل اور نوید مسیحا کو رب جلیل نے قبولیت بخشی یوں دنیا کے افق پر ایک نیا آفتاب طلوع ہوا' تمدن میں ایک نئی روح پیدا ہوئی۔ تہذیب نے ایک انقلابی تبدیلی محسوس کی سینکڑوں برس بنی نوع انسان اس چشمہ صافی سے سیراب ہوتا رہا تیرھویں صدی میں منگولوں کے طوفان بلاخیز نے سطوت عباسی کو تہس نہس کر دیا۔ اس کے ایک صدی کے بعد آندھیوں کے تند و تیز تھپیڑوں نے "قرطبہ" کے چراغوں کو بجھا دیا۔

جناب صدر!

پندرھویں صدی میں ترکی میں عثمانیوں اور سولہویں صدی میں مغلوں نے اپنے اپنے انداز میں نئی شمعیں روشن کیں لیکن انیسویں صدی ختم ہونے سے پہلے ہی صحبت شب کی جلی ہوئی یہ شمعیں بھی خاموش ہو گئیں۔

جناب والا!

سوال یہ نمو پاتا ہے کہ قوموں کے عروج و زوال اور طلوع و غروب کا کیا راز ہے؟ یمری تہذیب کا چراغ کیوں گل ہوا؟ ایرانیوں کے جلال و جمال کیوں ختم

Marfat.com

ہوا۔ مصریوں کو کس کی نظر لگ گئی؟ یونانیوں کے کمال اور عروج کا آفتاب کیوں گہنا گیا؟ رومی تو بڑے جری اور جواں مرد تھے وہ کیوں نیست و نابود ہو گئے یہ سبھی تو ایک طرف "یہ غازی یہ پر اسرار بندے" جن کی ہیبت سے کبھی پہاڑ سمٹ کر رائی بن جاتے تھے آج خود سمٹ کر کیوں رائی بن گئے ہیں؟

جناب والا!

اس تمام رام کہانی اور کتھا کا جواب یہ ہے کہ شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر کے دھنی اس سبق کو بھول گئے تھے۔ جب کوئی قوم اس سبق پر عمل پیرا رہتی ہے تو وہ عزم و ہمت' طاقت و توانائی اور نظم و ضبط کے ساتھ آگے بڑھتی ہے اور یوں نئی منزلوں اور نئے مرحلوں کو سر کرتی ہے لیکن جب یہ سیل تندرو تہذیبی مرغزاروں میں طاؤس و رباب کی رونقوں میں گم ہو جاتا ہے تو آخر کار انجام وہی ہوتا ہے جو سمریوں' مصریوں' ایرانیوں' رومیوں اور مغلوں کا ہوا۔

✻ ✻ ✻

Marfat.com

مادیت نسل نو کی کردار کشی کی ذمہ دار ہے

جناب صدر محفل- اساتذہ اکرام اور پیارے ساتھیو!

تیرے صوفے ہیں افرنگی تیرے قالین ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

آج مجھے جس موضوع پر اظہار خیال کرنا ہے- وہ ہے مادیت نسل نو کی کردار کشی کی ذمہ دار ہے- آج کی قرار داد میں لفظ مادیت توجہ طلب ہے یعنی یہ کہ مادیت کیا ہے؟ مادیت کائنات کی وہ حقیقت ہے جس سے ہر چیز نے وجود پایا ہے- مادیت کی ضد روحانیت ہے اور یہی انسان کی ثنویت ہے- چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب انسان کی روح مادیت پر حاوی اور غالب آ جاتی ہے تو اس کی کردار کشی کی بہترین اور مکمل مثال ہمیں اس زمانے میں ملتی ہے جب دین اسلام کے اولین پیروکار عرب کے صحرا نشین تپاں روحوں کے ساتھ جہاں پر چھا گئے اور اقوام عالم کی راہبری اور راہنمائی کی-

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں، نظر میں، اذان سحر میں

مگر جب ان کی روحوں پر مادیت کی دبیز تہیں چھا گئیں تو ان کی کردار کشی شروع ہو گئی اور زمانہ میں ذلیل و خوار ہو گئے-

Marfat.com

جناب والا!

نوجوان نسل کسی قوم کا سرمایہ ہوتی ہے۔ مستقبل ہوتی ہے آنے والا کل ہوتی ہے اور جو قوم ان کی پرورش اور تعمیر و ترقی اور کردار کاری میں اپنے دینی اور ملی ضابطوں کو قائم رکھتی ہے وہ زمانے میں سرخرو ہوتی ہے زمام کاران کے ہاتھوں میں ہوتی ہے مگر جب کوئی قوم اپنے ماضی نابلد حال سے عاری اور مستقبل سے غافل ہو جاتی ہے تو اس کے نوجوان حیران۔ پریشان اور سرگرداں شتر بے مہار ہو جاتے ہیں انہیں کیا معلوم کہ وہ کون ہیں؟ کیا ہیں اور انہیں کیا ہونا چاہیے تھا؟

وہ فریب خوردہ شاہین جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے راہ و رسم شہبازی

جناب والا!

نسل نو کا ہر بچہ۔ ہر نوزائید۔ ہر جوان ایک اکائی ہوتا ہے اور اپنے گھر کی دیگر اکائیوں سے مل کر تکمیل پاتا ہے۔ اب اگر یہ اکائیاں خود سے بیگانہ ہوں۔ جھوٹ اور تصنع کی زندگی بسر کر رہی ہوں۔ مکر و فریب کی فسوں کاری میں گرفتار ہوں تو اس کے سر پر دست شفقت کون رکھے گا اس کی رگ رگ میں اسلاف کے کارنامے اور دین کی سربلندی کون ابھارے گا۔ ایسے میں اس کی تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کا اللہ حافظ

طفل سے کیا بو آئے ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبوں کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

جناب والا!

موجودہ دور کا نوجوان مغرب کی اندھا دھند تقلید میں اپنی میراث سے بیگانگی اور اپنے اسلاف سے روگردانی میں اپنے پیشروؤں سے بھی دو چار قدم آگے بڑھ گیا ہے۔ مغربی تہذیب و تمدن اور تعلیم و تربیت اس کی کردار کشی میں وہ کردار ادا کی رہی ہے۔

Marfat.com

تعلیم مغربی ہے بہت جرات آفریں
پہلا سبق ہے بیٹھ کے کالج میں مارڈینگ

تعلیم کو بھی تجارتی سانچوں اور پیمانوں میں تولا جانے لگا اور یہ حال اس قوم کا ہے جس کے مذہب کی بنیاد ہی علم پر رکھی گئی اور وہی قوم علم و عمل سے عاری ہو گئی ہے۔

تھے وہ بھی دن کہ خدمت استاد کے عوض
دل چاہتا تھا کہ ہدیہ دل پیش کیجئے
بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے

جناب والا!

آج کا نوجوان حیات تازہ کا پیروکار ہمہ وقت وی۔ سی۔ آر کلر ٹیلی ویژن۔ پجارو اور حصول زر کا دلدادہ اور پرستار نظر آتا ہے۔ وہ منشیات جیسی لعنت بد کا شکار ہو کر ایسی ذلت اور پستی میں گر چکا ہے جہاں وہ چند سکوں کے عوض۔ مادی سہولتوں کی بدولت دنیاوی آسائشوں کی خاطر ملک دشمن عناصر کے ہاتھوں بک جاتا ہے اور تخریب کاری۔ لاقانونیت اور دہشت گردی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہے۔ کیا ان حقائق اور دلائل کے بعد بھی کوئی شک رہ جاتا ہے ہمیں یہ کہنے میں حق بجانب ہونا چاہیے کہ مادیت نسل نو کی کردار کشی کی ذمہ دار ہے۔

حیات تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت' خود فروشی' ناشکیبائی' ہوسناکی

❋ ❋ ❋

Marfat.com

آسائشوں نے زیست کو مشکل بنا دیا

جواب دیتا ہوں دشنام کا دعاؤں سے
سلوک سوچ کے کرتا ہوں کج اداؤں سے

جناب صدر محفل- پرنسپل صاحب / صاحبہ اساتذہ اکرام اور پیارے دوستو!

آج اس معزز ایوان میں جس قرارداد کی مجھے حمایت کرنا ہے وہ ہے "آسائشوں نے زیست کو مشکل بنا دیا"

جناب والا!

زیست یا حیات انسانی مادہ اور روح کی ثنویت یا سادہ الفاظ میں ملاپ سے تشکیل پاتی ہے- دونوں کے مابین توازن اور اعتدال کا ایک کامیاب خوشگوار اور پر سکون ماحول زندگی بسر کرنے کے لیے لازمی اور ضروری ہے- یہی توازن اور اعتدال ہی تھا- جس نے نوع انسانی کو اور خصوص طور پر ہمارے اسلاف کو توکل- قناعت- صبر تحمل- بردباری جیسی نعمتوں اور اوصاف سے سرفراز کیا تھا- اس توازن میں بگاڑ نے نوع انسانی کو مادہ پرست بنا دیا-

حیات تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت- خود فروشی- مادہ پرستی- ہوسناکی

جناب والا!

مادہ پرست انسان زندگی کی لامتناہی خواہشات اور آسائشوں کے حصول کے

Marfat.com

لیے مارا مارا پھرتا ہے۔ یوں اپنی خواہشات کا غلام اور بندہ بن جاتا ہے اور یہ سلسلہ تادم آخر ختم نہیں ہوتا۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

جناب والا!

موجودہ دور کا انسان اپنی خواہشات کا غلام بن چکا ہے اپنی زندگی کی لامحدود آسائشوں میں گرفتار ہو کر اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے۔ آسائشوں نے نوع انسانی کو زندگی کی چمک دمک تو دے دی۔ لیکن اندر سے یہ زندگی کھوکھلی ہے۔

اجسام زرق برق ہیں۔ روحیں دھواں دھواں
اس رخ پہ زندگی کے کسی کی نظر نہیں

سامعین محترم!

بنی نوع انسان اپنی آسائشوں کی خاطر دنیا کے فطری حسن کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔ صنعتی انقلاب کے نام پر روئے زمین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ہواؤں اور فضاؤں کو اس حد تک زہر آلود کر دیا ہے کہ حضرت انسان کا سانس لینا بھی دو بھر ہو گیا ہے۔ آسائشوں کے مارے لوگ بظاہر مطمئن اور ہشاش بشاش دکھائی دیتے ہیں لیکن۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

جناب والا!

آسائشوں کا حصول۔ حصول زر سے ممکن ہے۔ یہ عمل حضرت انسان کو ڈاکے ڈالنے۔ بم دھماکے کرنے۔ منشیات کا دھندہ کرنے اور تخریب کاری کرنے پر مجبور کرتا ہے ایسی ہی آسائشوں نے بندہ کو مکر و فریب کا پتلا۔ وفا کے بدلے جفا کرنے والا۔ پیار کے بدلے بے رخی۔ دعا کے بدلے بددعا۔ محبت اور اخلاص کے

Marfat.com

بدلے نفرتوں کو جنم دینے والا بنا دیا ہے۔ لا محدود آسائشوں کے حصول نے بندہ کو رشوت خوری۔ سود خوری پر مجبور کرتے ہوئے اس کی روح کو خالی۔ احساس کو اجاڑ اور فکر کو صحرا بنا دیا ہے۔ میرے مد مقابل اس حقیقت کو کیا جانیں۔

انہیں حقیقت دریا کی کیا خبر امجد
جو اپنی روح کے منجدھار سے نہیں گزرے

پیارے ساتھیو!

انسانی زندگی کی آسائشوں کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ چند خاندانوں۔ چند ملکوں اور چند لوگوں نے اپنی آسائشوں کی خاطر بے شمار لوگوں کو غربت اور افلاس کے اندھیروں میں دھکیل دیا ہے۔ جہاں انسانیت سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے۔ جہاں حضرت انسان کے بچے ہاں جناب! ہاں حضرت انسان کے بچے حیات انسانی کی بنیادی ضروریات سے محروم لقمہ اجل بن رہے ہیں۔ اور اپنا رزق کوڑے کے ڈھیروں پر تلاش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ان دلائل اور حقائق کی روشنی میں میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آسائشوں نے زیست کو مشکل بنا دیا۔

* * *

Marfat.com

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

انداز بیان گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

آزادی سے بڑی نعمت کیا ہو گی۔ جہاں ذہن و جسم کی آزادی۔ گفتار و کردار کی آزادی۔ حصول علم و مقصد کی آزادی۔ جہاں صبحیں اپنی۔ شامیں اپنی۔ سوچیں اپنی۔ راہیں اپنی۔ خیال اپنے سوال اپنے۔ جواب اپنے گویا کہ

آزاد فضا میں پنچھی آزاد

آزاد پنچھی آزاد فضاؤں میں محو پرواز ہو کر دیکھ پاتا ہے کہ یہ دنیا کتنی حسین و رنگین ہے حسین فطرت پہ انسان کی حاشیہ آرائی و گل کاری بھی دامن گیر ہوتی ہے۔ عقل انسانی لے کر شمع ہمہ تن خدمت گاری کے لیے تیار۔ ڈائل گھمایا تو خوش گپیوں سے لے کر بڑے بڑے کاروبار انجام دے لئے۔ بٹن دبایا تو سینکڑوں سیڑھیوں پھلانگ لئے۔ چند ساعتوں ں پرواز ایک نئی دنیا میں اڑا لے گئی۔ سوئچ دبایا تو دنیا کے گوشے گوشے کی خبریں و پیام سن لئے۔ غرضیکہ تلاطم بپا ہے کائنات میں انسانی صناعی و دانائی کا۔

ترقی کے اس دور میں جب کہ انسان نہ صرف زمین و کائنات بلکہ فضائے بسیط کو چیر کر چاند کی پہنائیوں میں رقصاں ہے تو یہ اندازہ لگاتا کہ ہم ترقی کے کس زینے پر ہیں کاردارد نہ سہی دشوار ضرور ہے۔ سو اس ناچتی۔ گاتی۔ مسکراتی۔ جگمگاتی دنیا میں اگر کوئی ٹمٹاتی دنیا کا تصور لیے بیٹھا ہو تو ہو گا کوئی مجنوں! مگر کیا کیجئے

Marfat.com

کہ اس بیرونی چکا چوند روشنی والی دنیا کے علاوہ ایک اندرونی احساس کی لوؤں سے منور حیات بھی ہے جہاں جذبات و احساسات کی مشعلیں روشن ہیں۔ یہ جذبات سلگتے بھی ہیں تڑپتے بھی۔ جلتے بھی اور مچلتے بھی۔ جب ان کا گزر ان تاریک راہوں سے ہوتا ہے جہاں زندگی تھرکتی نہیں سسکتی ہے۔ جہاں نگاہیں چکا چوند سے خیرہ نہیں ہوتی ہیں بلکہ مدھم بجھتی بھڑکتی لوؤں سے برستی ہیں۔ جہاں لوگوں پر عرصہ حیات تنگ ہے۔ جہاں ارمانوں کی گھٹن۔ تمناؤں کی حسرت و ضروریات۔ جہاں دکھی انسانیت لوح دل پر ضربیں لگاتی ہے تو پھر حساس دل چیخ اٹھتے ہیں۔

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

اور ایسا کیوں ہے اس لئے کہ انسان کی اپنی ضروریات بڑھ گئی ہیں۔ انسان کے اغراض و مقاصد اسے خود غرضی اور حق تلفی پر مائل کئے ہوئے ہیں۔

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

صرف احساس مروت ہی نہیں یہ احساس زیاں بھی ختم کئے دیتے ہیں جبھی تو آج

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے

یہ کیفیت اس قوم کی ہے جس کی تہذیب و ثقافت کا آفتاب افق مشرق سے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوا اور اس کی کرنیں دنیا کے ہر خطہ میں پہنچیں۔ بالا آخر شفق کے لالہ زاروں اور مغرب کی خونیں گھاٹیوں میں ڈوب گیا۔ مسلمانوں کے یقین و عمل کا یہ تپش پیا اپنے ارتقائی نقطہ تک پہنچ کر فکری جمود اور عملی و عقلی سرد مہری سے تنزل کے آخری سرے تک پہنچ کر گھٹ گیا۔ ان کی لامرکزیت نے ان کی جمعیت پریشان کردی اور ان کی توانائیوں کو بے کار و معطل بنا

Marfat.com

دیا اور اس بے عملی و بے حسی نے ہمیں یہ دن دکھایا کہ ہم قوت بازو کی بجائے قوت غیر پر بھروسہ کرتے ہیں وہ غیر جو حمیت و غیرت کے جنازے پر شاداں و فرحاں ہیں۔ آج ہم میں مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لیے کوئی صلاح الدین پیدا نہیں ہوتا۔ ہم بھاگ بھاگ کر ماسکو سے پروانہ جنگ حاصل کرنے جاتے ہیں۔ یعنی ان سے جو ہم سے برسرپیکار ہیں۔ بلکہ لندن و امریکہ کی طرف پر امید نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں جہاں ہماری ارض مقدس کے ٹکرے ٹکرے کرنے کے پلان بنے تھے۔ غرضیکہ بغداد۔ غزنی۔ غرناطہ و اشبیلیہ کو تو رو رہے ہیں اور ابھی وہ زخم بھی بھرے نہ تھے کہ فلسطین و اقصیٰ کشمیر و ڈھاکہ قبرص و فلپائین وہ کاری زخم ہیں جنہوں نے ہمیں بوکھلا کر تو رکھ دیا مگر ہمارے دل کی دنیا میں کوئی ہلچل نہ مچی۔ اس کا ثبوت ہمارے شب و روز ہیں۔ ہمارا کردار و گفتار ہے کہ ہم دوسروں کی بنائی ہوئی راہوں پر چلتے ہیں۔ ہماری سوچیں مفلوج اور ہمارے اذہان بیکار ہیں۔ جہاں مغرب کی چکا چوند زندگی جو صرف ظاہری ہے کھوکھلی ہے اور جن کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا

جو شاخ نازک پہ بنے گا آشیانہ ناپائیدار ہوگا

اور ہم اپنی پوری کوشش و کاوش سے اس شاخ نازک پر تعمیر آشیانہ میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسے میں اگر کسی کو دل کے کسی گوشے سے یہ صدا آتی ہے کہ

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

تو بے جا نہ ہوگا

جب ہمارے آشیانے لوح و قلم سے آئے ہوئے پیغام پر بنے تھے۔ جب ہماری معاشرتی تدبیریں آزادی۔ خود مختاری۔ عدل و انصاف۔ تقویٰ۔ پاکیزگی۔ مساوات۔ اخوت و بھائی چارے سے مزین تھیں۔ جہاں نہ عہد قدیم کی وحشت و بربریت تھی اور نہ عہد حاضر کی انسانیت سوز و حیاسوز تہذیب۔

جہاں رسول عربیؐ کی سیرت کاملہ۔ ابوبکرؓ کا صدق۔ حضرت عمرؓ کا عدل۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کی سخاوت۔ حضرت علی مرتضیٰ کی شجاعت۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طہارت۔ حضرت فاطمہ الزہراؓ کی اطاعت۔ امام حسنؓ و حسینؓ کا ایثار۔ رضا و رغبت۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا احیائے عہد رشد ہمارے لئے مکمل ترین نمونہ اور مشعل راہ ہیں تو گویا زندگی صحیح معنوں میں زندگی تھی۔

(مسز نوید)

* * *

Marfat.com

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضورؐ کا عالمگیر پیغام

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقصود کائنات ہے سیرت حضورؐ کی
تسکین قلب وجاں ہے مدحت حضورؐ کی
آنکھوں کی روشنی ہے تو دل کا سرور ہے
کس درجہ دلفریب ہے صورت حضورؐ کی

صدر ذی وقار۔ شمع نبوت کے پروانو!

آج کی اس مقدس و محترم محفل میں مجھے حضور اکرمؐ کی رحمت اللعالمین کے موضوع پر گفتگو کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ وہ رحمت دو عالم جس کے بارے میں خود خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وما ارسلناک الا رحمت اللعالمین یہ شرف کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا جو محبوب سبحانی۔ ذات بے بہا حضرت نبی کریمؐ کو حاصل ہوا۔ تمام انبیاء کرام دنیا میں کسی خاص قبیلے کسی خاص قطعہ ارض اور کسی خاص بستی کی اصلاح کے لئے تشریف لاتے رہے اس لئے ان کی تعلیمات کا دائرہ مختصر تھا۔ کسی نبی کی تعلیمات کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ یہ سارے جہان کے لئے

Marfat.com

ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں "میں بنی اسرائیل کی بکھری ہوئی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے آیا ہوں۔" لیکن آنحضورؐ کی تعلیمات کے بارے میں ارشاد کر دیا جاتا ہے کہ آنحضورؐ ازل سے ہیں اور ان کا پیغام ابد تک رہے گا۔ سارے جہانوں کے لئے رحمت کا خطاب صرف آنحضورؐ کو دیا جا رہا ہے۔

صدر محترم! جب ہم دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو دنیا کی تاریخ ہمیں ہر زمانے میں بادشاہوں، حکمرانوں اور انقلابی طاقتوں کی کہانی سناتی ہے۔ جنہوں نے دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ ایک سے ایک بڑے واعظ، خطیب اور فلسفی ملتے ہیں جنہوں نے اپنے عہد میں کسی مخصوص خطہ ارض میں لوگوں کا طرز زندگی بدل کر رکھ دیا۔ لیکن ان میں سے کوئی ایسا نہیں ملتا جو پوری انسانیت کی اصلاح اور پوری کائنات کے لئے کوئی انقلابی پروگرام لے کر آیا ہو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پہلی اور آخری شخصیت ہیں جن کا یہ کارنامہ ہے کہ آپؐ نے اجتماعی انسان کو اور انسان کو پوری زندگی کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا۔ جس کے نتیجے میں تمدن کے ایک ایک ادارے اور ایک ایک شعبے کی کایا پلٹ ہو گئی۔ آپؐ کا ظہور ایسے زمانے میں ہوا جبکہ پوری انسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اکثر علاقوں میں تہذیب دم توڑ چکی تھی۔ اگر کہیں ظاہری چمک دمک تھی تو باطن دم توڑ چکا تھا۔ اور اس میں فساد عظیم برپا ہو چکا تھا۔ ساری دنیا میں ایک روشنی نمودار ہوئی جس نے تاریکیوں کو چیر کر ہر طرف اجالا کر دیا۔

جناب والا! آنحضورؐ کا مشن عالمگیر تھا۔ وہ آسمان نبوت کے سورج تھے جس کی روشنی گھر گھر، بستی بستی، نگر نگر پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے دنیا کی تاریکیوں کو روشنی میں بدل دیا۔ آپ کی دعوت بین الاقوامی، آپؐ کا پیغام دائمی اور ابدی تھا جو قلیل مدت میں سرزمین مکہ و مدینہ سے بڑھ کر ملک عرب اور اطراف عالم میں پھیل گیا۔

نکل کر حرا سے سوئے قوم آیا

Marfat.com

اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

آپؐ کا پیغام کون و مکاں کی عظیم ترین سچائی پر مبنی تھا کہ کائنات کا ایک ہی خدا ہے اور انسان اس کا بندہ ہے۔ یہ کلمہ حق آپؐ کے انقلاب کی بنیاد تھی۔ آپ نے انسانیت کو دوسرا پیغام یہ دیا کہ ساری انسانی برادری ایک ہے اور سب خدا کی مخلوق ہے۔ اس کی ابتدا ایک ہے، اس کی انتہا ایک ہے۔ انہوں نے تمام مصنوعی امتیازات کو مٹا کر ایک عالمگیر امت کی بنیاد رکھی۔

جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا اور فلسفیوں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

جناب صدر! یہی وہ راز ہے جسے ہم کائنات کا راز کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہی پرستش کے لائق ہے۔ باقی سب بتان آذری ہیں۔ آنحضورؐ کی سب سے بڑی صفت ان کی رحمت اللعالمینی ہے۔ انہوں نے ان کفار اور مشرکین کو بھی کچھ نہ کہا جنہوں نے طرح طرح سے آپؐ کو ستایا تھا۔ غزوہ بدر کے موقع پر جو قیدی پکڑے ہوئے آئے تھے۔ آنحضورؐ چاہتے تو ان سب سے ان تمام زیادتیوں کا بدلہ لے سکتے تھے جو انہوں نے روا رکھی تھیں۔ لیکن آنحضورؐ نے ایک مثال قائم کر دی اور ان قیدیوں کو معمولی شرائط پر جانے دیا۔ آنحضورؐ پر نبوت کے ابتدائی سال بہت بھاری تھے ان کے ساتھیوں کو شدید مظالم کا نشانہ بنایا جاتا۔ کعبہ میں عبادت کے دوران میں ان پر اونٹوں کی اوجھڑی ڈال دیتے۔ ایک عورت ہر روز آنحضورؐ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی۔ ایک دن آنحضورؐ اس گھر کے سامنے سے گزرے تو ان پر کسی نے کوڑا نہ پھینکا حضورؐ نے پوچھا کہ آج اس معمول میں تبدیلی کیوں ہوئی۔ صحابی عرض کرتے ہیں کہ وہ عورت آج بیمار ہے جو یہ حرکت کیا کرتی تھی۔ آنحضورؐ کی رحمت اللعالمینی کے صدقے جائیے کہ انہوں نے اس عورت کے مظالم کو خاطر میں لائے بغیر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گئے اور اس کی مزاج پرسی کی۔ عورت آنحضورؐ کے اخلاق فاضلہ سے اس حد تک متاثر ہوئی کہ فوراً ایمان لے آئی۔

Marfat.com

جناب صدر! عہد نبوت کا واقعہ ہے آنحضورؐ طائف میں تبلیغ دین کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں کافروں نے آپؐ پر پتھراؤ کیا۔ آپؐ کے جسم مبارک سے خون بہہ کر نعلین تک آ پہنچا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپؐ کہیں تو ان پر پہاڑ الٹ دیں تاکہ یہ نیست و نابود ہو جائے۔ آپؐ کی رحمت جوش میں آتی ہے فرماتے ہیں۔ "نہیں ممکن ہے ان کی اولاد میں سے کوئی مسلمان ہو جائے۔"

سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

یہی نہیں 8ھ کو جب آپؐ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں کہ راستہ کے دونوں طرف دشمنان دین کھڑے ہیں۔ وہ بھی ہیں جنہوں نے آپؐ کے پیرو کاروں کو گرم ریت پر گھسیٹا تھا' وہ بھی جنہوں نے نماز کے دوران آپؐ پر گندگی پھینکی تھی' وہ بھی جنہوں نے آنحضورؐ کو شعب ابی طالب میں محصور کیا اور آپؐ کی اور آپ کے ساتھیوں کی ناکہ بندی کی تھی' ان میں وہ بھی آقائے دو جہاں کے حضور سر جھکائے کھڑے تھے جنہوں نے ہجرت کی رات آپؐ کے قتل کی سازش کی تھی وہ اندر سے کانپ رہے تھے کہ حضورؐ فاتح بن کر آئے ہیں بد ترین سلوک کریں گے۔ لیکن آمنہ کا لال مسکراتا ہوا آگے بڑھتا ہے اور کہتا ہے "جاؤ آج کے دن تم سے کوئی مواخذہ نہیں۔۔۔" کیا تاریخ میں ایسے رحم و کرم کی کوئی اور مثال کہیں ملتی ہے۔

جناب والا! نبی کریمؐ نے زندگی بھر کسی کو بد دعا نہیں دی آپؐ فرماتے تھے میں رحمت بن کر آیا ہوں عذاب بن کر نہیں آیا۔ آپؐ نے کسی غزوہ میں بھی اپنے ہاتھ سے کسی کافر کو قتل نہیں کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ابو سفیان اور ہندہ کے گھر کو جائے امن قرار دیا۔ اگر ہم آنحضورؐ کے اسوہ حسنہ پر عمل کریں۔ معمولی معمولی باتوں پر مشتعل ہو کر قتل نہ کیا کریں۔ معاف کرنا سیکھ لیں' عفو و درگزر سے کام لینے لگیں۔ معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے کی

Marfat.com

بجائے اپنے ایمان کی فکر کرنے لگیں تو آقائے دو جہاں کے صدقے ہماری دنیا اور عاقبت دونوں سنور جائیں گے۔ ہمارا عقیدہ ہونا چاہئے کہ

پڑی ہے جب بھی مشکل آپؐ ہی نے دستگیری کی
لگی ہے جب بھی ٹھوکر آپؐ نے مجھ کو سنبھالا ہے

***

Marfat.com

حضور اکرمؐ بحیثیت قانون دان

صدر ذی شان، ذی احتشام مہمان خصوصی اور شمع حق کے پروانو!

آج کی اس مقدس و محترم محفل میں مجھے جس موضوع پر لب کشائی کی اجازت دی گئی ہے وہ ہے۔ "حضور اکرمؐ بحیثیت قانون دان" یاران طریقت کی اس محفل میں جہاں علما و فضلاء تشریف فرما ہوں۔ میرا کچھ عرض کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کے مترادف ہے۔ لیکن چونکہ ذکر رحمتہ اللعالمین کا ہو رہا ہے اور مجھے یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ میں بھی شریک گفتگو ہو کر رسالت کی خوشنودی حاصل کر سکوں۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست ہے کہ وہ مجھ ناچیز، عاجز، عجز بیان کے الفاظ بارگاہ رسالت میں لے جا کر قبولیت کا پروانہ عطا فرمائیں۔ بقول شاعر

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

جناب والا! سرور کون و مکاں کا ذکر ہو تو زبان خود بخود درود پڑھنے لگتی ہے۔ اس لئے میں بھی تقریر کا آغاز آپ کے صلوٰۃ ہی سے کرتا ہوں۔

تو موج صبا، تو ابر کرم، اے صل علیٰ، اے صل علیٰ
تو ماہ عرب، تو مہر عجم اے صل علیٰ اے صل علیٰ
تو جان سخن، تو روح ادب، تو ذوق نظر تو حسن طلب
تو رنگ بیاں، تو زور قلم، اے صل علیٰ، اے صل علیٰ

سرور کائنات، سردار الانبیاء، شہنشاہ لولاک، پیغمبر آخر الزماں، ہادی برحق

Marfat.com

احمد مصطفےٰ محمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب حیات کے ایک ورق پر روشنی ڈالنی ہو تو اس کے لئے دفاتر درکار ہیں۔ میں اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ دین اسلام ایک مکمل دین ہے اور یہ واحد دین ہے جس کے بارے میں خالق کائنات نے فرمایا۔

الیوم اکملت لکم دینکم ورضیت علیکم دین اسلام۔

آج تمہارا دین تم پر مکمل کر دیا گیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا گیا۔

یہ ایک ایسی صفت ہے جس کی بنا پر زندگی کے ہر شعبے میں اسلام ایک مکمل نظام عطا کرتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد کسی کو زندگی کے کسی معاملے میں بھی کسی دوسرے سے مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان ازل سے ایک دوسرے کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کرتا آیا ہے۔ اور ازل سے ہر مذہب' ہر دین ایسے ضابطے مہیا کرتا رہا ہے جس سے ناانصافی کا خاتمہ ہو اور عدل مہیا ہو سکے۔ جن ضابطوں کے تحت عدل مہیا ہوتا ہے وہ قانون کہلاتا ہے۔

جناب والا! چونکہ اسلام صرف نظریاتی مذہب نہیں۔ نہ اسلام محض عقائد و عبادات کا مجموعہ ہے بلکہ پوری زندگی کے تمام افعال و اعمال پر محیط مذہب ہے۔ اس لئے اسلام نے عدل و انصاف اور قانون کا ایک نظام بھی مقرر کیا ہے۔ خدا تعالیٰ شارع Lawqiver ہیں۔ قانون ضابطے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ شارع Wterpreter شہنشاہ کون و مکاں حضرت رسول کریمؐ ہیں۔ قرآن پاک آنحضورؐ پر نازل ہونے والی الہامی کتاب ہے اور اس کتاب پاک میں اللہ تعالیٰ نے معاشرت و معیشت اور سیاست کے بارے میں قوانین نازل فرمائے ہیں۔ آنحضورؐ نے ان قوانین کو عملی طور پر نافذ کر کے ان قوانین کی تشریح و توضیح فرما کر قانونی تقاضوں کو پورا کیا۔ آنحضورؐ صرف پیغمبر نہیں وہ عادل و منصف بھی ہیں وہ اسلامی ریاست کے پہلے قاضی (جج) بھی تھے۔ چنانچہ غیر مسلم بھی آپ کے پاس اپنے مقدمات کے فیصلے

Marfat.com

کروانے کے لئے آتے تھے۔ جدید دور میں قانون کی جو تعریف کی جاتی ہے اس کے مطابق ریاست ایسے ضابطے بناتی ہے جو حقوق عطا کرتے اور فرائض عائد کرتے ہیں۔ نبی کریمؐ نے اپنے عہد کی قانونی ضرورتوں کو پورا کیا ہے۔ جس طرح آج کے دور کی عدالتیں قانون کی تعبیرو تشریح کر کے عمل نفاذ کا راستہ ہموار کرتی ہیں۔ اسی طرح آنحضورؐ نے بھی قانون کی تعبیرو تشریح کر کے قانون کو قابل عمل بنایا۔

جناب صدر! میری آج کی تقریر آنحضورؐ کے قانون دان ہونے کی حیثیت سے متعلق ہے۔ تمام مجتہدین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اسلامی قوانین کے دو بنیادی ماخذ ہیں قرآن پاک اور سنت رسولؐ --- جن معاملات کے بارے میں قرآن پاک کے ضابطے خاموش تھے وہاں آنحضورؐ نے خود قانون سازی فرمائی اور اپنی رائے سے فیصلے کئے فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"اے نبیؐ! تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو' انصاف کرو کہ یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔"

آپؐ نے فرمایا ہے "مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔"

چنانچہ آپؐ نے انصاف کا وسیلہ بننے والے ضوابط تشکیل دیئے۔ ان کے فیصلوں کے نظائر آج بھی اسلامی عدالتوں کے لئے مشعل راہ ہیں چونکہ عدالتی نظائر بھی اہم قانونی ماخذ شمار ہوتے ہیں اس لئے آنحضورؐ نے جو قانونی فیصلے کئے وہ بھی قانون کا درجہ حاصل کر گئے۔ قائداعظم نے لنکن ان میں صرف اس لئے داخلہ لیا کہ دنیا کے قانون دانوں میں آنحضورؐ کا نام سرفہرست تھا۔

جناب والا! منظر ملاحظہ فرمایئے۔ تاریخ شہادت پیش کرتی ہے قبیلہ بنی مخزوم کی ایک معزور محترم خاتون فاطمہ آپؐ کے سامنے اس حالت میں لائی جاتی ہے کہ اس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا اس کی بہت سی سفارشات بھی آتی ہیں۔ لیکن ہادی اکبر شہنشاہ عرب و عجم شان عدل و انصاف سے فرماتے ہیں۔ تم سے پہلے

Marfat.com

قومیں اس لئے برباد ہو گئیں کہ وہ غریبوں کو سزائیں دیتے تھے اور امیروں کو چھوڑ دیتے تھے خدا گواہ ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر حضرت محمدؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔۔۔"

قانون کا یہ سنہری اصول کہ قانون کے سامنے امیر غریب سب یکساں ہیں کسی کو کسی پر سماجی رتبے کے اعتبار سے کوئی فوقیت نہیں ہے۔ آنحضورؐ کا یہ قانونی ضابطہ آج دنیا کے تمام نظام ہائے عدل کا حصہ ہے اور قانون عامہ کے تحت سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔

آپؐ کی خدمت میں حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری کا جھگڑا لایا جاتا ہے۔ ان کے درمیان کھیت کے پانی کی تقسیم پر جھگڑا ہوا۔ تو آپؐ نے جگہ کا نقشہ دیکھ کر حضرت زبیرؓ کے خلاف میں فیصلہ دے دیا۔ جب حضرت زبیرؓ ناراض ہونے لگے تو آپؐ زبان فیض ترجمان سے کہنے لگے۔ "اگر میں بھی انصاف نہ کرتا تو پھر کون انصاف کرے گا۔۔۔"

جناب صدر! آپؐ نے قرآن و سنت کو قانون کا بنیادی ماخذ قرار دیا ہے جب وہ حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن میں قاضی بنا کر بھجواتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ مقدمات کا فیصلہ کس طرح کریں گے وہ کہتے ہیں کہ قرآن و سنت سے۔۔۔۔ اگر اس سے بھی رہنمائی نہ ملی تو جمہور علما کے اجماع سے اگر اجماع نہ ملا تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔۔۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضورؐ کی احادیث کو بھی قانون کا درجہ حاصل ہے۔

جناب والا! دنیاوی قانون انسان کا بنایا ہوا ہے جبکہ شریعت اللہ جل شانہ کی صفت ہے اور صانع کی قدرت و عظمت اس کے کمال اور احاطہ علم پر شاہد۔ جس طرح خدائے علیم و خبیر کا علم ہر شے کو محیط کئے ہوئے ہے اسی طرح اس کی شریعت بھی موجودہ اور آئندہ کے تمام حالات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس میں کسی تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے خواہ زمان و مکان کے کتنے ہی تغیرات

Marfat.com

ہوں۔ اور خود انسان ہی کیوں نہ تبدیل ہو جائے شریعت میں تبدیلی عمل میں نہیں آ سکتی۔ نبی کریمؐ شارع بھی ہیں اور شارح بھی۔ انہوں نے بعض اجتہادی فیصلے بھی فرمائے۔ اور [illegible]اں کہیں قرآن خاموش نظر آیا آپؐ نے اپنی سمجھ سے کام لے کر قانونی ضابطے وضع فرمائے۔

* * *

Marfat.com

اسلامی مذاکرہ

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونو علی الاثم والعدوان
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
اما بعد فعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قابل صد احترم صدر محفل۔
معزز اساتذہ کرام اور شمع رسالت کے پروانو۔
آج کی اس مقدس و محترم محفل میں ہمیں سورہ بقرہ کی آیت مبارکہ۔۔۔
تعاونو اعلی البر والتقو ولا تعاونوا علی الاثم ولعدوان۔ پر گفتگو کرنی ہے۔ قرآن پاک ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ ایسا ضابطہ اخلاق بھی ہے کہ اس میں اور مرو نواہی متعین کر کے مقاصد حیات کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اور مرو نواہی کا مطلق حکم موجود ہے۔ یعنی واضح لفظوں میں کہا گیا ہے کہ نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو اور گناہ و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو' نبی کریمؐ نے آیات مبارکہ کی تشریح و توضیح زبان مبارک سے فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔
"تقوی وہ ہے جس پر تمہارا دل مطمئن ہو جائے۔ اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے چاہے لوگوں نے اس کے جواز کا فتوی دے دیا ہو۔"
قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ القکم۔

Marfat.com

(الحجرات) یعنی اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

جناب صدر! آپ ذرا غور فرمائیں کہ یہاں عزت و احترام کا ذریعہ تقوی کو قرار دیا جا رہا ہے۔ تقوی کے لغوی معنی خود کو تکلیف نقصان یا مصیبت سے بچانا ہے۔ جبکہ شرح میں تقوی سے مراد اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھ کر برائی سے بچتے ہوئے زندگی گزارنا ہے۔ اب روز مرہ زندگی میں دیکھتے تو ہر ذی حیات چیز کے دل میں امید و احیا اور خوف کے جذبات بیک وقت کار فرما رہتے ہیں۔ پرندہ دانہ چننے کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو ایک طرف اس کے دل میں رزق حاصل کرنے کی امید جاگزیں ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف ضرر رساں جانداروں کا خدشہ طاری رہتا ہے امید اور خوف کے متحدہ جذبات ہی انسان کو میدان زندگی میں اتر کر حادثات اور خطرات سے بچے ہوئے آگے بڑھ جانے کی راہ دکھاتے ہیں امید صرف آگے بڑھ جانا چاہتی ہے گرد و پیش پر نگاہ نہیں دو ذاتی تقوی ماحول کا جائزہ لیتا ہے اور ضرر رساں اشیاء کا رستہ کاٹ کر یا ان کو ہٹا کر جادہ پیما ہوتا ہے۔ یا اگر دیکھیں کہ فلاں دستہ میں ہلاکت کی گھاٹی آتی ہے تو اس رستہ سے اجتناب کرتا ہے۔

صدر محترم! میں اس کی مثال دیتے ہوئے عرض کروں گا کہ تقوی کانٹوں بھرے راستے سے گزرتے ہوئے دامن بچا کر گزرنے کا نام ہے۔ نیکی پھولوں بھرے اور کانٹوں بھرے راستوں میں سے پھولوں بھرے راستے کے انتخاب کا نام ہے۔ اس آیت مبارکہ میں منشائے الٰہی یہ ہے کہ نیکی اور بدی میں امتیاز پیدا کیا جائے جو برائی کے راستوں پر گامزن ہیں یا گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں انسان کو اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے ایسے ریا کا ابھی ملتے ہیں جو بظاہر پرہیز گار ہوتے ہیں لیکن بباطن شیطان کے بھائی بند ہوتے ہیں۔ ایسے میں متقی اور پرہیز گار لوگوں کو پہچان کرنا اور برے لوگوں سے بچنا صرف ان لوگوں کے مقدر میں ہوتا ہے جو نیکی بدی کی پہچان رکھتے ہیں اور صرف بصارت سے نہیں بصیرت سے کام لیتے ہیں۔

Marfat.com

جناب صدر! نبی کریمؐ نے فرمایا ہے میں تمہیں تقویٰ کی تلقین کرتا ہوں کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جو بہترین تلقین کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اسے آخرت کے لئے آمادہ کرے اور تقویٰ کا حکم دے----"

صدق' سخاوت' عفت' دیانت داری و رحم' احسان' عدل و انصاف' ایفائے عہد' ایثار' سادگی' رواداری و احترام' آدمیت' اخوت' والدین اور بزرگوں کا احترام اور کسب حلال وہ نیکیاں ہیں جو انسان کی زندگی کو زمین پر فرشتوں سے بہترین شرف عطا کرتی ہیں شاعر نے اسے یوں بیان کیا ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

جبکہ تکبر' احسان فراموشی' بہتان طرازی' غیبت' منافقت' خوشامد' حرص ناپ تول میں کمی بیشی' رشوت' اسراف' سوز' حسد' نمائش پسندی' ذخیرہ اندوزی' ظلم و زیادتی اور فتنہ و فساد و برائیاں ہیں۔ جن کی کوکھ سے گناہ جنم لیتے ہیں دیکھا جائے تو جس طرح تقویٰ کا مرکز دل ہے اسی طرح گناہ کا مرکز ناجائز ذرائع سے پیدا کی ہوئی دولت ہے جو لوگ کمانے اور کھانے میں حلت و حرمت کا خیال نہیں رکھتے۔ وہ گناہوں کی زندگی گزارنے اور صرف جسمانی عیش و آرام ہی کو حاصل حیات تصور کرتے ہیں۔

صدر محترم! ہم ہر روز نماز میں پڑھتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب۔ دکھا ہم کو سیدھا راستہ سیدھا راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ کہ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے غصہ کیا۔ اس آیت مبارکہ میں بھی سیدھا راستہ یعنی نیکی و تقویٰ کا راستہ جو لوگ اختیار کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوتا ہے جبکہ جو لوگ سیدھے راستہ پر چلتے چلتے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب اور خدا تعالیٰ کا غیض و غضب ہے' ہمیں پھر یقیناً خدا تعالیٰ کا انعام حاصل کرنا چاہئے نہ کہ اس کا غیض و

Marfat.com

غضب۔ بظاہر گناہ کے کاموں میں بڑی لذت ہوتی ہے لیکن گناہ اس سبب کی مانند ہیں جو اوپر سے خوب صورت اور دلکش ہے لیکن اس کے اندر کیڑا لگا ہوا ہے۔

جناب صدر! گناہوں سے بچ جانا اور نیکی و تقوی اختیار کرنا کافی نہیں ہے جانور بھی ضرر رساں چیزوں سے دور بھاگتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں سے بھی عدم تعاون کی پالیسی اختیار کی جائے جو گناہوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور برائیوں کے راستے پر گامزن ہیں۔ کیونکہ گناہ اور برائیوں سے تعاون گویا گناہوں کی پرورش ہے۔ اس لئے واضح حکم دیا گیا ہے کہ تمہارا تعاون صرف نیکی اور تقوی میں ہونا چاہئے گناہ اور برائیوں کے کاموں کے لئے نہیں اخوت جو کہ تعاون کی عمدہ بنیاد فراہم کرتی ہے صرف نیک لوگوں کے تعاون سے وجود میں آتی ہے۔ نفس پرستی اخوت کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ قرآن پاک میں برائیوں کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح ہم آگ سے اپنا دامن بچا کر اس سے روز مرہ زندگی میں کام لیتے ہیں۔ اس طرح معاشرتی زندگی میں لالچ' حرص' خوف' خوشامد' رشوت' اقربا پروری' سود ریا کاری' نمائش پسندی' نفاق اور غیبت جیسی برائیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔

صدر محترم! پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور ہم نے اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لئے یہ پاکستان حاصل کیا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عملی زندگی میں ہمارا اسلامی شعائر تبہ کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے۔

تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرے گا کہ وہ مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ لیکن ہم دن رات یہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالٰی ہے۔ "تمہیں مال و دولت کی غفلت کی حرص نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ تم لاسی فکر میں لب گور تک پہنچ جاتے ہو---" لیکن ہم دولت اکٹھی کرنے کے لئے اپنا دین ایمان اور وطن تک فروخت کر دیتے ہیں۔ دنیا کا سودا خریدنے کے لئے ہم آخرت کے لئے نیا بت برا

Marfat.com

سودا خریدتے ہیں قرآن تلقین کرتا ہے۔ "رشتہ داروں' مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔ اور فضول خرچی نہ کرو۔ فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ لیکن ہم نے اس برائی کو فیشن بنا لیا ہے اور فضول خرچی کی عادت نے ہمیں رشوت خور' بدعنوان اور بے ایمان بنا دیا ہے۔ شادی بیاہ حتی کہ مرگ کی رسوم و روایات پر ہم انتہائی فضول خرچی کرتے اور اسے فیشن قرار دے کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیتے ہیں حکم باری تعالیٰ ہے۔ "اور ظالموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔۔۔۔"

صدر محترم! کیا ہم واقعی نہیں جانتے کہ برائی کیا ہے اچھائی کیا ہے۔ نیکی کیا ہے بدی کیا ہے۔ تقوی کیا ہے' ظلم و شقاوت کیا ہے؟ یقیناً ہم جانتے ہیں۔ لیکن جان بوجھ کر برائی کے کاموں میں الجھے ہوئے ہیں ہم رشوت خور کا ہاتھ پکڑنے کی بجائے اسے رشوت دے کر اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں' ہم ملاوٹ کرنے والے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ہم جھوٹی گواہیاں پیش کر کے انصاف حاصل کرتے ہیں۔ ہم جھوٹ' منافقت' ریاکاری اور غیبت و حسد میں پڑے ہوئے ہیں اس لئے ہمیں سیدھا راستہ نہیں ملتا۔ جنہیں بھی موجود ہیں' سجدہ گاہیں بھی آباد ہیں نمازی بھی اس پیش امام بھی ہیں لیکن دلوں میں خوف خدا نہیں ہے اس لئے نمازی ہونے کے باوجود مسجدیں خالی ہیں اور زمین مرد مومن کے سجدے کے لئے تڑپ رہی ہے۔ اسی منافقانہ روش کو دیکھ کر علامہ اقبال نے کہا تھا۔

تو جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

صدر محترم! اس کے ساتھ ہی میں یہ کہتے ہوئے رخصت چاہوں گا کہ خدا ہمیں نیکی و پرہیزگاری میں تعاون کی توفیق عطا فرمائے اور برائی و گناہوں کے سے عدم تعاون کا حوصلہ عطا فرمائے' آمین

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

اسلام میں عورت کا رتبہ

صدر ذی احتشام اور معزز حاضرین!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم فاما بعد فعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم.

آج کی اس مقدس ومعزز محفل میں مجھے جس موضوع پر اظہار خیال کرنا ہے اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔ ''اسلام میں عورت کا رتبہ'' اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور اس لحاظ سے زندگی کے ہر عمل کے شعبہ کے بارے میں اسلام سے رہنمائی ملتی ہے۔ خواتین بھی اسلامی معاشرے کا ایک بڑا حصہ ہیں بلک عائلی زندگی میں عورت کو مرد کے برابر کا درجہ حاصل ہے اس لیے عورت کو بھی سماجی اعتبار سے وہی رتبہ حاصل ہے وج مرد کو حاصل ہے۔ مرد کما کر لاتا ہے اور عورت سلیقے سے اسے خرچ کرتی گھر کو سنواتی اور اپنی اولاد کو مستقبل کا باشعور شہری بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھیں تو عورت کی ذمہ داریاں مرد سے کہیں زیادہ ہیں۔ اسلام سے پہلے عورت یا لڑکی والدین کے لیے گالی سے کم نہ تھی۔ عرب میں یہ رواج تھا کہ عورت یا لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا۔ عورت کو لونڈی بنا کر جنس کی طرح بازار میں فروخت کر دیا جاتا نہ ان کی کوئی قانونی حیثیت تھی نہ وہ معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے اپنا فعال کردار ادا کر سکتی تھی۔ وہ معاشرہ مردوں کا معاشرہ تھا جس میں مرد ایک استحصالی قوت کی حیثیت رکھتے تھے اور عورت کا ہر سطح پر استحصال کرتے تھے۔

Marfat.com

جناب والا! عرب سے باہر ہندوستان میں بھی عورت کو انتہائی ذلیل رذیل اور گھٹیا مخلوق تصور کیا جاتا تھا۔ عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہونا پڑتا تھا۔ اور عورت خواہش نہ ہونے کے باوجود زندہ چتا میں جلا دی جاتی تھی۔ دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی کی خاطر عورتوں کو بتوں کے چرنوں میں بے دریغ قربان کر دیا جاتا۔ عورتوں کی حالت گھر میں غلاموں سے بدتر تھی ان کی اپنی کوئی رائے نہ تھی۔ وہ ماں ہو یا بہن' بیوی ہو یا بیٹی' ہر حالت میں غلام تھی۔ اسے کسی قسم کی آزادی حاصل نہ تھی۔ سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے ہی ان کی شادیاں کر دی جاتی تھیں شادی جیسے اہم معاملے میں بھی ان کی رائے نہ پوچھی جاتی تھی۔ ہندو سوسائٹی نے عورت کو قابل نفرت وجود قرار دے دیا تھا۔

صدر محترم! عورت عیسائیت اور یہودیت میں اپنے حقوق سے محروم تھی ان آسمانی مذاہب میں ایسی تبدیلیاں کی گئی تھیں جس کی بناء پر عورت کو مذہبی ترقی میں رکاوٹ تصور کیا جاتا اور تمام گناہوں کی پیداوار عورت کو قرار دیا جاتا۔ اسے جذبات و احساسات سے عاری ایک ایسا وجود تسلیم کیا جاتا جو روح تو رکھتا ہے لیکن اپنی روح کی تسکین کا سامان مرد کو تصور کرتا ہے۔ زردشت نے عورت کو فتنہ و فساد قرار دیا اور کہا کہ عورت صرف شیطانی وسوسے کی طرح انسان کو گمراہ کرنے کا کام کرتی ہے۔ زردشت آدم و حوا کی مثال دے کر عورت کی ہستی ہی سے منکر ہوتا تھا دوسری طرف اس مذہب کے پیروکار ان عورتوں سے شادیاں کرتے تھے۔

جناب صدر! یہ وہ حالات تھے جب کفر کے اندھیروں سے اسلام کی روشنی پھیلی اور اس نے چہار وانگ عالم میں جہالت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ آنحضورؐ نے اس وقت عورتوں کو آزادی کا مژدہ سنایا جب کہ ایران میں مزدک عورتوں کو مشترکہ ملکیت قرار دے چکا تھا۔ ایک عورت پر کئی کئی مرد اپنے حقوق جتاتے تھے۔ شادیوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہ تھی۔ ایک مرد بیک وقت کئی عورتوں سے اپنا حرم آباد کرتا تھا۔ سوتیلی ماں کی شادی سوتیلے سے کر دی جاتی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد

Marfat.com

اس کے بیٹے کی ملکیت وہ تمام عورتیں قرار پاتی تھی جو دراصل کی مائیں تھیں۔ عورت کو پستی سے نکال کر بلند درجہ فائز کیا۔ قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد فرما دیا گیا۔

ولھن مثل الذی علیھن باالمعروف (بقرہ)

"عورتوں کے بھی ایسے حقوق ہیں جیسے کہ ان پر مردو کے۔"

اس طرح قرآن پاک نے پہلی مرتبہ عورتوں کو قانونی حیثیت عطا کی۔ اور عورتوں کا سماجی رتبہ مردوں کے برابر قرار دے دیا۔

جناب والا! آیئے ذرا ایک نظر اسلامی تعلیمات پر ڈالیں اور دیکھیں کہ اسلام نے پسی ہوئی انسانیت کو کس طرح ذلالت کے عمیق گڑھے سے نکالنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اسلام نے سب سے پہلے دختر کشی کی ممانعت کی۔ اور لڑکیوں کی پرورش و نگہداشت کے بڑے مراتب قرار دیئے۔ ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

ولا تقتوا ولا وکما خشیۃ املاق۔ نحن نرزقھما وایاکم ان قتلھما کان خطاء کبیرا۔ (سورہ بنی اسرائیل ۔31)

"اور اپنی اولاد کو فقرا فاقہ کے خوف سے مار نہ ڈالو۔ ہم ان کو بھی اور تم کو بھی روزی دیتے ہیں ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔"

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا اعتراف عرب کے لوگ فخریہ آنحضورؐ کے سامنے کرتے تھے۔ بنو تمیم کے رئیس قیس بن عاصم نے کہا کہ اس نے آٹھ لڑکیوں کو اپنے ہاتھوں قتل کیا اس پر آنحضورؐ نے فرمایا۔

"اے قیس! ہر لڑکی کے کفارہ میں ایک اونٹ قربان کرو-----"

جناب صدر! اسلام نے پہلی مرتبہ عورت کے بارے یہ حکم دیا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ اس طرح جنت کا حصول ایک عورت یعنی ماں کی خدمت و اطاعت سے مشروط کر کے عورت کا سماجی و دینی رتبہ بڑھا دیا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔

Marfat.com

ولاذالموءودۃ سئلت بای ذنب قتلت۔

"یاد کرو جب زندہ دفن کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں قتل کی گئی۔"

آنحضورؐ نے بھی لڑکی کی پرورش کو عظیم ذمہ داری قرار دیا اور اسے ایک عظیم کار ثواب قرار دیا۔ آپ نے فرمایا؟

"جس کی دو تین بیٹیاں یا بہنیں ہیں اور وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرے تو جنت میں داخل ہو گا۔"

آپؐ نے یہ بھی فرمایا؟

"لڑکی کی پرورش والدین اور دوزخ کے درمیان پردہ ہے۔۔۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا؟

"جو شخص دو لڑکیوں کو پال کر جوان کر دے حضورؐ نے دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا۔ اس کا اور میرا مرتبہ جنت میں یوں ہو گا۔"

نکاح کرنے کے لئے بھی آنحضورؐ نے عورت کو خوشی راضی یا ناراضی قبول یا رد کا اختیار دیا آپؐ نے فرمایا!

"بیوہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ حاصل کر لی جائے اس طرح کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے دریافت نہ کر لیا جائے۔"

جناب والا! اسلام وہ واحد دین ہے جس نے وراثت میں عورت کا حصہ تسلیم کیا۔ سورہ نساء میں ارشاد ہوتا ہے۔

وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون۔

"اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا۔"

عورتیں پہلے خود کسی کی ملکیت ہوتی تھیں۔ اسلام نے عورت کو ملکیت

Marfat.com

میں سے حصہ دلایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔!

"عورتوں کا بھی اپنی کمائی سے حصہ ہے۔" (النساء - 33)

صدر ذی وقار! اب آپ ہی اندازہ لگایئے کہ عورتوں کا مرتبہ اسلام نے کس قدر بلند فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ!

"ہم اسلام سے پہلے عورتوں کو کسی شمار میں نہ لاتے تھے۔ اسلام آیا تو اس نے عورتوں کے بارے میں احکام جاری کئے اور ان کے حقوق مقرر کئے۔"

اسلام نے عورت کے لئے حق مہر کا حق تسلیم کیا۔ مہر کا تقرر اور اس کی ادائیگی ضروری قرار دیا۔ اس میں کسی کو کوئی رعایت نہیں ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق مہر ادا کر سکتا ہے۔ اس کی کوئی مقدار یا تعداد مقرر نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واتوا النساء صدقتهن نحلة۔ (نساء - 4)

"اور عورتوں کے مہر خوش دلی سے ادا کرو۔"

فاتوهن اجورهن فريضة (نساء - 24)

"ان کے جو حق (مہر) مقرر ہوئے ہیں وہ انہیں دے دو۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے!

"اگر تم نے عورتوں کو بہت سا مال بھی دیا تو اس میں سے کچھ تم واپس نہ لو۔"

صدر ذی وقار! عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی جو تاکید آنحضورؐ نے فرمائی اور قرآن پاک میں احکامات بیان ہوئے ہیں۔ اس نے عورت کو اندر کے اکھاڑے کی پری بنانے کی بجائے ایک غیرت و آبرو کی حفاظت کرنے والی گھر گرہستن کا روپ بنایا۔ مغرب نے عورت کو حد سے زیادہ آزادی دے کر اسے لباس سے محروم کر دیا۔ اس نے عورت کو اپنی زینت چھپانے کا حکم دیا۔ بے شک کہا!

Marfat.com

الرجال قوامون علی النساء۔

لیکن ساتھ ہی یہ حکم بھی دے دیا۔

وعاشروھن بالمعروف۔

"اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہو۔"

آنحضرتؐ نے فرمایا!

خیرکم خیرکم لاھلہ۔

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر ہے۔"

عورت کو پردوں میں مستور رہنے کا حکم ان الفاظ میں دیا۔

"عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم عورتوں کے لئے لباس ہو۔"

یعنی وہ مردوں کی محافظت کریں اور مرد ان کی حفاظت کریں۔ بے حیائی بے شرمی کا راستہ اسلام نے شروع میں کاٹ دیا۔ یورپ نے عورت کو دنیا کی نمائش گاہ میں لا بٹھایا اسلام نے ان کو اپنی زیب و زینت چھپانے کا حکم دے دیا۔

جناب والا! اسلام نے عورت کو مرد کے مظالم سے نجات دلائی اور واضح حکم دے دیا کہ ان پر ظلم نہ کیا کرو۔ عورت کے معاملے میں مردوں کو صبر و تحمل اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اکبر الہ آبادی نے عورت کی آزادی اور بے راہ روی دیکھی تو کہا۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

حضور والا! جو خواتین آج مردوں کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر گھومنا۔ میک اپ کر کے تفریح گاہوں پر جانا اور دفتروں میں ملازمت کرنا ہی مردوں کے ساتھ مساوات تصور کرتی ہیں وہ شدید دھوکے میں ہیں۔ مساوات یہ نہیں ہے کہ

Marfat.com

مرد اور عورت بازار میں حسن کی نمائش لگاتے پھریں اور مرد محض اپنے نفس کی تسکین کی خاطر عورت کو بے لباس کرتا جائے۔ یہ تو عورت کا استحصال ہے۔ جدید دور میں عورت کا استحصال یہی ہے کہ اسے مساوات کا دھوکا دے کر اسے اس کے حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ عورت رقص گاہوں کو سجانے کے لئے نہیں گھروں کو آراستہ کرنے کے لئے وجود میں آئی ہے۔ گھر کی چار دیواری ہی عورت کا اصل مقام ہے یہی مرتبہ اسلام بھی اسے عطا کرتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

* * *

Marfat.com

ہم جمہوریت کے قائل نہیں

(مباحثہ)

(موضوع کے حق میں)

جناب صدر و معزز حاضرین کرام!

آج میں آپ کے سامنے اس تلخ سچائی کو پیش کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ہم اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ ہم جمہوریت کے قائل نہیں ہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ ہم موجودہ حالات کو دیکھنے کے باوجود اس سے چشم پوشی اختیار کر رہے ہیں۔

جناب والا!

آپ کسی بھی شعبہ ہائے زندگی کی طرف نگاہ دوڑا کر دیکھ لیں آپ پر یہ حقیقت بخوبی طور پر آشکارا ہو جائے گی کہ باوجود ایک نظام اور سسٹم قائم کرنے کے کہیں بھی جمہوریت نام کی چیز نہیں ملتی ہم جمہوریت کا نام تو لیتے ہیں لیکن جمہوری اصولوں سے انحراف کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہتے کسی کا حق غصب کرتے ہوئے جمہوری قدروں کی پامالی کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں ہم جمہوریت کا نام اس لیے لیتے ہیں کہ جمہوریت ایک اچھا نظام حیات ہے یہ ہمیں آزادی رائے کا حق دیتی ہے انسانوں کے حقوق کا تحفظ سکھاتی ہے کسی کے ساتھ زیادتی جمہوریت کے اصولوں کے منافی ہے لیکن

Marfat.com

جناب صدر!

وہ کون سی برائی ہے جو جمہوریت کے نام پر نہیں کر رہے وہ کون سا ظلم ہے جو جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر نہیں کیا جا رہا وہ کون سی حق تلفی ہے جو جمہوریت کے نام پر نہیں ہو رہی ہم نے اپنے پیارے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھ تو لیا لیکن بڑے افسوس کے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس ملک عزیز میں حق بات کہنا بھی جرم ہوتا جا رہا ہے حکومت اپوزیشن کی بات سننا گوارا نہیں کرتی اپوزیشن حکومت کی بات سننا پسند نہیں کرتی ایک سیاستدان دوسرے سیاستدان پر ایسے چڑھائی کیے ہوئے ہے جیسے جان کی دشمن ہوں یوں محسوس ہوتا ہے کہ کسی میں بھی برداشت کا حوصلہ نہیں ہے کوئی بھی جمہوری سوچ نہیں رکھتا کسی کو بھی جمہوری اقدار کا پاس و لحاظ نہیں۔

جناب والا!

یہ فقدان ہے اس سوچ کا جو جمہوری اصولوں کا احترام کرنا سکھاتی ہے یہ کمی ہے اس سمجھ کی جو انسانیت کی بھلائی کا درس دیتی ہے اگر یہ فقدان نہ ہوتا اگر سمجھ کی کمی نہ ہوتی تو ہمارا ہر کام جمہوری اصولوں کے مطابق ہوتا معاملے کی تشدد کی بجائے آپس میں بات چیت سے طے کرتے آج حالت یہ ہے کہ ہم کسی بھی مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرنے کی بجائے سڑکوں پر نکل آتے ہیں ہمارے پڑھے لکھے طبقے میں جمہوریت سے انحراف اور جمہوری قدروں کی پامالی کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہسپتالوں میں ڈاکٹرز ہڑتالوں پر دکھائی دیتے ہیں سکولوں میں اساتذہ اپنے مطالبات منوانے کے لیے ایجی ٹیشن کرتے نظر آتے ہیں دفتروں میں کام کرنے والا پڑھا لکھا طبقہ اپنے حقوق کو منوانے کے لیے ہنگامہ آرائی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

جناب صدر!

اور تو اور ہمارے مذہبی پیشوا بھی کسی سے کم نہیں ہیں اور اس معاملے میں بڑھ چڑھ کر جمہوریت کی منافی سرگرمیوں میں حصہ لیتے دکھائی دیتے ہیں یوں

Marfat.com

محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہر کسی نے اپنی بات منوانے کے لیے احتجاج اور تشدد کا راستہ اختیار کر لیا ہوا ہے کس کس طبقے کے لوگوں کی بات کی جائے یہاں تو وہ لوگ بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ جو قانون دان ہونے کے دعویدار ہیں وکلاء حضرات کی ہڑتالیں اور جلوس جمہوری اصولوں کی پامالی کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ جمہوریت آزادی رائے کا حق ضرور دیتی ہے مگر تشدد اور گھیراؤ جلاؤ کی اجازت نہیں دیتی جمہوریت ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرنا ضرور سکھاتی ہے لیکن کسی پر زبردستی اپنی رائے ٹھونسنے کی اجازت نہیں دیتی جمہوریت اپنے جائز حقوق کے تحفظ کے لیے بات چیت کا راستہ ضرور دکھاتی ہے مگر توڑ پھوڑ اور تشدد آمیز کاروائیوں کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔

جناب والا!

اگر ہم جمہوری اصولوں کے مطابق اپنے حقوق کو تسلیم کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور جن سے ہم اپنے حقوق منوانا چاہتے ہیں جن سے اپنے حقوق لینا چاہتے ہیں جو ہمارے حقوق ہمیں دینے کی طاقت و قوت رکھتے ہیں وہ بھی جمہوری اقدار کی پیروی کرتے ہوئے ہمارے حقوق ہمیں دینے میں کوئی پس و پیش نہیں کرتے اور ہمارا معاملہ افہام و تفہیم حل ہو جاتا ہے تو پھر ہم اس بات کو کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ہم جمہوریت کے قابل ہیں اس لیے کہ ہم میں سے ہر دو فریقین نے جمہوری اصولوں کی پاسداری کی ہے اور جمہوری قدروں کو نبھایا ہے لیکن اگر ایسا نہیں ہے ہم نے اپنی بات منوانے کے لیے توڑ پھوڑ سے کام لیا ہے گھیراؤ جلاؤ کی پالیسی اپنائی ہے ہنگامہ آرائی اور تشدد کی کاروائیوں میں حصہ لیا ہے تو پھر اس حقیقت کو صدق دل سے تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہم جمہوریت کے قابل نہیں ہیں۔

جناب صدر!

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک باشعور قوم ہونے کے باوجود ہم نے اپنے کردار و عمل سے اس بات کو ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ ہم

Marfat.com

جمہوریت کے قابل نہیں ہیں ہمارا ہر اقدام جمہوری اقدار کی نفی کرتا ہے حالانکہ ہم اس مذہب کے پیروکار ہیں جو ہمیں جمہوریت کا درس دیتا ہے جو ہمیں احترام انسانیت سکھاتا ہے خرابی نظام میں نہیں ہوتی خرابی تو اس پر عمل کرنے اور کرانے والوں میں ہوتی ہے کوئی بھی نظام انسانی حقوق کی پامالی کا سبق نہیں دیتا کوئی بھی نظام انسانی اقدار کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا کسی بھی نظام سے توڑ پھوڑ اور گھیراؤ جلاؤ کی تعلیم نہیں ملتی اگر ہم اپنے رویوں کو نہیں بدلیں گے جمہوری اصولوں کی پاسداری نہیں کریں گے اپنے مطالبات منوانے کے لیے تشدد کا راستہ اختیار کریں گے یا اس راستے کو اختیار کرنے پر مجبور کردیے جائیں گے تو پھر

جناب والا!

مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ہم جمہوریت کے قابل نہیں ہیں یہ آج کے دور کی ایک تلخ سچائی ہے ہم خود ہر برائی کو آگے بڑھنے میں مدد دیتے ہیں کسی کی حق بات سننا گوارا نہیں کرتے' یہ درست ہے کہ خرابی جمہوری نظام میں نہیں بلکہ اس نظام پر عمل کرنے والوں میں ہے خود سوچیے کہ بسوں کے شیشے توڑنے والے' وطن عزیز کی عمارتوں کو نقصان پہنچانے والے اور قتل و غارت گری کرنے والے کس طرح جمہوریت کے قابل ہو سکتے ہیں۔

* * *

Marfat.com

احتساب کی ضرورت

جناب صدر و معزز حاضرین!

نہایت افسوس کے ساتھ آج اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم نے بحیثیت مجموعی اپنے پیارے ملک پاکستان کو اس حالت تک پہنچا دیا ہے کہ کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں کہ جہاں پر کرپشن کے جن نے اپنے ہاتھ نہ دکھائے ہوں یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کے ہاتھوں اپنا ملک اس حال تک پہنچا ہے ضرورت ہے کہ ان کا احتساب کیا جائے اور ذمہ دار افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے دکھ تو اس بات کا ہے کہ ملکی افق پر چھائے ہوئے سیاستدان حکمرانوں نے خوب دل کھول کر اس ملک کو لوٹا اور جو کچھ اس ملک کے ساتھ کر سکتے تھے کیا۔ جن کے دلوں میں ایمان کی رمق باقی ہے اور پاکستان سے محبت کا جذبہ قائم ہے وہ لوگ ہر نئی آنے والی حکومت سے یہ امید وابستہ کر بیٹھتے ہیں کہ شاید ایسا کوئی حکمران آئے جو ملک اور قوم کا درد رکھتا ہو اور پاکستان کی تعمیر و ترقی کا خوگر ہو، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اہل وطن میں دھوم تھی روز سعید کی
ان رہبروں نے اس کی بھی مٹی پلید کی
یادش بخیر آج بھی جیتا ہوں یوں شفق
ہلکی سی ایک کرن تو ہے باقی امید کی

اپنے ملک کی مختصر سی تاریخ پر نظر ڈالنے کے بعد اور موجود حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اب شدت سے یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم نے اس اسلامی ملک کو

Marfat.com

بگاڑنے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا ہماری قومی اجتماعی اور انفرادی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں کہ جس کی ہم نے حفاظت کی ہو اور سا کوتاہی فکر و عمل کی وجہ سے آج ہم ان حالات کا سامنا کر رہے ہیں ہمارا مقصد نہایت ہی سادہ ہے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلائیں ہم نے پاکستان کے قیام کے بعد ان اصولوں کا نعرہ بھی لگایا مگر افسوس کہ اس کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہے۔

جہاں تک اسلامی نظام کا تعلق ہے وہ اتنا جامع اور مکمل ہے کہ رہتی دنیا تک اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ وقت کو مزید ضائع نہ کیا جائے اب وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم ایک نئے جذبے' نئی سوچ اور نئے عزم کے ساتھ ملک کی تعمیر نو کی طرف توجہ دیں تعمیر نو کے سلسلہ میں ہمیں ملکی مفاد کو انفرادی مفاد پر ہمیشہ ترجیح دینا ہوگی حقیقت یہ ہے کہ ہم اب تک ملکی مفاد کو پس پشت ڈال کر اپنی تجوریاں بھرتے رہے ہیں ہم نے دانستہ یا نادانستہ طور پر انفرادی مفاد کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ اس کے لیے ہر ملکی قانون اور اسلام کے ہر ضابطہ کو پس پشت ڈال دیا۔

حضرات محترم!

ذرا غور فرمایئے آج پاکستانی قوم اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ ملک کا کوئی بھی طبقہ پاکستان سے مخلص نہیں ہے کاروباری حضرات انکم ٹیکس کی شرح پوری طرح ادا نہیں کرتے یہ قدم وہ صرف اپنی ذاتی دولت میں اضافہ کے لیے اٹھاتے ہیں اور اس طرح براہ راست ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں اس لیے کہ انہی ٹیکسوں سے نظام حکومت چلتا ہے دوسری طرف ملازمین کو دیکھا جائے تو وہ اپنے عہدے سے فائدہ اٹھا کر ناجائز کام کو جائز قرار دیتے ہیں کوئی محکمہ ایسا نہیں کہ جہاں پر رشوت کا بازار گرم نہ ہو ہر کام کے ریٹ مقرر کیے ہوئے ہیں جائز کام بھی کرانا ایک مشکل ترین

Marfat.com

مرحلہ بنا دیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمتوں کے حصول کے سلسلہ میں اقربا پروری رشوت اور سفارش کا زور چلتا ہے حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ حقدار کو اس کا حق ملے اور جو میرٹ پر آئے اسے ملازمت ملنی چاہیے مگر ایسا ہو نہیں رہا ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جب بھی ملکی مفاد اور ذاتی مفاد ٹکرائیں ملکی مفاد کو موخرالذکر پر چھا جانا چاہیے کاش کہ ایسا ہو جائے لیکن صورت حال یہ ہے کہ بے حسی چھائی ہوئی ہے لگتا ہے کوئی کسی کو پوچھنے والا نہیں جو بھی کوئی جتنا بھی اختیار رکھتا ہے اس سے تجاوز کرتے ہوئے اپنا کام دکھاتا جا رہا ہے۔

بے حسی چھائی ساری قوم پر کچھ اس طرح
پیش خیمہ ہے شفق یہ ایک بڑے طوفان کا

جناب والا!

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے فعل اور ہر بات کو انجام دینے کے لیے ذاتی محاسبہ کریں تاکہ ہم پرکھ سکیں کہ ہمارا کام واقعی انفرادی مفاد سے بالاتر ہے اور خالصتاً قومی مفاد کے لیے ہے' انفرادی محاسبہ سے مراد یہ ہے کہ ہم میں سے ہر فرد خواہ وہ سربراہ مملکت ہے درمیان طبقہ کا کوئی آدمی ہے یا نچلے طبقہ کا کوئی فرد ہر ایک کو اپنے گریبان میں جھانک کر یہ دیکھنا ہو گا کہ اس نے کس خاص مدت میں جو کام کیا ہے اس میں ملکی مفاد کتنا ہے اور اس کے برعکس کتنا۔ اگر ہم انفرادی محاسبہ سے تہی دامن ہو کر دوسروں کو ہدف تنقید بنائیں تو اس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ذاتی یا انفرادی محاسبہ کا تعلق ضمیر کے ساتھ بہت گہرا ہے کیونکہ انفرادی محاسبہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اپنے ہر قول اور فعل کا جواب ہم اپنے ضمیر سے مانگیں ہم دیکھیں گے کہ بیشتر جوابات نفی میں ہیں لہٰذا ان کو مثبت بنانے کے لیے کوشاں رہنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا!

کوئی خرابی یا برائی صرف اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے کہ اس خرابی کو

Marfat.com

واقعی خرابی سمجھا جائے اور اصلاح کا جذبہ بھی بدرجہ اتم موجود ہو اگر کسی قول یا فعل کو ذاتی تحفظ دیا جائے تو پھر اچھائی اور برائی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ انفرادی محاسبہ کا عزم اور عمل نچلے طبقہ میں کس قدر موجود ہے چونکہ یہ عمل اونچے طبقے میں بالکل نہ تھا اس لیے اول الذکر طبقہ نے ان کا سہارا لے کر اپنے اعمال غیر شعوری طور پر اس قدر منفی بنانے کی کوشش کی جس قدر کہ وہ کر سکتے تھے آج ہمیں اس بات کا عزم کرنا ہے کہ ہم صرف وہی کام کریں گے جس کی ہمارا ضمیر اجتماعی بہتری کے لیے اجازت دے گا۔

حضرات محترم!

آج ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ معاشرہ کو کرپشن' رشوت' چوربازی' ذخیرہ اندوزی اور ملاوٹ سے پاک کرنے کے لیے ملکی اور حکومتی سطح پر احتساب کا عمل تیز سے تیز تر کیا جائے یہ احتسابی عمل نیچے کی بجائے اوپر سے شروع ہو اس لیے کہ ماضی میں یہ روایت رہی ہے کے نچلے طبقے کو انتقام کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور بڑے بڑے مگرمچھوں پر ہاتھ ڈالنے کی کوئی جرات نہیں کرتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ارباب اختیار سے یہ گزارش بھی کروں گا کہ احتساب کے نام پر کسی کے خلاف انتقامی کاروائی نہ کی جائے اور احتساب کا عمل ایسا صاف و شفاف ہو کہ جو بھی مجرم ہو وہ قانون کے شکنجے سے بچ نہ سکے۔ یہ احتسابی عمل اس لیے بھی ضروری ہے کہ گزشتہ پچاس سالوں سے جو لوگ اس ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے چلے آ رہے ہیں ان لٹیرے ہاتھوں کو توڑ دیا جائے اور ملک کی لوٹی ہوئی دولت ان سے برآمد کر کے ملک کی تعمیرو ترقی پر صرف کی جائے۔

جناب والا!

جن لوگوں نے قرضوں کے نام پر اس ملک کے بینکوں کو لوٹا اس ملک کی معشیت کو تباہ کیا اس ملک کی اقتصادی حالت کو کمزور سے کمزور تر کیا ملک کی معاشی بدحالی کا باعث بنے قرضے واپس کرنے کی بجائے اپنی ذاتی تجوریاں بھرلیں ملکی اور

Marfat.com

بین الاقوامی سطح پر پاکستان ایک بدنامی کا باعث بنے جن کی وجہ سے پاکستان غیرملکی قرضوں کے بوجھ تلے دب گیا اور کرپشن کی فہرست میں سرفہرست ٹھہرایا گیا ضرورت ہے کہ ان کا احتساب کیا جائے اور ان کو ان کے کئے کی ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ آئندہ کسی کو اس ملک کے ساتھ دھوکہ کرنے کی جرأت نہ ہو اور ان کے قبضے سے ملک کی پائی پائی چھین لی جاوے کہ جس پر وہ سانپ بنے بیٹھے ہیں۔

جناب والا!

میں سمجھتا ہوں کہ احتساب کا ایسا کڑا عمل صرف اسی صورت ممکن ہے کہ جب احتساب کرنے والوں کا اپنا دامن صاف ہو ان کی قوت ارادی مضبوط ہو کوئی ڈر، خوف اور لالچ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے ان کی قوت ارادی جس قدر مضبوط ہو گی اسی قدر وہ اپنا کام ایمانداری اور خلوص نیت سے کر سکیں گے تبھی معاشرہ میں صحت مند تبدیلی لانے کے لیے مضبوط قوت ارادی بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے جب کوئی معاشرہ حد سے زیادہ بگڑ جاوے تو اس کی ایک ہی صورت ہوتی ہے کہ برائیوں کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا جائے ہمارا معاشرہ بھی بے شمار برائیوں میں گھر چکا ہے ان برائیوں اور خرابیوں کو دور کرنے کے لیے کافی تگ و دو کی ضرورت ہے اگر اس معاشرہ کی حالت کو سدھانے کا عزم کرنا ہے تو پھر احتساب کے عمل کو مضبوط قوت ارادے کے ساتھ کرنا ہو گا تب ہی ہم یقینی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

جناب والا!

یہاں پر اس ضمن میں قائداعظم محمد علی جناح کا ذکر کرنا بڑا برمحل ہو گا اس لیے کہ ان میں اور بہت سی خوبیوں کے ساتھ ساتھ قوت ارادی کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا انہوں نے نہایت مشکلات کے باوجود کے قانون کے دائرے میں رہ کر انگریز سامراج اور ہندو مہاسبھا کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں یہ عمل ان کی مضبوط قوت ارادی کی وجہ سے روپذیر ہوا انگریزوں کی بے پناہ مخالفت اور ہندوؤں کی شدید دشمنی ان کے ارادے کو متزلزل نہ کر سکی۔ اسی طرح آج ہم سب کو مضبوط

Marfat.com

قوت ارادی سے کام لیتے ہوئے احتسابی عمل کی کوشش میں ہاتھ بٹانا چاہیے اس لیے کہ ہم نے ایک نئے عزم اور ولولے کے ساتھ ایک ایسے پاکستان کی تعمیر کرنی ہے جو نہ صرف ایشیاء بلکہ پوری دنیا میں ایک درخشاں ستارے کی طرح چمکے اور دنیا پاکستان کو ایشیاء کے عظیم ٹائیگر کے روپ میں دیکھے میں سمجھتا ہوں کہ اب موجودہ حالات کے جو تقاضے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ارباب اختیار کی ذمہ داریوں میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے اس لیے کہ انہوں نے احتسابی عمل کے کام کا آغاز کر کے ایک ایسی پیش رفت کی ہے جو گار کامیابی کے ساتھ جاری رہی تو آنے والے چند سالوں میں پاکستان خوشحالی اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے گا واقعی ملک کی تقدیر بدل جائے گی مگر ارباب حکومت کی ایک ذمہ داری اب یہ بھی ہے کہ انہیں اپنے قول و فعل کو ایک نمونہ بنا کر پیش کرنا چاہیے تاکہ عوام ان کی مثال کو سامنے رکھ کر اپنی منزل کی طرف گامزن ہوں اب وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر تنقید کرنے کی بجائے اپنی تمام تر کوششیں ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے صرف کر دیں۔

اجازت چاہتا ہوں----- اللہ حافظ

* * *

Marfat.com

بھارت کی ثقافتی یلغار

برادران اسلام:

میری آج کی تقریر کا موضوع ہے "بھارت کی ثقافتی یلغار"

جناب صاحب صدر و معزز حاضرین کرام!

طلوع اسلام سے لے کر تاحال بت پرست ہمیشہ سے اس کوشش میں مصروف رہے ہیں کہ اسلام کا نام مٹا ڈالیں اس کے لیے انہوں نے ہر حربہ استعمال کیا۔ تاریخ اسلام میں بے شمار جنگوں کی داستانیں اس بات کی گواہ ہیں کہ جب بھی باطل اپنی بے پناہ جنگی طاقت کے زعم میں حق کو مٹانے کے لیے میدان میں آیا اسے راہ حق کے مسافروں نے شکست دی اسلام کی شمع کو جلائے رکھنے کے لیے غازیان ملت اور شہدائے حق نے اپنے خون کے نذرانے پیش کر دیے اور اسلام کا جھنڈا سربلند رکھا اور پھر پانے عمل و کردار کی خوبی سے مخالفین کو اس حد تک متاثر کیا کہ دنیائے ارض پر اسلام پھیلتا ہی چلا گیا۔

جناب والا!

اس صدی میں 14 اگست 1947ء کو دنیا کے نقشے پر ایک اور اسلامی مملکت پاکستان کا اضافہ ہوا اسی برصغیر کے دوسرے فریق بھارت نے پاکستان کو آج تک دل سے کبھی بھی تسلیم نہیں کیا پاکستان کو تسلیم نہ کرنے کا مقصد صرف اور صرف اسلام دشمنی ہے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی بھارت اس کوشش میں مصروف ہو گیا کہ کسی طرح سے اس اسلامی مملکت کو ختم کر دیا جائے اس کے لیے اس نے

Marfat.com

سب سے پہلے 1948ء میں مقبوضہ کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر لیا اور کئی دوسری ریاستیں جو پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہتی تھی کو زبردستی اپنے کنٹرول میں کر لیا یہ سب کچھ بھارت کی روایتی اسلام دشمنی کے مطابق ہو رہا تھا جو کہ اس کے رگ و پے میں محمد بن قاسم کے وقت سے رچی ہوئی نسل بہ نسل منتقل ہوتی آ رہی تھی اور اب تک جاری ہے۔

حاضرین محترم!

میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بھارت نے اس پر ہی بس نہیں کیا بلکہ 6 ستمبر 1965ء کو پاکستان جو کہ اب باقاعدہ سنبھل چکا تھا پر بڑی بزدلی سے رات کے اندھیرے میں حملہ کر دیا۔ ہندو ایک مکار اور بزدل قوم ہے اس نے کسی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر پاکستان پر حملہ تو کر دیا لیکن اسے شاید اندازہ نہ تھا کہ پاکستان لوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہے اسے منہ کی کھانی پڑی ہمارے جانباز صف شکن مجاہد دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور بھارت کو اپنا آپ بچانا مشکل نظر آنے لگا تو اس نے تاشقند میں جا کر دم لیا۔ یہ ہماری بدنصیبی کہہ لیجئے یا خوش فہمی کہ ہم اس زعم میں مبتلا ہو گئے کہ ہم نے بھارت کو شکست دے دی ہے اور ہم فاتح ہیں ہم فتح کے جشن مناتے رہے لیکن

جناب والا!

بھارت اس شکست کو بھولا نہیں اس نے اسی وقت سے ایک اور جنگ کی بھرپور تیاریاں شروع کر دیں اور پھر چھ سال کے عرصہ میں ہی اس نے ہم پر دسمبر 1971ء میں ایک اور بھرپور وار کیا اس نے اپنی شکست کا بدلہ ہم سے اس طرح لیا کہ ہمارے بنگالی مسلمان بھائیوں کو ہمارے خلاف پراپیگنڈہ کر کے ہمارے مدمقابل لا کھڑا کیا اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھارت نے اپنی روایتی مکاری سے کام لے کر ہمارا آدھے سے زیادہ ملک ہم سے الگ کر کے فتح کے جشن میں مصروف نہیں ہو گیا بلکہ آئندہ کے لیے پھر تیاری میں لگ گیا اب اسے ایک اندازہ ایک تجربہ ہو گیا کہ

Marfat.com

تھوڑا لڑنے اور زیادہ پراپیگنڈے سے بہت بڑی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

حاضرین محترم!

ذرا غور کیجئے اور بتایئے کہ بھارت کامیاب ہوا ہے یا نہیں؟ یہ سوال بڑا ہی اہم ہے اور ہر پاکستانی کے سوچنے کا ہے' مشرقی پاکستان کو ہم سے الگ کر کے اب بھارت کی کوشش اس بچے کھچے پاکستان پر مرکوز ہے اسے یہ اندازہ بھی ہو چکا ہے کہ وہ آمنے سامنے کے محاذ پر شاید کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکتا اسے یہ تجربہ بھی ہو گیا ہے کہ اس کا مقابلہ ایسی قوم کے افراد سے ہے جو جان دینے سے ڈرتے نہیں جنہیں میدان جنگ میں لڑنا آتا ہے جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیتے ہیں جن کا ایک ہی نعرہ ہوتا ہے فتح یا موت۔ جو مرنے کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں جو مرتے بھی اس ڈھنگ سے ہیں کہ دشمنوں کو تہس نہس کر کے مرتے ہیں اور اس مرنے کو وہ موت نہیں شہادت سمجھتے ہیں وہ اسے زندگی سمجھتے ہیں ایسی زندگی جو کسی مقدر والے کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

حضرات محترم!

بھارت نے ایک دوسرا حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اس نے مسلمانوں کی نظریاتی' نفسیاتی اور اخلاقی سرحدوں پر حملہ کر دیا ہے وہ اس محاذ پر پوری سرگرمی سے مصروف عمل ہے آج پاکستان کے تقریبا ہر گھر کے افراد میں ضرور کوئی نہ کوئی یا سارے ہی دشمن کے اس حملے کے شکار ہو چکے ہیں اور جو باقی ہیں وہ بھی شاید اس یلغار کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے'

تیرے دریا میں طوفان کیوں نہیں ہے

خودی تیری مسلمان کیوں نہیں ہے

ذرا غور کیجئے اپنے گھروں میں یا دکان میں جھانکیے کہیں نہ کہیں آپ کو کسی بھارتی تصویر ضرور نظر آئے گی چاہے وہ کسی اداکار کی شکل میں ہو' اداکارہ کی ہو' کرکٹر کی ہو یا کسی بھی انداز میں ہو' اب ہر کوئی یہ کہے گا کہ تصویروں سے کیا

Marfat.com

ہوتا ہے مگر!

جناب والا!

ایک بات یاد رکھیے کہ آدمی جس چیز کا "شکار" ہو جاتا ہے اس کے تصورات میں ہی کھویا رہتا ہے آج ہم باتیں کرتے ہیں تو بھارتی اداکاروں کی' بھارتی کرکٹروں کی' اور پھر اپنے محلوں میں جھانکیے آپ کو ہر محلے میں کئی کئی میوزک سینٹر نظر آئیں گے جن میں بھارتی فلموں کی کیسٹیں بھری پڑی ہیں جو مسلمان بڑے شوق سے دھڑا دھڑ یہ زہر اپنے ذہنوں میں انڈیل رہے ہیں۔

جناب صدر!

یہ ایک یلغار ہے جو بھارت نے ہم پر کر دی ہے' اللہ نہ کرے جذبہ جہاد ہم سے ختم ہو جائے۔ بھارت یہی کوشش کر رہا ہے کہ ہم اس کا پھیلایا ہوا زہر اپنی رگوں میں سمولیں تاکہ وہ آسانی سے آگے بڑھ کر ہمیں اپنے انتقام کا نشانہ بنا سکے۔ بھارت جو شروع سے ہی ہمارا دشمن ہے ہم اس سے امن کی بھیک مانگتے ہیں اس کی ہر جارحیت پر صرف اور صرف مذمت کے چند الفاظ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دے لیتے ہیں اس سے دوستی کی باتیں کرتے ہیں حالانکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ اس نے تو دل سے پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کیا تو پھر دوستی کیسی اور امن کیسا' جسے ہم امن کہتے ہیں وہ زندہ اور بیدار قوموں کے لیے بزدلی ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

حاضرین محترم!

ضرورت اس بات کی ہے کہ بھارت کے اس زہریلے پراپیگنڈے کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے میدان عمل میں کود پڑیں لیکن یہ اسی صورت ہی ہو سکتا ہے جب ہم اپنے ذہنوں میں بھارت کے پھیلائے ہوئے زہر کو ختم کر لیں جب ذہن تندرست ہو جائیں گے تو خیالات اور روح میں پاکیزگی آ جائے گی مگر اس سے

Marfat.com

پہلے آج ہی ابھی اپنے گھر اپنی دکان میں ضرور جھانک لیجئے کہ کہیں کوئی بھارت کی "نشانی" موجود ہے تو پھر یہ سوچئے کہ کیا بھارت کامیاب ہو گیا ہے؟ اگر آپ تذبذب میں پڑ جائیں تو اپنی دکانوں اور مکانوں سے بھارتیوں کی تصویریں اتار پھینکے جو ایک بوجھ کی طرح آپ کے ذہنوں پر مسلط ہے اس بوجھ سے آزادی حاصل کیجئے اور یہ عہد کیجئے کہ ہم بھارت کو اس کے مذموم مقاصد میں کبھی بھی کامیاب نہ ہونے دیں گے ہم اپنے ملک اور اسلام کے لیے اپنی جان قربان کر دیں گے اس لیے کہ بھارت ہمارا کھلا دشمن ہے ہمارے ملک کا دشمن ہے اسلام کا دشمن ہے اور دشمن سے دوستی تو نہیں رکھی جاتی۔

جناب صدر!

ان اشعار کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

اپنی سوئی ہوئی غیرت کو جگانا ہو گا
اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو بنانا ہو گا
فکر ملتہ کو بھی پروان چڑھانا ہو گا
مسکن کفر کو اب شعلہ دکھانا ہو گا

***

Marfat.com

پاکستان کے لیے ایٹمی توانائی ضروری ہے

جناب صدر و معزز حاضرین کرام!

آج دنیا کے ترقی یافتہ ممالک ریسرچ اور ٹیکنالوجی کے میدان میں جس تیزی سے چھا رہے ہیں ترقی پذیر ملکوں کے لیے یقیناً یہ ایک لمحہ فکریہ ہے اس لیے کہ ٹیکنالوجی کے میدان میں جو ملک ترقی کرتے ہوئے ایٹمی توانائی کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ ایک ایسی طاقت و قوت بن جاتا ہے کہ جس کا خواب وہ مدتوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے اور پھر بعض ایٹمی طاقت رکھنے والے ممالک اپنی من مانی کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے ترقی پذیر ملکوں کے لیے وہ مسلسل خطرہ بنے رہتے ہیں اگر ایٹمی توانائی کا استعمال انسانیت کی فلاح و بہبود اور فائدے کے لیے کیا جائے تو اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے مگر بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بعض ایٹمی طاقتوں نے انسانیت کی تباہی و بربادی کے انتظامات بھی کر رکھے ہیں اور اس طرح وہ ایٹمی توانائی کا غلط استعمال کرنے میں پیش پیش ہیں۔

جناب والا!

پاکستان کی ترقی کے لیے ایٹمی ٹیکنالوجی کی بہت اہمیت ہے اسلام نے مطالعہ کائنات اور مشاہدہ فطرت کا حکم دیا ہے پاکستان کے ایٹمی ریسرچ کا پروگرام پر امن مقاصد کے لیے ہے آج موجودہ دور میں جوہری توانائی کے ذریعے زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں انقلابات برپا کیے جا رہے ہیں طب کے شعبے میں حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کی جا رہی ہیں۔ کینسر جیسے موذی مرض کا ریڈیائی شعاعوں کے ذریعے علاج کیا

Marfat.com

جاتا ہے میڈیسن کے شعبے میں ایٹمی توانائی کے ذریعے لاعلاج امراض کی تشخیص اور علاج کو ممکن بنا دیا گیا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے محدود وسائل کے پیش نظر ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان میں ایٹمی توانائی کے لیے ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جائے۔

حضرات محترم!

پاکستان میں توانائی کے حصول اور استعمال کی ضرورت روز بروز بڑھ رہی ہے موجودہ حالات میں صرف ایٹمی طاقت ہی سستی اور قابل عمل توانائی فراہم کر سکتی ہے بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ بڑی طاقتیں پر امن استعمال کے لیے ایٹمی توانائی کے فروغ کی بجائے الٹا اس ناگزیر ضرورت پر پابندیاں لگانے کی کوشش کر رہی ہیں حالانکہ ایٹمی طاقت اور ایٹمی ہتھیاروں کے فروغ میں کوئی تعلق نہیں ہے یہ عجیب بات ہے کہ بڑی طاقتیں فنی بنیادوں پر ایٹمی ہتھیاروں کی روک تھام کے لیے ایٹمی طاقت پر پابندی لگانا چاہتی ہیں حالانکہ ہتھیاروں کی روک تھام فنی طریقوں سے نہیں بلکہ سیاسی تنازعات اور اختلافات ختم کرنے سے ہی ممکن ہے آج دنیا کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں زبردست ترقی کے باعث نئی نئی ایجادات وجود میں آ چکی ہیں ایٹمی توانائی کے حصول نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ایک انقلاب برپا کر دیا اس انقلاب سے انسان کے ہاتھ پر پہنچا کر سائنس اور ٹیکنالوجی کے انقلاب سے جو قوت اس کے ہاتھ میں آئی ہے وہ اس سے اس حسین دنیا کو اور اس کی ذہین مخلوق کو تباہ بھی کر سکتا ہے اور اس کی مدد سے ساری دنیا کے وسائل کو کام میں لا کر سب انسانوں کو با مقصد اور پر مسرت زندگی کا سامان بھی فراہم کر سکتا ہے۔

جناب والا!

جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ پاکستان کا ایٹمی توانائی کا پروگرام صرف اور صرف پر امن مقاصد کے لیے ہے اور ملکی ترقی کے لیے ایک اہم ضرورت ہے پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے لیے موجودہ حالات کے پیش نظر یہ بہت

Marfat.com

ضروری ہو چکا ہے کہ پاکستان ایٹمی توانائی حاصل کرے اور اس طاقت کو زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کے لیے استعمال میں لائے ہمارا پڑوسی ملک بھارت جو کہ شروع سے ہی پاکستان کا دشمن رہا ہے ایک ایٹمی طاقت بن چکا ہے اور پاکستان کی سالمیت کے لیے یہ بہت بڑی خطرے کی بات ہے اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان کے پاس بھی ایٹمی قوت موجود ہو تاکہ طاقت کا توازن بگڑنے نہ پائے اور اس خطہ ارضی میں امن کا قیام ممکن ہو سکے علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

جناب صدر!

پاکستان میں آبادی کی رفتار جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اور آبادی میں جس شرح سے اضافہ ہو رہا ہے اس سے بے شمار مسائل بھی جنم لے رہے ہیں انسانوں کے لیے توانائی اور ایندھن کے جو مروجہ ذرائع ہیں ان میں دن بدن کمی واقع ہوتی جا رہی ہے ان حالات میں صرف اور صرف یہی ایک راستہ باقی رہ جاتا ہے کہ اس مسئلے سے ایٹمی توانائی کے ذریعے نبٹا جائے اور توانائی کی ضرورتوں کو ایٹمی توانائی کے ذریعے سے پورا کرنے کی کوشش کی جائے اس کے علاوہ طب کے میدان میں جو نئی تحقیق سامنے آ رہی ہے اس میں بھی ایٹمی توانائی سے کام لیا جا رہا ہے بے شمار بیماریوں کا کامیاب علاج ممکن بنایا جا رہا ہے اور یہ یقیناً انسانیت کی بقاء اور فلاح کا کام ہے اور ایٹمی توانائی کا انسانیت کی بھلائی اور سلامتی کے لیے ایک اچھا استعمال ہے ہمارا مذہب اسلام ہمیں انسانیت سے محبت اور بھلائی کرنے کا درس دیتا ہے اسی ناطے ہم انسانیت کی فلاح و بہبود کو ایٹمی توانائی کے ذریعے سے ممکن بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ توانائی کے جو دیگر ذرائع انسانی ضروریات کے لیے ناکافی ہوتے جا رہے ہیں ان کی کمی بھی ایٹمی توانائی کے ذریعے سے انسانیت کی فلاح و بہبود کو ایٹمی توانائی کے ذریعے سے پوری ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

جناب والا!

میں سمجھتا ہوں کہ ترقی پذیر ملکوں میں سے ایٹمی توانائی کا حصول جس قدر پاکستان کے لیے ضروری ہے شاید ہی کسی اور ملک کے لیے ضروری ہو گا وہ اس لیے کہ شاید ترقی یافتہ ممالک اس بات سے بے خبر ہیں یا انہوں نے جان بوجھ کر اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں کہ پاکستان اس وقت دشمنوں کی نگاہوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے بھارت جیسا عیار دشمن پاکستان پر خونی نظریں جمائے بیٹھا ہے جارحیت کا کوئی بھی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا بھارت محض اس وجہ سے رکا ہوا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ پاکستان نے ایٹمی توانائی کے میدان میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر لی ہوئی ہے اور اگر اس نے کوئی چھیڑ چھاڑ کی تو اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا یہی خوف اسے جنگ سے روکے ہوئے ہے اس کے علاوہ پاکستان کے لیے ایٹمی توانائی کا حصول اس لیے بھی ضروری ہے کہ پاکستان کی حکومت یہ چاہتی ہے کہ آنے والے برسوں میں پاکستان میں توانائی کا بحران پیدا نہ ہو اور اس اہم مسئلے پر ابھی سے قابو پانے کی تدابیر کر لی جائیں۔

حضرات محترم!

موجودہ دور سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی میں جدت کے طریقے اپنانے کا دور ہے اس دور کا تقاضہ ہے کہ ہر طرح کی ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے ایٹمی تواناء یحاصل کرنے کے بعد پاکستان اپنے بے شمار مسائل پر قابو پا سکتا ہے حکومت اپنے عوام کی بہتر طور پر خدمت کر سکتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایٹمی طاقت بن جانے سے پاکستان کے لاتعداد مسائل حل ہو سکتے ہیں ہر شعبے میں تعمیر و ترقی کی نئی نئی راہیں کھل سکتی ہیں معاشی بدحالی دور ہو سکتی ہے اس کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر بھی پاکستان کا وقار مزید بلند ہونے کا باعث ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پاکستان نے بین الاقوامی سطح پر اپنی ساکھ کو مزید بہتر بنانا ہے تو ایٹمی توانائی کا حصول ناگزیر ضرورت ہے دنیا میں اسی قوم کی قدر کی جاتی ہے جو خود کچھ کر کے دکھائے گو اس

Marfat.com

معاملے میں بیشتر ایٹمی طاقتیں پاکستان کے ایٹمی توانائی کے پروگرام کے بارے میں زہر افشانی کرتی رہتی ہیں مگر جب پاکستان نے اس میدان میں مکمل طور پر کامیابی حاصل کر لی تو پھر یقیناً کچھ اور ہو جائے گا وہ طاقتیں جو اندرونی طور پر پاکستان کی مخالفت ہیں پاکستان کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے سے پہلے ضرور سوچیں گی کہ اس کا نتیجہ ان کے حق میں برا بھی ہو سکتا ہے۔

جناب صدر!

آخر میں حکومت کے ارباب اختیار اور اپنے ملک کے ممتاز سائنس دانوں سے گزارش کروں گا کہ وہ پاکستان کے پر امن ایٹمی پروگرام کے مشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ پاکستان جلد ہی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو اور اپنے وسائل پر مکمل طور پر انحصار کر سکے ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

اللہ حافظ

✷ ✷ ✷

Marfat.com

نوجوان اور پاکستان

چراغ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں گے
جوانو! اب تمہارے ہاتھ میں تقدیر عالم ہے
تمہی ہو گے فروغ بزم امکاں ہم نہیں ہوں گے

جناب صدر و معزز حاضرین کرام!

پاکستان کا مستقبل نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہے مستقبل کی باگ دوڑ نوجوان نسل کے ہاتھوں میں آتی ہے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ماضی کی تمام غلطیوں کو بھلا کر اجتماعی کوششوں کے ذریعے معاشرتی ناہمواریوں کو دور کرنے کی سعی کی جائے تاکہ پائیدار اور مضبوط و مستحکم معاشرتی نظام قائم ہو سکے' تحریک پاکستان اور جدوجہد پاکستان میں نوجوانوں کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ نوجوان اور پاکستان ایک اکائی ہیں۔ معاشرے کی تعمیرو ترقی میں نوجوان ہمیشہ عظیم کردار کے حامل رہے ہیں ان کی بہتر تربیت ہی قوم کے بہتر مستقبل کی ضمانت ہے۔

جناب صدر!

نوجوان طبعی لحاظ سے بے پناہ قوت عمل کے حامل ہوتے ہیں ان کی صحیح خطوط پر تربیت ہو اور ان کی استعداد اور میلان کے مطابق انہیں ذمہ داریاں سونپی جائیں تو وہ بہت کچھ کر کے دکھا سکتے ہیں۔ اگر دور رفتہ میں ملک و قوم اور معاشرے کے تعلق میں نوجوانوں کے کردار کا ٹھیک طرح سے تعین کر لیا جاتا انہیں

Marfat.com

محنت کی عظمت کا احساس دلا دیا جاتا ان کے اخلاق سدھارنے اور ان میں اچھے اوصاف پیدا کرنے کی منظم کوشش کی گئی ہوتی اور سب سے بڑھ کر انہیں اسلامی تعلیمات کی حقانیت کا مکمل شعور دلایا گیا ہوتا تو تعمیرو اصلاح کی ہر مہم میں وہ سب سے آگے نظر آتے اور ان کی سعی و تدبیر سے ہم ایک صاف ستھرا اور مہذب معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوتے۔

حاضرین گرامی قدر!

میرے ملک کے نوجوانوں کے مسائل معلوم کرنے کے لیے کسی طولانی تحقیق کی ضرورت نہیں ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ پہلی ضرورت نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کی ہے وہ علم و ہنر سے متصف ہوں گے تو جبھی عملی زندگی میں کوئی تعمیری کردار ادا کر سکیں گے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔"

لو جان بیچ کر بھی جو علم و ہنر ملے
جس سے ملے' جہاں سے ملے' جس قدر ملے

جناب صدر!

حکومت وقت کو چاہیے کہ جس طرح بھی ہو جیسے بھی ہو نوجوانوں کو علم و ہنر سے آراستہ کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے یہی وہ بنیاد ہے جس کو مضبوط کرنے سے پاکستان کا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں پہنچ سکتا ہے۔

جناب والا!

ہمارے نوجوانوں کی دوسری ضرورت ان کو روزگار کی فراہمی اور ان کو کام پر لگانے کی ہے کیونکہ علم' عمل سے متصف ہو گا تو پھر ہی نتائج بھی مرتب ہوں گے اور مدن و معاشرت کو سدھارا اور نکھارا جا سکے گا۔ زندہ قومیں اپنے بچوں اور نوجوانوں کی فکری و نظری تعمیر' جسمانی صحت مندی اور ان کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادے کے معاملے میں مستعد اور چوکس رہتی ہیں اور انہیں کسی بھی مرحلے پر محرومی اور نارسائی کے احساس کا شکار نہیں ہونے دیتیں یہی وجہ ہے کہ ان کے

Marfat.com

نوجوان تمام ادوار میں ایک سے ایک بڑا کارنامہ کر دکھانے کی روایت پر کاربند ہیں۔

حضرات محترم!

ہر قوم کی فتح مندی اور غلبے کا راز اس کے نوجوانوں کی ذہنی اور جسمانی تندرستی میں ہے ایک قوم جس قدر صحت مند ہے اسی قدر فتح و نصرت کے نزدیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج قوم کے رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے کردار و عمل سے پاکستان کی نوجوان نسل کے ہر فرد میں ہمت' طاقت' ولولہ' حوصلہ اور جذبہ پیدا کر دیں تو پھر ہماری زوال پذیر ہوتی ہوئی قوم عظمت و رفعت کے میدان میں زندہ ہو سکتی ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جوانوں کو مری آہ سحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے

جناب صدر!

ہمارے نوجوانوں کو مواقع ملیں تو ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ کسی بھی میدان میں پیچھے نہیں ہیں اب مسئلہ موقع فراہم کرنے کا ہے اور یہ صرف حکومت کی نہیں بلکہ پورے معاشرے کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ تعلیمی ادارے قائم ہوں' صنعتیں لگیں' زراعت کا شعبہ سائنسی اور میکانکی خطوط پر استوار ہو اور تعمیرات کا سلسلہ جہات میں پھیلے اور بڑھے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جنہیں یہ سب کچھ کرنے کی استطاعت ہے وہ اپنا فرض ادا کریں اور نوجوان نسل کی دینی اور دنیوی فلاح کے اسباب مہیا کریں ہمارے نوجوانوں کی غالب اکثریت اسلام سے مکمل شیفتگی' وطن سے بے پناہ محبت اور ملک و قوم کی تعمیر و استحکام سے بے پایاں دلچسپی رکھتی ہے' وہ راست فکری اور راست بازی کی قائل ہے اور پاکستان کی سرفرازی اور عظمت کی سچے دل سے طلبگار ہے اس کی رہنمائی ہو اور اسے ادائے فرض کے سلسلے میں مناسب سہولتیں مہیا ہوں تو یہ معجزے کر کے دکھا سکتی ہے۔

Marfat.com

جناب والا!

ہم اپنی جدوجہد کے لیے نوجوانوں کی بات اس لیے کرتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں وہ سب نوجوانوں کی مرہون منت ہیں۔ ہم حقائق کی دنیا میں رہتے ہیں' اپنے وسائل کے بارے میں بھی جانتے ہیں اور انہیں کسی حد تک کام میں لا سکتے ہیں اس کا بھی اندازہ رکھتے ہیں اس لیے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ نوجوانوں کی بہتری کے لیے سب کچھ پلک جھپکنے میں کیا جا سکتا ہے یقیناً اس کے لیے ایک طویل عرصے تک کٹھن جدوجہد کرنا ہو گی اور خود نوجوانوں کو چاہیے وہ علم و ہنر سے آراستہ ہیں یا ناخواندہ ہیں اپنے لیے بہتر حالات کار پیدا کرنے کے لیے شبانہ روز محنت کو اپنا شعار بنانا ہو گا' علامہ اقبال فرماتے ہیں'

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

حضرات گرامی!

یہ سادہ سی حقیقت ہے کہ قومی پیداوار بڑھے گی تو پھر ہی معاشرے کی ہر طرح کی ضرورتیں پوری کرنے کے وسائل بھی میسر آ سکیں گے اس لیے نوجوانوں کو پیداواری کاموں پر لگانے کو اولیت دینا چاہیے' تعلیم کو بامقصد بنانے اور پیشہ ورانہ تربیت کو مقدم رکھنے کا بھی اہتمام کیا جانا چاہیے تاکہ تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلنے والے طلباء کلرکی کی آسامیاں ڈھونڈنے کی بجائے تعمیری کاموں پر لگیں اپنی اور اپنے خاندان کی کفالت بھی کریں اور ملک و قوم کے لیے مفید خدمات انجام دینے کے قابل بھی بنیں۔ اس سلسلے میں حکومت وقت کو نوجوانوں کو درپیش مسائل کے حل میں موثر کردار ادا کرنا چاہیے' حصول تعلیم اور حصول روزگار میں حائل تمام مشکلات کے حل سے ہی ان کے احساس محرومی پر قابو پایا جا سکتا ہے جس کی عدم دستیابی سے معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

جناب صدر و معزز حاضرین!

Marfat.com

آخر میں میں اپنے ملک کے نوجوانوں کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ جوان رکھے ان کی سوچیں سدا جوان رہیں ان کے ارادے کبھی بڑھاپے کا شکار نہ ہوں۔

حضرات محترم!

یاد رکھیں! یہ دعا معمولی یا ناممکن نہ سمجھیں ہمیشہ جوان رہنا ممکن ہے بے شک یہ سچ ہے کہ جوانی لوٹ کر نہیں آتی لیکن وہ قائم رہ سکتی ہے جوانی قائم رکھنے کے لیے کوئی بلند مقصد ہونا چاہیے' مقصد سے زندگی بنتی ہے' بڑھتی ہے اور قائم رہتی ہے۔ ہم سب کے لیے بلند ترین مقصد صرف اور صرف پاکستان کی خدمت ہونا چاہیے اور ہمیں اسی عظیم مقصد کی خاطر اپنی زندگی کی راہیں متعین کرنے کی ضرورت ہے۔

اجازت چاہتا ہوں اللہ حافظ

***

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خطاب

اے لوگو!

قرآن پاک پڑھو' اس کے ذریعہ معرفت حاصل کرو اور اس پر عمل کرو تم قرآن والے ہو جاؤ گے اور تم اپنے نفسوں کا موازنہ کرو اس سے پہلے کہ ان کو تولا جائے اور اس بڑی پیشی کے لیے تیاری کرو جس دن کہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے ہماری کوئی چھپی ہوئی چیز پردہ میں نہ رہ جائے گی اور کسی حق والے کا یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ کی معیصت کر کے اس کی اطاعت کی جائے'

سن لو!

میں نے اپنے آپ کو اللہ کے مال سے ایسی جگہ اتار رکھا ہے جو یتیم کے پرورش کرنے والے کی ہوتی ہے اگر مجھے بیت المال سے بے پروائی ہو گی تو میں اس مال سے پرہیز کروں گا اور اگر مجھے ضرورت ہو گی تو شریعت کے مطابق اس میں کھاؤں گا۔

اے لوگوں! سن لو'

بے شک میں اللہ کی قسم! اپنے عاملوں کو تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجتا ہوں کہ وہ تمہاری پشتوں کو کوڑوں سے زخمی کریں اور نہ اس لیے بھیجتا ہوں کہ وہ تمہارے مال لیں لیکن میں ان کو اس لیے بھیجتا ہوں تاکہ وہ تم کو تمہارے نبی ﷺ کی سنت کی تعلیم دیں پس جس شخص نے اس کے علاوہ کوئی کام کیا اس کو میرے پاس پیش کریں پس قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے اس وقت

Marfat.com

میں اس سے پورا بدلہ لوں گا' سن لو' مسلمانوں کو مارنا نہیں کہ تم ان کو ذلیل کرو اور ان کو ان کے اہل کی طرف جانے سے نہ روکو جس کی وجہ سے تم ان کو فتنہ میں ڈالو گے ان سے ان کے حقوق نہ روکو کہ تم انہیں کفر کی طرف منسوب کرو اور تم انہیں متفرق جھاڑیوں میں مت اتارو کہ تم انہیں ضائع کر دو گے۔

اے لوگو!

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے کاموں کا والی بنا دیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ جو کچھ تمہارے سامنے ہے اس میں تمہیں نفع پہنچا سکتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کام پر میری مدد فرمائے اور یہ کہ میری اپنے پاس سے حفاظت فرمائے جیسا کہ میری حفاظت اپنے غیر سے فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے عدل کا الہام کرے تمہارے حقوق کے بارے میں اسی طرح پر' اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے' میں ایک مسلمان آدمی ہوں اور کمزور بندہ ہوں لیکن جبکہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اور میں جو تمہاری خلافت کا والی ہوا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ یہ چیز میری عادت میں کوئی تبدیلی نہ ڈالے گی۔

اے لوگو!

بے شک عظمت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور بندہ کے لیے عظمت سے کچھ بھی نہیں پس ہرگز تم میں سے کوئی یہ بات نہ کہے کہ عمر جب سے خلیفہ ہوئے بدل گئے ہیں میں اپنے نفس کا حق پہنچاتا ہوں اور میں خود ہی تمہارے لیے اپنے امر کو بیان کرتا ہوں پس جس آدمی کی کوئی ضرورت ہو یا اسے کسی حق کے بارے میں ستایا گیا ہو یا وہ ہم سے کسی عادت کے بارے میں ناراض ہو وہ مجھے ضرور اطلاع دے میں بھی تم میں سے ایک آدمی ہوں' تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اپنے خفیہ معاملات میں بھی اور اپنے ظاہری معاملات میں بھی اور تمہاری آپس کی حرمتوں اور عزتوں کے بارے میں بھی اور جو حق تم پر عائد ہے اسے خود ہی ادا کر دو اور تمہارا بعض' بعض کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم فیصلہ چاہنے کے لیے ہمارے

Marfat.com

پاس آؤ اس لیے کہ میرے اور تم لوگوں کے درمیان کسی کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں، میں تمہاری صلاحیت کو دوست رکھتا ہوں اور میں تمہاری مشقت میں ہاتھ بٹانے والا ہوں اور تم وہ لوگ ہو کہ تم میں سے عام آدمی اللہ کے شہروں میں رہنے والا ہے اور ایسے شہر کا رہنے والا ہے جس میں کھیتی نہیں اور جس میں دودھ کے جانور نہیں مگر وہی سامان ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ لائے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت زیادہ کرامت کا وعدہ کیا ہے اور مجھ سے میری امانت کے بارے میں اور جس سلسلہ میں کہ میں ہوں مجھ سے سوال کیا جائے گا اور جو چیزیں میرے سامنے آتی رہیں گی اس پر تو مجھے خود اطلاع ہو جائے گی اس کو میں کسی کے سپرد کرنے والا نہیں اس کے علاوہ اور لوگوں کی اطلاع مجھے وکلا کے ذریعے سے ہو گی اور عام لوگوں کی اطلاع تم میں سے اچھے لوگ دیں گے اور میں اپنی اس امانت اور ذمہ داری کی ان ناصحین کے علاوہ انشاء اللہ تعالیٰ اور کسی کے حوالے کرنے والا نہیں۔

* * *

Marfat.com

اسلامی معاشرے میں سماجی کارکنوں کا کردار

محترم صدر و حاضرین کرام!

میں آج جس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں / رہی ہوں وہ اسلامی معاشرے میں سماجی کارکنوں کا کردار ہے۔

اسلامی معاشرہ میں ایک سماجی کارکن کا کیا کردار ہونا چاہیے اس کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں اپنے درخشاں ماضی میں جھانکنا ہو گا۔ وہ روشن ماضی جہاں محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک سماجی کارکن کے طور پر ایک بڑھیا کا سامان اٹھا کر اسے منزل مقصود تک پہنچا کے آتے ہیں۔ اگر کوئی مظلوم اپنے حق کی داد رسی کے لئے فخر انسانیت کے حضور حاضر ہوتا ہے تو آپ اسلام کے بدترین دشمن ابوجہل کو مظلوم کا حق واپس لوٹانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ مسجد قبا ہو یا مسجد نبوی کی تعمیر کا معاملہ ہو یا جنگ احزاب کے موقع پر خندق کھودنے کا مسئلہ' ایک سماجی کارکن کے طور پر آقائے دو جہاں سب سے آگے آگے رہتے ہیں۔ اگر صحابہ نے بھوک کی شدت سے پیٹ پر ایک پتھر باندھ رکھا ہوتا ہے تو نبی رحمت نے دو پتھر باندھ رکھے ہوتے ہیں۔

جناب والا!

اسلامی معاشرے میں سماجی کارکن کی عظمت و توقیر کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ تمام انبیاء کرام نے سماجی خدمت کا کام سرانجام دیا ہے۔ حضرت

Marfat.com

نوح علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے عظیم کشتی تیار کی۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے ایک سماجی کارکن کی حیثیت سے خانہ کعبہ کی بنیادیں کھود کر عظیم عمارت کو استوار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ مل کر یتیم بچوں کی گری ہوئی دیوار کو تعمیر کیا۔ اس طرح تمام پیغمبروں نے جہاں دعوت دین کے لئے دن رات ایک کئے رکھا وہیں وہ سماجی کارکن کے طور پر معاشرے کی فلاح و بہبود کے ہر کام میں نمایاں طور پر حصے لیتے رہے۔

عزیز ساتھیو!

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کی پوری زندگی اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں گزری۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفتہ المسلمین بنے تو ایک بوڑھی عورت نے کہا کہ خلیفہ بننے کے بعد اب میری بکری کا دودھ کون دوھا کرے گا؟ اس کے جواب میں خلیفتہ المسلمین نے جواب دیا کہ بوڑھی اماں پریشان نہ ہوں' میں یہ کام خلیفہ بننے کے بعد بھی انجام دیا کروں گا۔ خلفائے راشدین ہوں یا عام صحابہ سبھی معاشرے کے ستائے ہوئے اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کیا کرتے تھے۔

ان چند مثالوں سے اسلامی معاشرے میں سماجی کارکن کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ باآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ اسلام نے معاشرے کی فلاح و بہبود کا کام کرنے والے افراد کو جو اہمیت اور قدر و منزلت عطا کی ہے، وہ دنیا کے کسی اور نظریہ حیات نے نہیں دی۔

اسلامی معاشرہ کی فلاح و بہبود اور سماجی خدمات انجام دینے والے کارکن کو جن بنیادی و اخلاقی خوبیوں کا حامل ہونا چاہیے ان میں سے چند ایک کا تذکرہ مفید ہو گا۔

میرے دوستو!

Marfat.com

ایک سماجی کارکن کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس کام کا آغاز کرے' اسے دل جمعی اور لگن سے مکمل کرے' بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ وقتی جوش کے تحت کسی کام کا آغاز تو کر لیا جاتا ہے لیکن راستے کی مشکلات اور رکاوٹوں کے سبب پہلے ہی مرحلہ میں مایوس ہو کر ہمت ہار دی جاتی ہے۔ ایک اچھے سماجی کارکن کی یہ بنیادی صفت ہونی چاہیے کہ وہ کام کے آغاز سے قبل اس کے تمام تر روشن اور تاریک پہلوؤں اور نشیب و فراز کا جائزہ لے' اس کے بعد جب وہ کام کا آغاز کرے تو پھر اسے ضرور استقامت اور تحمل و بربادی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچانے اور اس کام میں برکت اور کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے۔

سماجی کارکن کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی کام کی انجام دہی کے لیے باہمی مشاورت کو لازم ٹھہرائے اور پھر حکمت و تدبر کے ساتھ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے تمام تر صلاحیتوں کو صرف کر دے۔ سعی پیہم کے نتیجہ ہی میں کامیابیاں قدم چوما کرتی ہیں۔ یہ فطری امر ہے کہ جب ایک سے زیادہ افراد مل کر کسی کام کو انجام دیں گے تو مزاج اور طبیعتوں میں عدم مطابقت کی وجہ سے سرد و گرم واقعات سے واسطہ پڑے گا۔ اس صورت حال سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ آپس میں اخوت و محبت اور بھائی چارے کو فروغ دیا جائے۔

جناب والا!

سماجی کارکن کے لئے جو چیزیں زہر قاتل کا درجہ رکھتی ہیں ان میں کبر و غرور' نمود و نمائش' مزاج کی بے اعتدالی اور تنگ دلی شامل ہیں۔ ایک اچھے اور مثالی سماجی کارکن کو ہر لمحہ ان خرابیوں سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے ورنہ اس کی ساری محنت اور جدوجہد اکارت ہو جانے کا خطرہ ہے۔ یہ وہ ابتدائی اور بنیادی امور ہیں جن کو پیش نظر رکھ کر ایک سماجی کارکن معاشرے میں پھیلی ہوئی خرابیوں کو ختم کرنے کے لئے بہتر انداز میں کوشش کر سکتا ہے۔

Marfat.com

اسلامی تعلیمات سے دوری' غفلت اور صدیوں تک ہندوؤں کے ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے مسلمانان برصغیر میں غیر محسوس طور پر وہ جاہلانہ رسم و رواج سرایت کر گئے ہیں جو ہندو معاشرے کا خاصہ ہیں۔ جہالت و ناخواندگی کی وجہ سے عام مسلمان اسلام کی معاشی و معاشرتی تعلیمات سے پوری طرح باخبر نہیں۔ اس لئے ہندو معاشرے کی رسمیں اور طور طریقوں کی جڑیں ہمارے ماحول میں بہت گہری ہو چکی ہیں۔ صدیوں سے مروج ان رسوم و رواج کی اصلاح کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

ہمارے معاشرے میں زندگی کے ہر شعبے میں جاہلانہ رسم و رواج کو بالا دستی حاصل ہے۔ ان کے خلاف آواز بلند کرنا اور اصلاح کی غرض سے کام کرنا جوئے شیر لانے سے کم مشکل نہیں ہے۔ ہمارے ہاں صرف شادی بیاہ کی رسموں کو لے لیا جائے تو سر چکرانے لگتا ہے کہ اصلاح احوال کیسے ہو پائے گی۔ نکاح سنت نبوی ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور کی طرح بیشتر اسلامی ممالک میں اب بھی ذات پات کی تمیز کے بغیر روپے پیسے اور جہیز جیسی لعنت کے بغیر مرد و عورت نکاح کے مقدس رشتے میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں بیٹی یا بیٹے کی شادی ایک انتہائی مشکل کام کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ایک سماجی کارکن کا کردار یہ ہونا چاہیے کہ وہ شادی بیاہ کی فضول رسموں کے خاتمے کا آغاز اپنے گھر سے کرے تاکہ وہ موثر طریقے سے معاشرے میں موجود ان جاہلانہ رسوم و رواج کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کر سکے۔

جناب والا!

جاہلانہ اور فضول رسوم و رواج شادی بیاہ پر ہی نہیں بلکہ رنج و غم کے مواقع پر بھی لوگوں کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ایک غریب شخص کے ہاں ماتم ہو جائے تو جہاں وہ ذہنی و قلبی طور پر شدید صدمے سے دو چار ہوتا ہے' وہیں جاہلانہ رسوم و

Marfat.com

رواج کے باعث یہ غم اس کے لئے مالی طور پر غیر معمولی صدمے کا بوجھ کا باعث بنتا ہے۔ ایک سماجی کارکن کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ عوام کی ان جاہلانہ رسوم سے جان چھڑائے اور انہیں اسلام کی روشن تعلیمات سے آگاہ کرے تاکہ رنج و الم کے مواقع پر لوگ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے بچ سکیں۔

معاشرے میں پھیلی ہوئے بے شمار خرابیوں میں ایک بڑی خرابی رشوت اور بدعنوانی (کرپشن) ہے جو آج کل اپنے عروج پر ہے۔ اس برائی نے گزشتہ ایک عشرہ میں جو فروغ حاصل کیا ہے' اس کی مثال ماضی میں کہیں نہیں ملتی۔ ایک دور تھا جب لوگ کہا کرتے تھے کہ فلاں آدمی رشوت لیتا ہے لیکن اب وہ وقت آگیا ہے جب لوگ بتلاش بسیار کے بعد کہتے ہیں کہ فلاں آدمی رشوت نہیں لیتا۔ یہ صورت حال معاشرے کے انحطاط کی آخری حدود کی نشاندہی کرتی ہے۔ ایک سماجی کارکن کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کے رگ و پے میں سرایت کر جانے والے اس زہر کے تریاق کے لئے' خود اپنے آپ کو مثال اور نمونہ بنائے۔ جب وہ خود رشوت لینے اور رشوت دینے سے اجتناب کرے گا تو اصلاح کے لئے بڑے سے بڑے راشی افسر سے بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے گا اور اسے کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ممکنہ اقدامات بروئے کار لا سکے گا۔

عزیز دوستو!

ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ اسلامی تعلیمات سے پہلو تہی کے نتیجہ میں یہاں امیر' امیر تر اور غریب' غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں مرتکز ہوتی جا رہی ہے۔ اسلام نے جو معاشی نظام مسلمانوں کو دیا ہے اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے کی بجائے غریب کے دروازے تک پہنچتی ہے۔ زکوۃ و عشر اور صدقات' صاحب حیثیت افراد سے لے

Marfat.com

کر اہل حاجت تک پہنچانا اسلامی نظام معیشت کا بنیادی خاصہ ہے۔ ایک مثالی سماجی کارکن کو چاہیے کہ وہ غریبوں کی امداد کے لئے امیر طبقہ کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ محروم طبقوں کو اللہ کی جانب سے دی ہوئی دولت میں حصہ دار بنائیں اس سے یقیناً معاشی ناہمواریوں کا خاتمہ ہو سکے گا۔

ایک سماجی کارکن کی یہ ذمہ داری ہے کہ قومی یک جہتی کے لئے اپنے کردار ادا کرے اور اس سلسلے میں لسانی اور علاقائی عصبیتوں کے خلاف جہاد کرے اور ملک دشمن عناصر کی جانب سے پیدا کردہ غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرے تاکہ ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا بھرپور انداز میں دفاع کیا جا سکے۔

اسلامی معاشرے میں ایک سماجی کارکن کو جہاں عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا چاہیے وہیں ملک میں موجود غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اقلیتوں کو اپنے تحفظ کا احساس ہو اور وہ محسوس کریں کہ مسلمانوں کے ساتھ رہ کر اچھے انداز میں زندگی گزار سکتے ہیں۔ غیر مسلموں کے ساتھ ایک سماجی کارکن کا حسن سلوک ان کے دلوں کی کایا پلٹنے میں بھی مددگار ہو سکتا ہے۔ ماضی میں مسلمانوں نے اپنے اعلیٰ حسن اخلاق کی وجہ سے ہی ہزاروں لاکھوں غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر آمادہ کیا تھا۔

آخر میں اس بات کا تذکرہ کرنا بہت ضروری ہے کہ وہ تمام کام جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے ان کی انجام دہی محض ایک سماجی کارکن کے بس کا کام نہیں' اس کار عظیم کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ حکومت وقت اصلاح معاشرہ کے اس پیغمبرانہ کام میں سماجی کارکنوں سے بھرپور تعاون کرے۔ اگر حکومت اور سماجی کارکن معاشرے میں پھیلی ہوئی خرابیوں کو دور کرنے کا عزم کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا تابناک اور روشن ماضی ایک بار پھر نہ لوٹ آئے۔

* * *

Marfat.com

آلودگی ----- ایک عذاب

جناب صدر و معزز سامعین کرام!

آج میں جس اہم موضوع پر تقریر کر رہا / رہی ہوں وہ آج کے جدید دور کا اہم مسئلہ ہے۔ میری تقریر کا موضوع ہے "آلودگی ایک عذاب"

آلودگی

جاندار کے اپنے پھیلائے ہوئے فاضل مادے جو اس کے لئے نقصان دہ ہوں آلودگی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ آلودگی کی تین قسمیں ہیں۔

(1) فضائی آلودگی (2) ماحولیاتی آلودگی (3) شور

(1) فضائی آلودگی

پچھلے دنوں اخبارات' ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے کہا جا رہا تھا کہ صنعتیں اور فیکٹریاں زیادہ سے زیادہ لگائی جائیں لیکن ان کو شاید یہ نہیں معلوم کہ ان سے نکلنے والا دھواں انتہائی زہریلا ہوتا ہے۔ فیکٹری میں کام کرنے والا ایک مزدور زیادہ سے زیادہ دو یا تین سال تک کام کر سکتا ہے۔ اس کے بعد اس کے پھیپھڑے ناکارہ ہو جاتے ہیں وہ کینسر جیسی مہلک اور جان لیوا بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس مزدور کو فیکٹری سے نکال دیا جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے گھر میں بیٹھ جاتا ہے۔ اس کے خاندان میں فاقے شروع ہو جاتے ہیں اور فاقوں سے مرنے لگتے ہیں آخر تنگ آ کر اس گھر کا سربراہ چوریاں کرنا شروع کر دیتا ہے اور آخر کار تباہی و

Marfat.com

بربادی اس گھر کا مقدر بن جاتی ہے۔

جناب والا!

فیکٹری کا دھواں نہ صرف اس کام کرنے والے مزدوروں کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ آس پاس کے رہنے والے لوگوں کے لئے بھی مضر ہے۔ فیکٹریوں اور صنعتوں کے مالک جو ہر مہینے لاکھوں روپے منافع حاصل کرتے ہیں کیا وہ صرف چند ہزار روپے خرچ کر کے خاص قسم کی چمنیاں استعمال نہیں کر سکتے؟ یہ لوگ اپنے فائدے کے لئے انسانی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔ کیا ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ قیامت کے روز ان کا حساب ہو گا کہ تم نے اپنے فائدے کے لئے انسانی زندگیوں سے کیوں کھیلا۔ تب شاید ان کے پاس کوئی جواب نہ ہو گا۔

سیلنسروں سے نکلنے والا دھواں' گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں سے نکلنے والا دھواں بھی انتہائی زہریلا ہوتا ہے جو فضاء کو گندہ کرنے میں فیکٹریوں اور صنعتوں سے کسی درجہ بھی کم نہیں ہے۔ انڈیا نے ایک ایسی چمنی تیار کی ہے جو گاڑیوں اور موٹر سائیکوں کے سلنسروں میں لگائی جاتی ہے تو ان میں سے نکلنے والا دھواں جس میں زہریلی گیس ہوتی ہے' صاف ہو کر باہر نکلے گا کچھ دیر کے استعمال کے بعد اس چمنی کو صاف کر کے دوبارہ سیلنسر میں لگالیں۔

گاڑیوں کا استعمال

اگر ایک گھر میں پانچ افراد ہیں تو وہ پانچ ہی گاڑیاں بھی رکھتے ہوں گے ہر ایک کی اپنی گاڑی ہو گی اور اگر ان میں سے کسی ایک کو تھوڑی دور بھی جانا ہو تو وہ گاڑی یا موٹر سائیکل پر جاتے ہیں جو فضا کو گندہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر ہم تھوڑا پیدل چل لیا کریں تو ہماری ہی صحت کے لئے اچھا ہو گا اور آلودگی بھی نہیں پھیلے گی۔

شاپنگ بیگ کا استعمال

Marfat.com

شاپنگ بیگ کا بہت زیادہ رواج ہے اگر کوئی چھوٹی سی چیز بھی لینی ہو تو سب سے پہلے یعنی ابھی پیسے بھی نہیں دیئے ہوتے اور شاپنگ بیگ طلب کر لیا جاتا ہے پھر اس پلاسٹک کے لفافے کو پھینک دیا جاتا ہے۔ جمعدار ان لفافوں کو اکٹھا کر کے کوڑے کے ڈھیر میں آگ لگا دیتا ہے اور جب یہ لفافہ جلتا ہے تو زہریلا دھواں فضا میں پھیلنا شروع ہو جاتا ہے اگر ہم لفافوں کی جگہ کپڑے کے تھیلے استعمال کریں تو وہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس طرح آلودگی بھی نہیں پھیلے گی۔

(2) ماحولیاتی آلودگی

آبادی کے پھیلاؤ کی بنا پر جنگلات میں شدید کمی' زرخیز زمین کی بربادی' صنعتوں میں کثیر اضافہ' گاڑیاں وغیرہ اور اس جیسی دوسری اشیاء میں اضافہ سب ماحولیاتی آلودگی میں خطرناک حد تک اضافے کا سبب ہیں۔

ادویات کا چھڑکاؤ

فصلوں پر ادویات کا چھڑکاؤ نہایت نقصان دہ ہوتا ہے۔ جب یہ ادویات چھڑکی جاتی ہیں۔ تو زمین ان کو جذب کر لیتی ہے اور پھر اس زمین پر لگی ہوئی فصل ان ادویات کو جذب کر لیتی ہے اور یہ فصل زہریلی ہو جاتی ہے ان فصلوں کو استعمال کرنے سے کئی قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں اور انسانی زندگیاں ختم ہونے لگتی ہیں۔ "اے پی ایم" کو ایک زمینی سروے کرنے کے بعد پتہ چلا کہ پہلے جب ادویات کا چھڑکاؤ نہیں کیا جاتا تھا تو کپاس کا پھول زیادہ اور موٹا ہوتا تھا لیکن اب فصلیں تو زیادہ بڑی ہو جاتی ہیں لیکن کپاس کا پھول پہلے جیسا موٹا اور زیادہ نہیں ہوتا۔

زہریلے پانی کے اثرات

عزیز دوستو!

شہروں' صنعتوں اور فیکٹریوں کا گندا پانی اور گندا مواد سب کچھ دریاؤں

Marfat.com

اور ندی نالوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ جس سے یہ پانی زہریلا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہیڈ بلو کی پر مچھلیوں کی تعداد میں خاصی کمی واقع ہوئی ہے۔ "اے پی ایم" کے حالیہ سروے کے مطابق لاہور کی صنعتوں' فیکٹریوں کا گندا مواد اور شہر کا سارا گندا پانی دریائے راوی میں پھینک دیا جاتا ہے۔ جس سے سارا پانی زہریلا ہو چکا ہے۔ اس گندے پانی ہی کی وجہ سے زمین بنجر ہو رہی ہے۔ پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ بہتا ہوا پانی صاف ہوتا ہے لیکن اب یہ صورت حال نہیں رہی۔ سائنسی تحقیق کے مطابق بہتا ہوا پانی بھی آلودگی سے پاک نہیں ہے۔ فالتو صنعتی مادے جب بغیر صاف کئے دریاؤں میں پھینک دیئے جاتے ہیں تو یہ کسی نہ کسی طریقے سے جراثیم کی صورت میں انسانی جسم کے اندر پلتے ہیں اور خطرناک قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ جن سے بچے اور بوڑھے زیادہ متاثر ہوتے ہیں ان بیماریوں میں کینسر' دماغ کی بیماریاں' پھیپھڑوں کی بیماریاں' آنکھ کی بیماریاں وغیرہ شامل ہیں۔ پلاننگ کمیشن کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں چالیس فیصد اموات آلودگی پانی کے استعمال کی وجہ سے ہے۔

(3) شور

جس کو آلودگی تصور نہیں کیا جاتا تھا لیکن اب کچھ عرصہ سے بہت سے لوگوں نے شور کو اپنے ماحول کا حصہ تسلیم کر لیا ہے مگر اب بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے شور کو آلودگی نہیں تصور کیا اور اس کی طرف زیادہ توجہ بھی نہیں دی گئی لیکن انیسویں صدی میں پٹرول کے انجن' بھانپ کے انجن' صنعت میں جدید مشینری کے استعمال نے شور میں اضافہ کر دیا ہے۔

موت کا ایجنٹ

عملی طور پر شور کو ناپنے کے لئے مختلف اکائیاں استعمال کی جاتی ہیں بین الاقوامی طور پر شور کی اکائی ڈیسی بل ہے۔ امریکہ کی ایک رپورٹ کے مطابق

Marfat.com

مختلف کے شواہد سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ دل کی بیماریاں' جسمانی بے قاعدگیاں' ذہنی کھچاؤ وغیرہ شور و غوغا والے علاقے میں رہنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ برطانیہ کی ایک رپورٹ کے مطابق 1700 میں لوہے کا کام کرنے والے آواز کی آلودگی کی وجہ سے بہرے ہو گئے اور کئی لوگوں کو کم سنائی دینے لگا۔ کیلیفورنیا کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر وان ہڈسن نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ آواز کی آلودگی بھی فضائی آلودگی کی طرح موت کی ایجنٹ ہے۔

لاہور میں گزشتہ چند برسوں میں گاڑیوں کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور اس کے ساتھ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے بھی پبلک ٹرانسپورٹ میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے آواز کی آلودگی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ سب سے مدہم ترین آواز جو انسانی کان محسوس کرتا ہے وہ ایک ڈیسی بل مکمل خاموشی والے ماحول میں آواز کی سطح چھ ڈیسی بل ہے۔

گھر کے اندر عام گفتگو کے وقت پچپن ڈیسی بل ہوتی ہے جیٹ طیارے کی آواز ایک سو پچاس انسانی کان پچپن ڈیسی بل کی آواز عام گفتگو کے وقت آسانی سے سنتا ہے عام صنعتوں کے اندر پچھتر ڈیسی بل ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ سطح بڑھ کر 85 ڈیسی بل ہو جائے تو یہ انسان کو بے آرام کر دیتی ہے جبکہ 90 سے 95 ڈیسی بل کا شور انسانی صحت کو گہرا نقصان دیتا ہے۔

مسلمانوں کا حال

جناب والا!

یہ آلودگیاں انسانی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں مغربی ممالک میں اس پر کروڑوں ڈالر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ خیال ان کو اگر پہلے آجاتا تو آج ان کو اتنی مصیبت نہ اٹھانی پڑتی۔ لیکن دیر آئے درست آئے' ان کو یہ خیال آہی گیا ہے اور وہ ان آلودگیوں کو ختم کرنے میں اپنی جان کی بازی لگا دینے سے گریز نہیں

Marfat.com

کرتے۔

لیکن آخر یہ خیال ہم مسلمانوں کے ذہن میں کیوں نہیں آیا؟ ہمارے لئے افسوس کا مقام ہے کہ وہ یہودی' غیر مسلم ہو کر بھی ایسا بہتر کام کر رہے ہیں جن لوگوں کو ہم مسلمانوں سے سبق حاصل کرنا تھا' آج مسلمان ان سے سبق حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں معلوم بھی ہے کہ یہ آلودگیاں ہمارے لئے نقصان دہ ہیں لیکن ہم نے اردگرد دیکھتے ہوئے بھی آنکھیں بند کر رکھیں ہیں۔ لیکن ان کو یہ نہیں معلوم کہ کبوتر جب بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ شاید بلی اس کو نہیں دیکھ سکتی ہے اور وہ بلی سے بچ جائے گا تو ایسا نہیں ہوتا اور کبوتر اپنی جان بوجھ کر بے خبری کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

عزیز دوستو!

صفائی نصف ایمان ہے' اس سے تو یہ ظاہر ہے کہ ہم مسلمانوں کا تو ایمان ہی مکمل نہیں ہے تو ہم مسلمان ہونے کا دعوی کس طرح کر سکتے ہیں؟ ہم آدھے ایمان سے مسلمان کس طرح ہو سکتے ہیں ایمان کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں ماحول کی صفائی رکھنی پڑے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر ہے۔ اگر ہم ماحول کو صاف رکھ کر ایک انسان کو بچا لیتے ہیں تو اس طرح پوری انسانیت بچ جاتی ہے اور پوری انسانیت کا بچا لینا ہمارے حضور کا فرمان پورا کرنا ہے۔ مگر افسوس۔

قلب میں سوز نہیں' روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

آج آلودگی ہمارا مقدر بنتی جا رہی ہے لیکن اگر ہم نے صدق دل سے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا اور جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر ہر قسم کی آلودگی کے خاتمہ

Marfat.com

کے لئے میدان عمل میں نکل آئے تو ہمارا معاشرہ یقیناً امن و راحت کا گہوارا بن جائے گا۔ انسانی زندگی سکون و اطمینان سے عبارت ہو گی۔ دلوں کو قرار نصیب ہو گا اور نت نئی پیدا ہونے والی بیماریوں سے بھی نجات ملے گی۔(انشاء اللہ)

ہمیں قوت عمل کو حرکت میں لانا ہو گا کیونکہ بقول شاعر مشرق۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

***

Marfat.com

Marfat.com

خزینہ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

Marfat.com